8482

قصۂ اگرگُل

اطلاع

مطبع ہذا ایک عرصہ دراز سے جو کچھ علمی خدمات انجام دے رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس کارخانہ مین ہمیشہ ہر قسم کی کتابین شایقین کے سلئے تیار رہتی ہین جو آرڈر موصول ہونے پر فوراً روانہ کیجاتی ہین فہرست جملہ علوم وفنون کے کتب کی بلا قیمت روانہ کیجاتی ہے اس کتاب کے سادے صفحات مین اسی قسم کی دیگر کتابین لکھی جاتی ہین تاکہ ناظرین کو آگاہی حاصل ہو۔ المشتہر منیجر نولکشور پریس حیفہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت
داستان امیر حمزہ۔ یہ کتاب اصل فارسی مین تھی جو اردو مین ترجمہ کرائی گئی ہے اور داستان گویون نے اس سے بہت سی رنگین داستانین تیار کی ہین قابل دید کتاب ہے۔	[illegible]
نوشیروان نامہ جلد اول زیر طبع	
ایضاً نوشیروان نامہ جلد دوم۔ ملکہ رابعہ طلس پوش کے عشق کی رنگین اور دلچسپ داستان۔	[illegible]
ہرمز نامہ۔ یہ نوشیروان نامہ کی دوسری جلد سے متعلق ہے رزم بزم حسن وعشق سبھی کی داستانین ہین اور اسقدر دلچسپ ہے کے قابل دید ہے	[illegible]
ہومان نامہ۔ دوسرے حصہ دفتر نوشیروان نامہ سے متعلق ہے	[illegible]
کوچک باختر عیاریون اور مصیبت زدون کی امداد کی نہایت عمدہ عمدہ داستانین ہین۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
ایرج نامہ۔ جلد ۲ ملک زرین نگار کے عجائبات کا بیان حیرت افزا طلسم فیروزہ جمشیدی کے اسرار کا انکشاف	[illegible]
طلسم ہوشربا۔ یہ داستان گویا داستان امیر حمزہ کا نچوڑ ہے اور یہ دفتر سب دفترون سے بڑا ہے جس مین عجائب سحر اور طلسمات کا عالم مسلمانون کا حفاظت اسلام کے سلئے جادوگرون سے مقابلہ۔ کہین فتح کہین جادو کا زور وشور۔ غازیون کے آہ ونالے مصیبت اور غم والم کا طوفان۔ فتح اور شکست کے ہنگامے کفار کی خرابی طلسمون کا ٹوٹنا جادوگرون کا مارا جانا۔ خوشی کے شادیانے مسرت کے ترانے عشق کی خونچکان داستانین وصل وفراق کے عجیب وغریب نقشے غرضکہ ہر ایک جلد مین کوئی نہ کوئی عجیب وغریب اور دلکش سمان ہے	[illegible]

بعونِ صناعِ مکین و مکان فضلِ خلاقِ زمین و زمان

قصۂ نایاب سراپا انتخاب افسانۂ گل و بلبل موسوم بہ

قصۂ اگر گل

۱۹۲۹ع

بانتظام تمام واہتمام مالا کلام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مزین بطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرسبزی گلستان سخن کی حمد اس باغبان قدرت کی ہی کہ اگر گل ہواے محبت مین اسکی گریبان چاک نہوتا تو چشم بلبل مین مثل خار نظر آتا ابیات

وہ کلمۂ کن کا نغمہ پرداز — اس گلشن دہر کا چمن ساز
ہر غنچہ و گل مین جسکی بو ہے — بلبل کی زبان پہ تو ہی تو ہے
رنگ و گل و نوک خار ہی وہ — طغرا کش نو بہار ہے وہ
رزاق وحوش و طیر و انسان — خلاق دو کون رب یزدان
کل عبد ہین جسکے اور وہ معبود — حمد و مدح وہی وہی ہے محمود

اور بہار بوستان کلام کی نعت اوس سرو خیابان رسالت کی ہے کہ اگر سرو انگشت شہادت سے گواہی اوسکی نبوت کی ندیتا تو نگاہ فاختہ مین مانند دار کے ہو جاتا ابیات

محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی — شرف ہی عیسی گردون نشین کا جسکی دربانی
چراغ طاق گردون ماہ بام یثرب و بطحی — کہ جسکے معجزون پر دال ہین آیات قرآنی
شب معراج مین ہر گہ براق باد پا اسکا — گیا ہو چھوڑ پیچھے عالم اجسام روحانی
کہو یارو کہ اوسکے مرتبہ کو کیا بھلا پہونچے — خیال فلسفی و ہندسی و دہم انسانی
سراپا نور یزدان و شہ لولاک مین عاصی — مراکیا منہ گر دن گر دعوی نعت و ثنا خوانی

بعد ازان منقبت علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب مین زبان طوطی

شاداب نہین کیا تھا اسی صرصر غم سے وہ مانند برگ نخل خشک خزان رسیدہ کے اپنے تئین برباد کیے رہتا تھا ایک روز ایک سوداگر باریاب حضور اقدس و اعلیٰ ہوا اور چند خوان جواہر بیش بہا کے پیش کر کے ملتمس ہوا حضرت جہان پناہ سلامت خانہ زاد کو قاضی حاجات نے ایک گوہر شب چراغ زینت خانہ عزت کہ مراد وجود فرزند ارجمند ہے عطا کیا ہے امیدوار ہون کہ حضرت قبلۂ عالم زبان فصیح بیان سے اسکو نامور فرماوین کہ وہ اس کی برکت سے علم طبعی کو پہونچے ارشاد ہوا کہ اس دُر بے بہا کا تو نام محبت بہادر رکھ شعر

محبت بہادر رکھو اوسکا نام	کہ اوسکی محبت تمھین ہو مدام

سوداگر آداب بجالا کر خندان و فرحان بادشاہ کی بارگاہ سے رخصت ہوا مگر حضرت صدمہ عدم اولاد سے اسوقت محزون ہو کر تخت سے اُٹھ گئے کئی روز برآمد نہوئے ایک دن خوشحال وزیر کہ وہ بھی بادشاہ کیطرح اولاد نرکھتا تھا اوسے یاد فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ دل اپنا امور سلطنت سے برخاستہ ہے اس لیے کہ بعد اپنے کوئی وارث خاندان سلطنت نہین بہتر یہ ہے کہ ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہون اور حیات مستعار کو یاد الٰہی مین بسر کرون خوشحال نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب لیکن غلام نے سنا ہے کہ درویشان صدق و صفا کی دعا مین اثر اور سوال اونکا مقبول بارگاہ رب اکبر ہے پہلے حتی الامکان بمقتضاے السعی منی والاتمام من اللہ تدبیر کیجائے آگے جو مالک تقدیر چاہے وہ کرے اور اگر حضرت کا یہ ارادہ ہے تو خانہ زاد بھی سایہ کی طرح رفاقت کو آمادہ ہے القصہ وہ دونون اکیلے ہو کر اور اختیار سلطنت کا تینون وزیرون پر کہ عاقل و قابل و کامل تھے چھوڑ کر دشت گرد اور صحرانورد ہوے بعد مدت ایک دشت مین جانکلے وہان ایک درویش صحرا نشین عزلت گزین عابد زاہد صالح پرہیزگار چارہ ساز بیقرار حاجت رواے امیدوار روشن ضمیر بالکمال توقیر یلکین اوسکی حجاب رخسار مشغول عبادت کردگار نظر آیا دونون نے اسے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ روبرو کھڑے ہوئے فقیر روشن ضمیر پہلے بادشاہ سے مخاطب ہوا اور بولا کہ اے بادشاہ اس بیابان مین

تو کہان آیا یہ تو ہم سے خاکسارون کی جاے سکونت اور آوارہ وطنون کا گوشہ عافیت ہے پھر وزیر کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے خوشحال تو نے بھی اپنے ولی نعمت کا خوب ساتھ دیا خوشحال اور بادشاہ نے عرض کی کہ ہم دونون آوارہ دشت یاس ہو کر یاوری طالع سے آپ تک پہونچے ہین شعر

راہ گم کردہ ہین اے خضر بیابان مددے		بندۂ عاصی ہین اے پیر خدادان مددے	

اور جو ہمارا مطلب و مقصد ہے وہ بھی حضرت سے مخفی نہین اوس درویش معرفت کیش نے کہا بر آرندۂ مرادات قاضی الحاجات ہے اگر مین مستجاب الدعوات ہوتا صحرا کی خاک کیون چھانتا پھرتا جب بادشاہ اور وزیر نے یہ تقریر اوس فقیر کی سنی مغموم اور دلگیر ہو کر اُٹھے تب اسنے ان دونون کو پھر بٹھایا اور رجوع بخدا کر کے کہا اے بادشاہ ہمت مردان مدد خدا یہ عصا کہ میرا مایۂ تقویت ہے اسے لے اور باغ مین جا جو پھل تیری قسمت کا ہو گا وہ سیب کے درخت سے ملے گا بادشاہ وہ عصا کہ فقیر کا دست دعا تھا لے کر اوس گلشن اُمید مین گیا اور اوس شجر تک پہونچکر دیکھا کہ وہ درخت ثمر افشان بلکہ برگ ریزان ہو چکا ہے بسم اللہ کہکر اوس عصا کو سیب کے درخت پر مارا ایک ثمر تر و تازہ بالاے شاخ سے گرا بادشاہ نے خاک سے اُوسکو دامن مین اُٹھا لیا اور سیب کی طرح عزیز کیا پھر وہ عصا اپنے وزیر کو دیکر کہا کہ تو بھی اپنے بخت کا امتحان کر اُس نے بھی عصا کو نخل تمنا پر لگایا قدرت کاملہ سے اُسکے لیے بھی نخل بار آور ہوا ایک سیب زمین پر مثل گوہر غلطان کے غلطان ہوا وزیر نے بھی جیب تمنا کو معمور کیا پھر بادشاہ وزیر اوس باغ سے درویش کی خدمت مین آئے اور عرض حال کیا فقیر نے کہا اے بادشاہ یہ پھل تمھین مبارک ہو نخل تمھاری مراد کا بار آور ہوا بادشاہ نے کہا آپ کی دعا کی برکت سے خدا ہمکو فرزند عطا کرے تو اوسکا نام کیا رکھین فقیر نے کہا بابا اوس لعل کا نام لعل شہزادہ کے سوا کیا رکھیگا پھر وزیر سے کہا کہ تیرا سیب توام ہے خدا کی قدرت سے ایک فرزند اور ایک دختر ساتھ پیدا ہونگے پسر کو محمود اور دختر کو اگر سے نامور کرنا اور حفظ آسیب زمانہ بہت سا ملحوظ رکھنا کہ اُنکے شمع جمال پر انسان کیا پریزاد بھی پروانہ کی طرح نثار ہوں گے

لازم ہے کہ شہزادہ کو بارہ برس تک آغوش تہ خانہ سے باہر نکالیو اور اس درِ بے بہا کو صدف حفظ مین رکھیو اگر اس مین غفلت کروگے بہت پچھتاؤگے القصہ بادشاہ مع وزیر خدمت فقیر سے رخصت ہوا اور اپنے وطن مین تشریف لایا۔

پیدا ہونا لعل شہزادہ کا منصور شاہ کے گھر سیب کی تاثیر سے اور محمود واگر کا خوشحال وزیر سے

کہتے ہین جب منصور شاہ بادشاہ اور خوشحال وزیر اس درویش روشن ضمیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر خشخاش مین پھر آئے تینون وزیرون کی جان مین جان آئی رعیت اور سپاہ کے دل کو خوشی ہوئی بادشاہ نے وقت شب محل خاص مین آرام فرمایا تحفہ درویش کا کھلایا بزم حرم کو رشک ارم بنایا خدا کی قدرت سے اوسی شب صدف تمنا پُر گوہر مراد ہوئی اور اُسی اُمید خوشی مین نو مہینے تک دن عید رات شب برات رہی بعد ایام معہودہ کے اول شب بادشاہ کی دولت سرا مین فرزند ارجمند جہان کا روشن کرنے والا چاند کا ٹکڑا آنکھون کا تارہ سپہر خوبی کا ستارہ ساعت سعید مین تولد ہوا

ابیات

عجب ماہ تابندہ پیدا ہوا | مہ چاردہ جسپہ شیدا ہوا
یہی فرق یوسف مین اور اسمین تھا | وہ پنہان ہوا یہ ہویدا ہوا

ہر طرف شادی کی دھوم پڑ گئی لونڈیان باندیان دوادائیان اناکھلائیان سب جمع ہو کر خوشخبری اُسکے پیدا ہونے کی بادشاہ کیخدمت مین لائین کسی نے کڑے کسی نے چھڑے کسی نے توڑا کسی نے جوڑا کسی نے اشرفیان کسی نے کشتیان پائین دائی کو نال کٹائی مین نالکی عطا کی شاگرد پیشہ کو سال بھر کی تنخواہ انعام مین دی اکثر پیادونکو سوار اور سوارونکو فیل نشین بنایا بادشاہ نے فضل خدا سے ایسا لعل پایا کہ جسکی خوشی مین خزانۂ قارون لٹایا

بیت

رکھا لعل شہزادہ جب اسکا نام | چھپا در کے لعل و گوہر تمام

بادشاہ کی دولت سرا مین اول شب جشن صبح عید تھا بعد اوسکے وزیر کے

خاص محل سے آوازہ مبارک سلامت بلند ہوا آخر شب کو اول کنیز نے خدم تہنیت
کے مژدہ سے نہال نوکر وچاکر انعام و اکرام سے مالا مال فرزند دختر کے جمال سے
کہ قران ماہ و مشتری تھا مادر نہال اور پدر خوشحال ہوا اوس محمود کا نام محمود اور دختر
خجستہ اختر کا نام اگر رکھا ابیات

وہ محمود محمود جس کا ایاز	کیا حق نے جسپر در حسن باز
ستارہ تھا ماہ تابندہ تھا	مہ چاردہ اس پہ شرمندہ تھا

اور وہ دختر خجستہ اختر کہ پری کنیز اور حور اوسکی خادمہ تھی حسن اوسکا غارتگر
ایمان مسلمان اور لطافت اوسکی صندل پیشانی برہمنان گل تر نزاکت مین
وہ سیم بر سراپا بدن مین بھی بوے اگر وزیر نے سجدہ خداوند اکبر کا بجا لا کے
یہانتک سخاوت و ہمت کو کام فرمایا کہ گوہر نے تہ دریا و لعل نے سنگ خارا
مین آپ کو چھپایا یا حضرت قبلۂ عالم کی نذر کے واسطے دو جفت گوہر جواہر خانہ
قدرت سے اسکو ملے تھے لاکر بادشاہ کے قدمون پر ڈال دیئے بادشاہ نے
ان موتیون کو صدف آغوش مین لیا چھاتی سے لگایا وزیر کو خلعت فاخرہ
پہنایا کئی روز جشن کی دھوم دھام رہی بعد اسکے منصور شاہ نے ایک باغ
خوش تعمیر دلپذیر طیار کرایا بیت

عجب طرح کا باغ تھا جانفزا	کہے تو نمونہ تھا فردوس کا

درخت قطار قطار فوارہ بیشمار گلبن گلشن گلشن خیابان چمن چمن حوض دریا دریا
وسعت صحرا صحرا بلبل ہزار ہزار قمریان ترانہ شعار اس مین چہچہاتین اور حسب حال
یہ گاتی تھین شعر

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے صہبا ہے گلستان ہے
مبارک قمریون کو آمد سرو خرامان ہے

اس باغ مین ایک تہ خانہ مثل نہانخانہ دل طیار کر کے شہزادے کو لعل
کے مانند اوس منزل سنگین مین پوشیدہ کیا نیرنگی تقدیر سے کیا چارہ کسی دن بحکم
قضا اوس لعل بے بہا پر نظر ایک دیو کی کہ نام اُس کا لال دیو تھا پڑ گئی اور پیکان
خدنگ عشق کی اوسکے دل مین اثر کر گئی مگر عشق دیو کا کسی پر ظاہر نہوا ابیات

کوئی اُس حال سے واقف کہان ہے جہان گل ہے وہان ہی خار لازم	یہ رمز عشق عاشق پر عیان ہے جہان ہے شمع پروانہ وہان ہے

غرض جب مدت بارہ برس کی تمام ہوئی اور روشنی اُس ماہ انگشت نما کی مانند ماہ چاردہ کے عام ہوئی بادشاہ زادے اور وزیر زادے کے سوار ہونے کا دن آپہونچا سامان سواری کا بڑی کرّوفر سے دروازۂ باغ سے جلو خانۂ بادشاہی تک دوطرفہ آراستہ ہوا

شکار کو جانا لعل شہزادے کا وادی پرخار مین اور گرفتار ہونا قید دیو ستمگار مین

شہزادہ افق اقبال سے مانند مہر تابان کے وزیرزادہ کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ایک کا دل دوسرا لیے دونون دروازۂ باغ سے ہنستے کھیلتے برآمد ہوئے اور وزیر نے طبق جواہر کے اوپر نثار کیے اور ہودج مرصع مین اُس کو بٹھا کر یہ شعر پڑھا شعر

خدا کا شکر کر اے دل کہ یاری مقدر سے	میسر وہ ہوا جس چیز کی تھی آرزو ہمکو

دو چار گھڑی ادھر اودھر کی خوب سیر کی پھر اوسی باغ مین لاکر داخل کیا مغنیان پری انداز و لولیان نغمہ پرداز نے اُس باغ کو راجہ اندر کا اکھاڑا بنایا ایسی تانین اوڑائین کہ مطربۂ فلک نے بھی کان پکڑ لیے اور صدا اے تال سے اونکے طائر ہوش تانسین کے بھی اوڑ گئے تین دن رات یہی دھوم دھام رہی ہنگامہ مہمانداری کا گرم ہوا اکثر شہزادہ اور وزیرزادہ دونون مشغول شکار رہتے تھے ایک دن شہزادہ اسپ باد رفتار پر سوار شکار کی تلاش مین صیاد آسا سر بصحرا تھا ناگاہ قطار قطار حلقہ حلقہ غزال دامن صحرا سے نمودار ہوے اور اپنی شوخی اور رعنائی سے شہزادے کے دلکو وحشی کیا وہ مثل آہو از خود رمیدہ ہو کر اوسکے تعاقب مین دوان وزیرزادہ بھی گرد کی مانند روان ہوا آخر دونون کی گرد سواری مثل آہو نظر سے غائب اور ہر ایک اوس غزال رعنا کا طالب ہوا رفتہ رفتہ قطار ہرنکی دیوار طلسمات کی طرح درمیان حائل ہوئی اور

ایک باغ اوس سرزمین پر نمایان ہوا شہزادہ اپنے گھوڑے سے برآمد ہوکر
اوس مین درآمد ہوا عجب طرح کا ایک باغ دیکھا کہ مثل بلبل محو حیرت ہوکر رہ گیا
وزیرزادہ نے کہا صاحب عالم دیکھئے کہین تو سونیکی زمین اور کسی چمن کا تختہ
سیم خالص کا ہے جو شجر ہے وہ عجیب و غریب ہے شاخین الماس کی برگ
زمرد کے ثمر عقیق یمن کے قمری اور بلبل سیم و زر کے درختون کی شاخون پر بیٹھے ہوئے
ترنم کر رہے ہین یہ باغ طلسمات کا معلوم ہوتا ہے یہان پھرنا اور گل گشت کرنا
مناسب نہین شہزادے نے اُس کی بات کا کچھ جواب ندیا آگے بڑھا ایک
مکان مین گیا اوس مین ایک پلنگ جواہر نگار آراستہ اور شراب و کباب
انواع و اقسام قرینے سے کشتیون مین چنے ہوے دیکھے لیکن آدم کا نشان
معدوم یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کوئی پریزاد یا انسان اوسکے قدم کی آہٹ
پاکر اوٹھ گیا ہے شہزادہ تھکا ماندہ تھا اوس پلنگ پر لیٹ گیا محمود وزیرزادہ
چمپی کرنے لگا ناگاہ لشکر خواب اسکے متاع ہوش پر تاخت لایا وزیرزادہ رفع
احتیاج ضرورت کو وہان سے اُٹھا پھر جو وہان آیا اوس مسافر کو مہمان خانہ
مین نہ پایا یہ رنگ دیکھکر طوطے ہاتھ کے اُڑ گئے وحشی کی طرح ہر نخل و شجر کی بو لیتا
اور صبا کی طرح سر ٹکراتا تھا ابر بہار کی طرح گریان اور بلبل کے مانند گرم فغان آہو کی طرح
ہر طرف دوان تھا کبھی اپنی تنہائی پر فریاد کرتا تھا کبھی اوسکی آوارگی پر دم سرد بھرتا
وزیر عاقل نام کہ اُنکی حفظ و حراست کو معین تھا ڈھونڈھتا ہوا مع لشکر وہان پہونچا
محمود سے یہ حالت سُنکر گھبرایا اور وہ اخبار مصیبت شعار شمع مبارک بادشاہ
تک پہونچا جسوقت یہ خبر وحشت اثر گوش گذار بادشاہ ہوئی سنتے ہی کلیجہ
پکڑ لیا مان نے ایک پتھر اپنی چھاتی پر مارا اور وزیر خوش حال نے بیتابانہ جا کر
محمود سے وہ ماجرا پوچھا اُس نے تمام احوال کہا اور بمنت و الحاح متمنی اس
امر کا ہوا کہ خدا کیواسطے مجکو یہان سے نہ لیچلو کہ مین اپنے تئین اس کی جدائی
مین زندہ نہین جانتا کیا کسیکو اپنا روے سیاہ دکھاؤن اور زبان طعن خلایق سے
خفت اُٹھاؤن اور اگر لیچلتے ہو تو ایک تہ خانہ مین زندہ درگور کرنا کہ میری صورت
نجس کوئی نہ دیکھے القصہ خوشحال نے اُسے ساتھ لے کر وہان سے مراجعت

کی اور اُس کو تہ خانہ مین ڈالدیا محمود وزیر زادہ اس کی مفارقت مین یہ پڑھتا تھا اور روتا تھا شعر

تجھی کو اگر جلوہ فرما نہ دیکھا	برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

ظاہر ہونا شہزادہ پر حال دیو ستمگار کا اور بیقرار ہونا اُس نو گرفتار کا

اب ادھر کا قصہ سُنئے کہ جب لعل شہزادہ نے دیدہ مخمور نیم باز کیا آپ کو تنہا دیکھا محمود کو اپنے بالین پر نپایا اسیر قفس کی طرح گھبرا کر مانند مرغ نوگرفتہ کے پھڑ کنے لگا اور بے ساختہ محمود وزیر زادے کو پکار کر یہ شعر پڑھا شعر

سرو قمری نی گل و بلبل نہ تجھسا ہمصفیرا	وہ گلستان کیا ہوا یہ گھر ہے کس صیاد کا

اُس وقت لال دیو نے سامنے آکر عرض کی کہ محمود تو نہین ہے یہ ایاز آپکا قدیمی بندہ ہے حاضر ہے شہزادے نے کہا اے شخص مین نے تجکو کبھی نہین دیکھا تو قدیمی نہین بلکہ حادثات سے ہے دیو نے کہا اے شہزادے مین ایک مدت سے جگر خستہ دل برشتہ تیرے عشق سے ہون بیت

کہتے ہین قدیمی جسے مین یار ہون تیرا
زلفین بھی نہ تھین جبسے گرفتار ہون تیرا

تیری جستجو اور تلاش مین برسون تلوونکو خار تردد سے فگار کیا اور جنگل جنگل کی خاک چھانی جب تجھسا لعل ہاتھ آیا شہزادے نے دیکھا کہ بجز صبر کے کوئی چارہ نہین اپنے دل کو مراحم خداوند حقیقی کا امیدوار کر کے اُس سے آفتابہ و جانماز طلب کی لال دیو نے دونون چیزین حاضر کین شاہزادہ نے وضو کر کے نماز با صد نیاز ادا کی جب نماز اور دعا سے فارغ ہوا دیو نے کشتیان جواہر کی پیش کین اور کچھ میوہ جات خوش ذائقہ اور ماکولات لطیف حاضر کئے شاہزادہ نے کچھ تناول کیا واسطے تفریح کے محفل نغمہ پردازی کی گرم ہوئی مگر شہزادے کو اپنے رنج والم کے سوا کسی طرف توجہ تھی بلکہ غنا باعث

عنا کا نحاسب کو اشارہ سے منع کیا اور مجلس سے اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین آیا اور محمود کے تصور مین روتے روتے سو گیا۔

عاشق ہونا لعل شہزادے کا ماہ پرور پر تعریف اسکے حُسن کی کبوتر سے سُنکر

جب طاؤس زرین بال آفتاب عالمتاب آشیانہ مغرب سے مشرق کی طرف خراماں ہوا لعل شہزادہ بھی خوابگاہ سے برآمد ہوکر اپنی نشست گاہ مین آیا شعاع جمال سے تمام باغ منور اور شرف بزرگی مین چرخ اخضر ہوا دیو بھی اپنے معمول پر آیا آداب کورنش بجالایا بعد اسکے اپنے کاروبار کی طرف متوجہ ہوا شہزادہ اپنے مکان مین تنہا بیٹھا تھا ناگاہ ایک جفت کبوتر خوش منظر گرہ باز بلند پرواز اڑتے اُڑتے حوض کے کنارہ پر آبیٹھا مادہ نے نر سے کہا دیکھ تو شہزادہ کیا بلا مین پھنسا ہے کہاں یہ شہریار کہاں وہ دیو ستمگار شعر

کہاں یہ اور کہاں وہ زشت منظر		خسوف اُس ماہ کا ہو وہ بد اختر	

چلو اس واردات عجیبہ کی خبر ماہ پرور پری کو پہونچائین اور یہ داستان غریبہ اُسے سنائین کہ ہم نے ایک آدم زاد طلسمات لال دیو مین دیکھا ہے پری سے بہتر حور سے خوشتر اغلب کہ وہ سُنکر خیلے شادمان اور ہماری ممنون احسان ہو شہزادے نے کہا ہماری واردات عجیبہ سے یہ عجیب تر ہے کہ تم بے زبان زبان آوری کرتے ہو ہمارے ملک کے جانوروں کو گویائی سے بہرہ نہین اُنھون نے کہا اے شاہزادے یہ کارخانہ طلسمات کا ہے یہان کی زمین بولتی ہے نہ کہ ذی حیات شہزادے نے کہا آدم زاد کا شہر یہان سے کتنی دور ہوگا کبوتر نے کہا بارہ برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا یہ کہکر وہ جوڑا عنقا ہوا اور شہزادہ طائر بسمل کے مانند ماہ پرور کے دام عشق مین پھڑکنے لگا کبوتر کے جوڑے نے احوال شہزادے کا اور ظلم لال دیو کا ماہ پرور سے

بیان کیا پری کو سنتے ہی غلبۂ ذوق اور ولولۂ شوق پیدا ہوا شعر

گفتگوے یار بھی دیدار سے کچھ کم نہین
آرزوے وصل وصل یار سے کچھ کم نہین

یہان لال دیو نے ایک خلعت شاہانہ پر زر اور تاج مرصع بجواہر شہزادے کو پہناکر مجلس عشرت مین بڑے کروفر سے بٹھایا اور پریونکو بلاکر جلسہ ناچ گانے کا شروع کیا یہان تو یہ راگ رنگ تھا وہان ماہ پرور پری پوشاک پر تکلف پہنکر تخت مرصع پر سوار ہوکر اُس باغ مین آئی اور ایک گوشہ مین چھپکر تماشہ دیکھنے لگی گل رخسار معشوق سے باغ باغ اور شعلۂ حسن سے داغ دل غ پروانہ کی طرح جب نظر اُسپر جا پڑتی تھی بلیساختہ یہ بند پڑھتی تھی بند

پہونچے نہ تیرے حسن کو زہرا و ماہ و مشتری
کب حور و غلمان کرسکین تجھ ساتھ بیاد ہمسری

ہے چہرۂ خورشید کو تجھسے نہو دے ہمسری
اے چہرۂ زیباے تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری

اگرچہ وہ پری جادو ادا معشوقۂ جہان فتنۂ دوران تھی مگر اُسکے عشق سے ایسی پریشان ہوئی کہ دیوانہ کی طرح مدہوش اور مانند غنچۂ تصویر کے خاموش تھی اودھر لال دیو بیہوش پڑا تھا آدمی کے حسن ملیح کا وہ مزا ہے کہ دیو پری کا دل بس جاتا ہے اور منھ مین پانی بھر آتا ہے شعلہ اس عشق کا سنگ و آہن کو پگھلاتا ہے شہزادہ اگرچہ نغمہ کی طرف مصروف تھا مگر ماہ پرور کا بھی تصور پیش نظر تھا جہان وہ چھپی بیٹھی تھی شہزادہ کی نظر اُدھر جا پڑی کسی بہانے سے اُٹھا دیو نے چاہا اوس سرو قامت کا سایہ بنکر اُس کے ساتھ ہو غصہ سے منع فرمایا وہان جاکر دیکھتا کیا ہے کہ عجائب حسن جلوہ گر ہے اور ایک گل اندام بہ تکلف تمام تخت مرصع پر بلقیس بنی بیٹھی ہے نگاہ اولین غش کھاکر گرا اس نازنین نے سر اُس سلیمان کشور خوبی کا زانو پر رکھا اور گلاب اشک اسکے چہرہ پہ چھڑکا اپنے دامن کی خوشبو کہ لخلخۂ مقوی دماغ سے بہتر تھی سنگھائی ہوش مین اُس خود رفتہ کو لاکر کہا کہ اے آدم زاد یہ بیخودی اور یہ بیہوشی عبث اور یہ لوٹنا اور غش بیفائدہ ہے کیا حاصل تو جس کے لیے یہان ہے اس سے تو کچھ ادائی

کرتا ہے مجھے سرو قامت سے کیا نہال کرے گا اگر میرے وصل کی حسرت اور تمنا ہے تو لال دیو کو اپنے سے رضامند کر اور شیرین زبانی سے خرسند رکھو بیت

چاہیے تقلید تجھ کو بلبل گلزار کی
ایک گل کے واسطے ایذا سہی سو خار کی

لے اب جا ایسا نہو کہ یہ راز کسی پر افشا ہو یہ کہکر اُٹھی اپنے تخت پر سوار ہوئی ہوا نے وہ تخت اُڑا یا شہزادہ ادھر سے ادھر آیا دیر تک مجلس مین بیٹھا رہا اپنے ہاتھ سے ہر ایک کو انعام دیا پھر چھپر کھٹ پر آرام فرمایا دیو سے کہا اے رفیق غمخوار و اے مونس وفادار مین چاہتا ہون کہ آج تو میرے پلنگ پر استراحت فرمائے میرا پہلو کہ ایک مدت سے اپنے باپ کے پہلو سے جدا ہے گرم ہوے دیو نے کہا معاذ اللہ میری کیا طاقت ہے کہ آپ کے برابر لیٹ سکون مین تو آپ کے سنگ پا سے بدتر ہون شہزادہ نے کہا معلوم ہوا تو مجھسے محبت نہین رکھتا کچھ دشمنی کا ارادہ ہے کینہ اپنے سینہ سے نہین نکالتا لال دیو خوف آزردگی سے اس کے برابر لیٹا مگر ڈرتا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤن پہاڑ سے اور جسم اُسکا گل برگ تر سے بھی نازک ہے ایسا نہو کہ ذرا سے میرے بدن کے چھو جانے سے اسے کچھ صدمہ پہونچے یہ سمجھکر الگ تھلگ لیٹا شہزادہ اوس کی گردن سے لپٹا معلوم ہوتا تھا کہ یشب کی ناد علی اوس دیو کے گلے مین پڑی تھی جب شہزادہ نے اس طرح کی خاطر داری لال دیو کی کی تب دیو نے اس سے کہا کہ حیران ہون کہ آپ جو اتنی نوازش فرماتے ہین کیا وجہ ہے جو مطلب ہو ارشاد فرمایئے اور غلام کو اس کام سے آگاہ کیجئے شاہزادہ نے کہا مین تجھے اپنا محسن سمجھتا ہون اگر میرے کہنے کو تو رد نکرے تو کہون دیو نے کہا ارشاد ہو غلام حتی الوسع قصور نکرے گا اور اپنے ہاتھ پاؤن مارے گا شہزادہ نے کہا میرا رقعہ ماہ پرور کے پاس لے جاؤ دیو نے کہا آپ ماہ پرور کو کیا جانین یہ راز کہان پایا یہ نام کسنے سنایا شہزادہ نے کہا مین نے

بھی نام اُس کا کسی سے سُنا ہے دیو اس بات کی تلاش مین لکھو یا گیا مگر کوئی بات اس کے ذہن نشین نہوئی چار و ناچار رقعہ پہونچانا اور جواب لادینا قبول کیا۔

طاؤس بننا لال دیو کا شہزادے کے خط اور پیغام پہونچانے کیواسطے ماہ پرور کو

جب طاؤس خورشید سپہر مرصع بال شعاع پھیلا کر رقصان رقصان مشرق سے مغرب کو چلا لعل شہزادہ بستر خواب سے ہنستا ہوا اُٹھا ایک بند کاغذ کا اوٹھا کر ماہ پرور کو یہ نامہ لکھنے لگا ابیات

اے راحت جان بیقراران	وے مردم چشم اشک باران
دل شوق جمال سے ہے بیتاب	ہے تیرے خیال سے عدم خواب
جانتیسے تمے ہون سخت غمناک	ہے تیرے بغیر زندگی خاک
ہے وصل کی آرزو نہایت	رہتی ہے یہ جستجو نہایت

تو پاس ہمارے جب نہ تب ہو
اور سینہ بسینہ لب بلب ہو

جب وہ خط طیار ہوا لال دیو نے اپنے تئین ایک طاؤس مرصع بنایا شہزادے نے وہ خط تعویذ کر کے اُس کے گلے مین باندھدیا دفعتہً ماہ پرور کے باغ مین پہونچا وہ پریزاد اُس وقت پریون کے ساتھ جھولا جھولتی تھی وہ طاؤس بھی جھولے کے برابر جا کر شہزادے کی زبانی یہ زبان پر لایا شعر

غم فراق مین ہین جھولتے وہان عشاق	یہان رقیبو نہین تیاریان ہین جھولونگی

پری نے اسکی آواز سے کچھ مدعائے سخن دریافت کر کے ایک پری کو حکم کیا کہ سنہری لگن مین موتی بھر کے اس کے آگے رکھدے اُس نے وہی کیا مگر طاؤس نے اُس مین سے ایک دانہ نہ اُٹھایا وہان سے اُڑکر ادا

طرف جا بیٹھا ماہ پرور اُس شغل سے فراغت حاصل کر کے گوشہ خلوت مین گئی طاؤس سے کہنے لگی کہ اے جانور قسم ہے تجھے اپنے خدا کی میرے پاس آ مور اُڑ کر اُس کی گود مین جا بیٹھا پری اُسکو گود مین لیے ہوے چھپر کھٹ مین لیٹی دالان کے پردے چھڑوا دیے طاؤس نے کہا اے ماہ پرور لعل شہزادے نے تجکو کہان سے دیکھا کہ تیرا پیغام بر مجھکو بنایا یہ بات سنتے ہی پری نے اُسے دامن سے نکال کر پھینک دیا اور اے کمبخت بے نصیب تجھپر خدا کی مار کالا مُنھ نیلے ہاتھ پانٔون کون لعل شہزادہ کس کا دیکھنا تو مجھکو تہمت لگاتا ہے رہ تو سہی تیرا سر تنچہر سے کچلتی ہون مور نے کہا کہ اے اُڑتی ناگن زہر نہ اُگل ۔ باتین نہ بنا ۔ رقعہ میرے گلے سے کھول ۔ مجکو ڈر کیا ۔ ایلچی کو خطر کیا ۔ غصہ کو مار ۔ مجکو نہ للکار ۔ دیو کی چکنی چپڑی باتون سے اُس کا غصہ فرد ہوا رقعہ اُسکے گلے سے کھولکر پڑھا بقیہ عبارت اُسکی یہ تھی کہ اے مہر آسمان خوبی ۃ اے سرو گلستان محبوبی

ابیات

تھا وعدہ ترا بلاؤنگی مین سو تونے نہ مجکو ہی بلایا	یا آپ ہی یان پھر آؤنگی مین نہ تیری طرف سے کوئی آیا

ہے دل پہ جواب فراق سے جبر
کیا فائدہ آئے گر سر قبر

اوس کو پڑھا اور خوش ہوئی جواب رقعہ کا لکھکر اس کی گردن مین باندھ دیا اور رخصت کیا

جانا لعل شہزادے کا محلسرا مین لال دیو کے اور ملاقات ہونی گل سے کہ بیٹا لال دیو کا تھا اور اسکی مان سے کہ نام اوسکا قریش تھا

یہان کا احوال سُنیئے کہ دیو بوقت رخصت کنجیان اپنے مکان کی شہزادے کو دے کر یہ کہہ گیا تھا کہ اگر آپ کا دل بسبب تنہائی کے گھبرائے

تو قفل کسی مکان کا کھولنا اور اپنے دلکو اُسکے سیر و تماشے سے خوش کرنا تین طرف کی سیر کی تمھین اجازت ہے چوتھی طرف کی ممانعت ہے اودھر نجانا شعر

کہ وہ البتہ جاے پر خطر ہے	تمھین اُس سمت سے لازم حذر ہے

جب شہزادہ تین طرف کی سیر کر چکا چوتھی طرف بھی گیا ایک دروازہ مقفل بقفل آہن دیکھا اُسکو واکیا دوسرا در کچھ فاصلہ سے نظر آیا سیم خام کا اور عمارت سنگ خام سے اُس کا بھی قفل کھولا فرش اُس مین پر تکلف ہر طرف بچھا ہوا متصل اُس کے تیسرا دروازہ مرصع نہایت ارفع دکھائی دیا اُسکو بھی مفتوح کیا بمجرد کھلنے در کے ایک زن فہمیدہ گرم و سرد جہان چشیدہ اُس سے دوچار ہوئی فرط ترحم و محبت سے اُس جان باختہ پر اشکبار ہوئی اور منع کرنیکے طور سے یہ کہا کہ اے محبوس غم و الم یہ مکان اُس ظالم خونخوار کا ہے کہ بظاہر گل اور باطن مین خار ہے شہزادہ نے کہا مین غریب الوطن ہون تیرے دامن کی پناہ چھوڑکر اب کہان جاؤن اے مادر مہربان مان باپ کی مفارقت مین آوارہ دل پارہ پارہ رکھتا ہون آپ مجھ پر کرم کی نگاہ اور اُنکے نام سے آگاہ کرین کہ وہ کیسا گل ہے کہ جسکو آپ خار سے مناسبت دیتی ہین اُس نے کہا اے فرزند وہ میرا بیٹا ہے کہ اُس کا نام گل اور نام میرا قریش ہے مین نے یہان کے آنے سے اس لیئے منع کیا کہ وہ کوئی دم مین آئےگا تجھے پارہ پارہ کرکے دیون کے آگے ڈال دیگا تو جان جو احوال تھا پوست کندہ مین نے تجھے سُنایا شہزادہ اُس کے قدم پر گرا قریش کو اُس پر رحم آیا لعل شہزادہ کو اپنے دامن مین چھپایا اتنے مین بادشاہ آیا مان کو جھک کر سلام کیا مان نے دعا دی گل نے کہا آج تو دامن سے بوے خوش آتی ہے قریش نے کہا تم گل ہو اور اس دامن کے سیئے ہوے ہو بوے خوش کیونکر نہوگی گل مان کے پہلو مین جا بیٹھا موافق معمول کے طبق شیر برنج کا اُس کے روبرو آیا گل بادشاہ نے کہا آج کھانا کچھ زیادہ ہے آپ بھی تناول فرمایئے گل کی

مان نے شہزادیکو ٹھو کا دیا اسنے دو ایک نوالے چھپے چھپے کھائے پھر ایکبار وہ ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا بھائی جان کہکر گلے سے لپٹ گیا گل کو اسکی ڈھٹائی اور بیحیائی سے خار سا گذرا لیکن بسبب ہم شیر ہونیکے اور مان کی سفارش سے بھائی کہا وہ شیر برنج دونون نے نوش جان فرمائی ایک ساعت کے بعد جواہر نام وزیر فرخ رو زحرۂ کی لیکر حاضر ہوا چاہتا ہے کہ پیش کرے بادشاہ نے کہا اے وزیر اگر رونمائی گران نہ ہو تو وہ چیز عنقا تجھے دکھاؤن کہ تیرے ہوش و حواس کے طوطے اڑ جائین وزیر نے کہا حاضر بادشاہ نے وزیر کو بلایا اپنے بھائی کو دکھایا جوہری لعل شہزادے کو دیکھتے ہی غش ہو گیا جب ہوش ٹھکانے آئے ایک گوہر شبچراغ بیضۂ مرغ کے برابر کہ ہاتھ جواہر کا اسکی روشنی سے ید بیضا تھا پیشکش کیا شہزادے نے کہا مین اسے لیکر کیا کرون اور کہان دھرون گل بادشاہ نے کہا بھائی صاحب قبول کیجئے اور طبیعت پر رنج و الم کو راہ نہ دیجئے دیکھئے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ نے اسکی نذر قبول کی شہزادہ ابھی وہان سے رخصت نہ ہوا تھا کہ لالہ رو جواب خط کا لیکر آ پہونچا اس مکین سے مکان کو خالی دیکھا پریشان حال ہو کر ادھر ادھر ڈھونڈھتا ہوا مضطر جا نکلا قریش نے چاہا کہ شہزادیکو چھپائے گل نے کہا اب جانے دو رات کو مین آونگا خیال کرنے آونگا شہزادہ اسے دیکھتے ہی اٹھا دیو اسکا ہاتھ پکڑ چھاتی سے لگایا اور بٹھایا کہ گھر کا چھوکرا کہ خبر دار ہیر نہ جانا وہ میری دشمن ہے شہزادہ نے کہا میری تو وہ مان ہین اور گل بادشاہ بھائی جان ہین دیو نے کہا گل کی والدہ بارہ برس سے مجھ سے خفا ہین ڈرتا ہون کہ میری رنجش کے سبب سے تجھے مضرت نہ پہونچائین یہ لیکر دیو تو تھکا ماندہ تھا سو رہا شہزادہ اپنی خوابگاہ مین ماہ پرور کے خیال مین تارے گن رہا تھا کہ گل بادشاہ آیا اور پردۂ شب مین باپ کی آنکھ بچا کر لے گیا تمام رات وہ دونون شغل شطرنج مین رہے شہزادہ نے اپنے پیل بند سے پیادون کی جماعت کو شکست کیا کبھی بادشاہ نے اپنی بازی رفتہ کو قائم رکھا۔

مطالعہ کرنا ماہ پرور کے نامہ کا پھر جواب لکھنا شہزادیکا ماہ پرور کو اور ملاقات ہونی لعل شہزادے سے اور محمود وزیرزادے سے

جب شاطر گردون نے ستارون کی نردون کو شفق کی بساط مین لپیٹا اور خسرو خاور نے شاہان نجوم کو خانہ نشین کیا شہزادہ نے بازی شطرنج سے ہاتھ کھینچا اسپ عجلت پر سوار ہوا اپنی خوابگاہ مین آکر سورہا جب دیو جاگا شہزادہ کے قدم کو بوسہ دیکر جگایا اور ماہ پرور کا نامہ دیا عاشق نے معشوق کے نامہ کو کبھی چشم تر پر کبھی سر پر رکھا بعد ازان کھولا اور پڑھا نامہ عنبر شمامہ کی عبارت رنگین الفاظ شیرین ہر سواد اُسکا سواد چشم سے خوشنما لطافت عبارت کی دل ارباب صفا کا پایا

ابیات

لکھا تھا کہ پہونچا ترا مجکو خط ۔ ہوا اُس سے دل کا میرے غم غلط
مجھے مایۂ عیش و عشرت ہے وہ ۔ مگر کیمیائے سعادت ہے وہ
رکھا تھا اُسے تو نے کیا زلف پر ۔ کہ خوشبوئے مشک اُسمین ہی سربسر
لکھا تھا جو وہ اشتیاق وصال ۔ سمجھ تو ادسے ہے یہ خواب خیال
پری سے کہان وصل انسان ہوا ۔ وہ مانند پروانہ سوزان ہوا
محبت سے خالی ہی انسان کا دل ۔ فریب و دغا اُن مین ہی آب و گل
فقط چار دن کے ہین یہ آشنا ۔ یہ گل ہین نہین اُنمین بوئے وفا

شہزادہ نے جب وہ خط پڑھا جانا کہ وہ بھی اشتیاق بھری ہوئی ہے اور یہ چند شعر جو اُس نے بے پروائی کے لکھے ہین یہ عاشق فریبی ہے کہ زیادہ اُس کی ناشکیبی ہو اُس وقت جواب باصواب اُس کو لکھا۔

جواب معشوق کے خط کا عاشق کیطرف سے

اے راحتِ جان من سلامت ۔ وے روح روان من سلامت
ظاہر ہو یہ بعد شوق دیدار ۔ سیار نمط ہے چشم بیدار
ہر شب سوئے در مری نظر ہے ۔ محشر ترے غم سے ہر سحر ہے
دل لے کے مرے لے گیا ہے آرام ۔ جانا ترا اے بُت گل اندام
گر تیغ اجل ہو جان کی دمساز ۔ دلبر دلبر کی آئے آواز
کیا تو نے لکھا تھا یہ سخن آہ ۔ مت کیجیو میرے وصل کی چاہ
تو ہے کفِ خاک مین پری ہون ۔ سب حرص و ہوس سے مین بری ہون

یون تیرا غلام ہون مین انسجان	گر فخر کرون تو ہون سلیمان
انسان سے نہین ہے کوئی بہتر	ہے مہر وفا بھی ختم اس پر

یہ خط لال دیو کو دیکر ماہ پرور کے ملک کو روانہ کیا پری اپنے والدین کے ہمراہ باغ کی سیر کو گئی تھی طاؤس طلسم اس کے پلنگ کے گرد پھر رہا تھا یہان بعض شاہزادہ گل بادشاہ کی مجلس مین ساغر عیش بھر رہا تھا اتفاقًا بادشاہ نے جواہر وزیر سے خاصدان طلب کیا وزیر نے حاضر کیا بادشاہ نے پہلے پان شاہزادے کو دیا دوسرا پان آپ کھایا شہزادے کو اسوقت محمود وزیر زادہ یاد آگیا تو بے ساختہ مغموم ہوا۔

شعر

ڈبڈباہین انکھین آنسو تھم رہے	کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے

گل بادشاہ نے کہا اے برادر اس وقت طبیعت کو ملول کرنے کا کیا باعث ہے ہر چند اصرار کیا شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا وزیر باتدبیر نے حقیقت حال کو اپنی میزان عقل مین تول کر عرض کیا کہ شاید اسوقت شہزادۂ آفاق کو اپنے وزیر زادہ کا خیال اور اُسکی مفارقت کا ملال گذرا ہے شہزادہ نے اُسکی فہم و فراست کی تحسین و آفرین کی پھر گل بادشاہ نے سب احوال محمود وزیر زادہ کا سنا شہزادہ کے ملال پر بہت سر دُھنا اور فورًا تخت پر سوار ہو کر شہر ختخاش مین جا پہونچا تفحص اور تجسس کرکے وزیر زادہ کو کہ مانند مردے کے تہ خانہ کی قبر مین پڑا تھا نکالا وعدۂ وصل سے اُسکو جلایا طرفۃ العین مین شہزادہ کے پہلو مین لا بٹھایا۔

ابیات

ملے اس طرح سے وہ شیدا باہم	کہ دریا سے ہو جیسے دریا باہم
ہوئے رنج ہجران بیان یکدگر	دکھائے بہم اپنے داغ جگر

شہزادہ نے ذقن مصعوبت کو وا کیا وزیر زادہ نے اپنا صورت حال دکھایا قریش نے کہا اے شہزادہ تیرے رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہے آنسو پونچھ شکر کر آج تجھے خدا نے تیرے مہجور سے ملایا پھر وزیر زادہ کو یا قوتی قوت

دل کی کھلاتی کہ اس مین توانائی آئی اِس طرف کا احوال سنئے جب ماہ پرور دامن نظارہ گلگشت باغ سے معمور کر کے پھری وہ طاؤس اپنے داغ دکھاتا ہوا اُس رشک بہار کے سامنے آیا اور تعویذ کہ گلے مین بندھا تھا دکھایا ماہ پرور تعویذ کو کھول کر پڑھنے لگی۔

ابیات

کبھی وہ پری ہنس پڑی کھل کھلا
کبھی رہ گئی اپنے سر کو ہلا
رکھا چشم پر گاہ با صد سرور
کبھی زلف آسا کیا خط کو دور

کئی بار کھولا کئی بار پڑھا جواب اُسکا لکھ کر تعویذ بنا کر اُسکے گلے مین باندھ دیا لال دیو اس خط کو لیکر اپنے مکان مین آیا لعل شہزادے کو نہ پایا جانا کہ اونھین کی صحبت مین ہوگا دل مین کہنے لگا کہ اُس کو بھی اسی طرح مجھ سے دُشمن کیا چاہتے ہین قریش کے محل مین گیا اور نظر تیز سے شہزادہ کی طرف دیکھا وہ وہان سے اُٹھا منت کرنے لگا دیو کے گلے سے لگ گیا دیو نے کہا کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا بھائی جان نے مجھ پر بڑا سلوک کیا کہ میرے وزیر زادے کو مجھ سے ملایا مین اِسکے عوض مین چاہتا ہون کہ تم اُن کی تقصیر بخشو اور بھائی صاحب کو چھاتی سے لگاؤ دیو یہ بات سُنکر بہت خوش ہوا کہنے لگا بہت اچھا وہ اپنا جوگ اُتارین اُنھون نے تو ایک مدت سے اپنا اولہی حال بنا رکھا ہے شہزادہ جاکر قریش کے قدم پر گر پڑا اُس نے اپنی چھاتی سے لگایا جو کہا وہ قبول کیا پھر اُنکیا ناگن کی طرح کینچلی ڈال کے نو دسالہ بارہ برس کی ہوئی گویا شب دیجور کٹ کر چاندنی بن گئی وزیر زادہ بھی لال دیو سے ملاقی ہوا لال دیو شہزادے کو خلوت سرا مین لے گیا وہ خط اُسکے آگے دھرا۔

جواب مضمون خط کا پری کی طرف سے

اے یار جانی وائے دوست جاودانی اس سوختہ آتش فراق دوختہ ناوک اشتیاق کی طرف سے معلوم ہو کہ خط تیرا حرف بحرف لفظ بلفظ پڑھا جو تو نے اپنی اضطرابی اور بیقراری لکھی ہے وہ میرے اضطراب کا ذرہ ہے اور اشکباری تیری

کا ایک قطرہ ہے۔

ابیات

قابل شرح نہین حال ہمارا ہیہات	گو کسی اپنی پریشانی کی لکھے تجھے بات
روز ہنگامۂ محشر ہی تری فرقت سے	خواب ہے خلق کو دشوار مری زقت سے

جب بہت دل پر قلق ہوتا ہی تصور مین سیر باغ کرتی ہون وہان سے زیادہ مضطر و پریشان پھرتی ہون شہزادہ نے جب مکتوب محبت اسلوب مطالعہ کیا خوب رویا ہر حرف اُسکا آنسو سے دھویا جواب اُسکا مژگانِ قلم سے صفحۂ دل پر رقم کیا۔

خط شہزادہ کی طرف سے

غنچۂ نو دمیدۂ گلزار خوبی و نوبادۂ رسیدہ باغ محبوبی زاد اللہ حسنہا بعد چمن چمن شوق اور دستہ دستہ اشتیاق کے معلوم ہو کہ گلدستۂ محبت و ولا پہونچا دلِ بلبل زار کو شوق تازہ سرور بے اندازہ بخشا۔

ابیات

تیری ہمزبانی مجھ سے اُلفت	تیری سی نہین ہے مجکو اُلفت
تو سیر بہارِ باغ مین ہے	یان تازگی دل کے داغ مین ہے
تو آب رواں سے ہمقدم ہے	یان آنکھون مین جیون حباب دم ہے
تو سبزہ پہ کر رہا ہے رفتار	یان یار ہے دل کے نشتر خار
تو تاک کے سایہ مین کھڑا ہے	یان زیست کا دن ہی ڈھل گیا ہی
یعنے ہون ترے لئے مین مضطر	دن مجھپہ کٹے ہے روز محشر
ہر شب ہون بآہ و نالہ روتا	تو کیونکہ ہے نیند بھر کے سوتا
یان بات نہین کسی کی بھاتی	صحبت مجکو نہین خوش آتی
ہر چند کہ قابل جفا ہون	کر رحم کہ بندۂ خدا ہون

لال دیو اُس خط کو لیکر ماہ پیکر کے پاس گیا اُس نے خط پڑھا جواب اُسکا بصد اشتیاق ملاقات اور چند در چند کے عذرات کے ساتھ دیا۔

جواب خط کا پری کیطرف سے

نامۂ محبت شمامہ کہ شکایت کا بھرا ہوا تھا پہونچا خدا آگاہ ہے کہ گلگشت میری واسطے تفریح کے نہین بلکہ حاصل اس سے تو یہ ہے کہ رُخ کو تیرے گل گیسو کو سنبل تصور کرتی ہون قد کو سرو صنوبر نرگس کو چشم جادوگر سمجھتی ہون میری گلگشت عین نظارہ تیرا ہے اگر منظور تیرا دیکھنا نہ ہوتا تو مجھے گلشن سے کام کیا تھا۔

شعر

بسا دِل مین اپنے جو تو خوبرو ہے
جدھر دیکھتی ہون اُدھر تو ہی تو ہے

اگرچہ پری ہون لیکن محض بے پری مجھ مین تجھ مین اس قدر فرق ہے کہ جس کے تو بس مین ہے وہ تیرا محکوم اور مین اپنی بے بسی سے مغموم۔

شعر

نہین کہتے ہین دل سے اپنے ہم حسن راز نہان کو
قلم کو کیجئے آگاہ اس اسرار سے کیونکر

یہ خط لکھ کر لال دیو کو دیا کہ پریشانی خاطر اس پر ظاہر ہو لال دیو اُس خط کو لایا ماہ پرون کی پریشانی کا حال سُنایا شہزادے کو اُس کے غم والم کا نہایت قلق اور حیرانی سے چہرہ کا رنگ فق ہوا۔

آگاہ ہونا منصور شاہ کا محمود کے بھی گم ہوجانے سے اور تخت پر بٹھانا وزیر کی دختر کو کہ نام اُسکا اگر تھا

منصور شاہ کو لعل شہزادے کے گم ہو جانے کا ایسا صدمہ پہونچا کہ حضرت یعقوب کے مانند اپنے یوسف کے غم مین کور ہو گیا آب وطعام ترک کیا وزیر خوشحال کبھی کبھی قسمین دلا کر بادشاہ کو کچھ کھلاتا جب وزیر نے احوال محمود کے گم ہونیکا بادشاہ کے گوش گزار کیا اس صدمۂ جان گداز نے اور بھی بیقرار کیا وزیر سے کہا اس کے سوا کوئی تدبیر نہین کہ آپ کو ہلاک کرون۔

بیت

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس دل گھبرا گیا

مین سمجھتا تھا کہ حمود عاقبت کار ملک تخت نگین تسلی وہ دل اندوہگین ہو گا کوئی بات نہ بن پڑی اور ایک تدبیر راست نہ آئی۔

شعر

تا نہ برق اثر گرے نشو و نما ہوتا نہین	دانۂ باروت بنتے ہین مرے تخم امید

آخر کار بادشاہ نے وزیر کی دختر کو کہ نام اُسکا اگر تھا کبیر قرار دیکر تخت سلطنت پر قائم مقام اپنا کیا اور خلق مین جا بجا شہرت ہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا کہ جس کو چشم خورشید نے بھی کبھی نہین دیکھا تھا وہ تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا ہے یہ مژدہ جان بخش سنکر تمام شہر اُس ولیعہد کی زیارت کو گیا عمر دوازدہ سالہ حسن اُسکا رشک گل و لالہ خوبصورت و خوش رو زلف مشکبو سیاہ گیسو حسین نازنین چودھوین رات کا چاند عالم کو عالم عالم شادمانی اور جہان کو جہان جہان کامرانی حاصل ہوئی اکثر مقدمات اُس نے فیصل کئے ملک محروسہ مین اس کی عدالت کی دھوم اور دانائی ہر صغیر و کبیر پر معلوم ہوئی صورت مین یوسف عدالت مین نوشیروان سخاوت مین حاتم شجاعت مین رستم مشہور ہوا خلل و فساد قصہ و قضایا اُس کے عہد دولت سے دور ہو گیا بادشاہ کو تقویت اور سرور خوشحال مسرور تھا اگر بادشاہ نے اپنے رہنے کا مکان شہر پناہ کے دروازے کے متصل بنایا اہل فضل و کمال کو تحصیل علم کے واسطے بہم پہونچایا چند روز مین علم کمال بنیغی حاصل کر کے طبع رسا کو علم ریاضی پر مائل کیا۔

معلوم ہونا حال جوگی صاحب کے کمال کا اور فائدہ مند ہونیکا اگر شاہ کو اُنکی ملاقات سے از روئے علم نجوم کے

رہبری طالع سے علم نجوم اور رمل و جفر کو خوب معلوم کیا قواعد سابق کو ذہن کی رسائی سے تقویم پارینہ کر دیا علم نجوم سے دریافت ہوا کہ ایک جوگی اس فن مین یکتا ہے فلانے مقام پر آتا ہے اگر وہان ایک مکان پر تکلف تیار ہو اور اُسمین اقسام ماکولات اور مشروبات سے جو کچھ لازمہ مہمانداری کا ہوتا ہے مہیا رہے تو ایک روز وہ جوگی اُس مکان مین آکر وارد ہو گا

اور جو چیز تناول فرمائیگا اپنا جھوٹا کھلائیگا اُس کے اثر سے حال غیب کا
مجھ پر ظاہر ہوگا اور نعمات غیر مترقب حاصل ہونگے اور اُس کے سوا چالیس
بادشاہ صاحب جاہ میرے حلقہ بگوش ہوکر خروج دیا کرینگے جب قاعدۂ نجوم
ورمل سے یہ حال معلوم ہوا تب اگر بادشاہ نے ایک مکان نفیس اس جگہ پر
تعمیر کیا اور وقت شب مہمان کی تلاش مین بوئے خوش کے مانند ہر طرف
متلاشی رہا بعد چند دن کے جوگی صاحب کا اُس جگہ گذر ہوا اگر شاہ نے
غبار پانون کا کحل البصر کیا اور بڑی عزت وتکریم سے اُس مکان مین لاکر
بٹھایا جوگی صاحب نے متوجہ ہوکر کہا صد آفرین تیری فہم وفراست پر ہزار
فرزند تجھ ایسی دختر پر قربان ہون بادشاہ نے کہا شاہ صاحب مین دختر نہین
آپ کو میری سادگی پر شبہہ ہوا ہے جوگی ہنسا اور کہا کہ الحق تو فرزند سے بہتر ہی
القصہ جوگی نے اُس دعوت سے کچھ تناول کیا اپنا پس خوردہ اُسے کھلایا
پھر یہ کہا کہ اے فرزند چالیس بادشاہ تیرے محکوم اور اسرار غیبی اور سخنان
جانوران تجھے مفہوم ہونگے اکثر علوم سینہ تعلیم کرکے رخصت چاہی بادشاہ نے
قدم کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ مین حضرت کو قبلہ گاہ جانتا ہون بندہ پروری سے
ہاتھ نہ اُٹھائیے گا ضرور کبھی کبھی تشریف لائیے گا جوگی صاحب تبسم کرکر
رخصت ہوئے شہزادہ اپنے مکان مین آیا صبح کی نماز سے فراغت حاصل کرکے
تخت پر جلوہ گر ہوا خبرداروں نے خبر دی کہ کئی ملک کے سلاطین آمادۂ جنگ ہو کر
حضرت کی سرحد مین وارد وصادر ہوئے ہین منصور شاہ نے کہا کہ اس ملک کو
اگر شاہ کا تصدق سمجھتا ہون جسکا جی چاہے وہ اِس ملک کو لے لیکن اگر بادشاہ
کو اذیت نہ دے اگر بادشاہ نے عرض کیا جو قبلۂ عالم کو یہی منظور تھا مجھے اپنا
ولیعہد کیون کیا یہ کہکر شیرانہ مردانہ برق کی طرح اُنکے خرمن ہستی پر گرا فوج مخالف
تاب مجادلہ ومقابلہ نہ لاسکی آخرکار صفین کی صفین اس صف شکن کے آگے
عرصۂ مصاف مین نظر آئین دھڑ پر دھڑ مردے پر مردے گرائے کشتون کے
پشتے لگائے اگر بادشاہ کی فوج نے چالیس بادشاہون کو محاصرہ کیا فلک گنجفہ باز
نے بازی کو اِنکی اس طرح ابتر کیا کہ سب تاجدار اُسکے ہاتھ آئے پھر اُس غیرت

آفتاب نے چالیس۴۰ مکان عالیشان تعمیر کئے ہر ایک تاجدار کو جدا گانہ اُسمین رکھا اُس فتح عظیم کی ملک بملک دھوم پڑگئی آدمی کیا جن دیری تھرا اُٹھے منصور شاہ نے شادیانے فتح کے بجوائے جتنا نقدی اسباب لوٹ مین آیا سب اُس کے تصدق مین لٹا یا تب سے اگر بادشاہ دِن کو انتظام امور سلطنت مین مشغول رہتا تھا شب کو خدمتگزاری مین جوگی صاحب کی بدل مصروف ہوتا تھا یہان تک کہ اُس کو راضی کیا کہ جوگی صاحب نے اسکی بود و باش کے واسطے اپنے ملک مین ایک باغ بے نظیر عنایت کیا اور کتاب معدن البدائع سے تیس۳۰ اسم اُسکو بخشے اور تنو منتر برن بدلنے کے تعلیم کئے اور جو کچھ سرمایہ عیاری اور جادوگری کا تھا اُسکو سکھلایا اگر بادشاہ اپنے باغ کی سیر مین مشغول رہتے تھے ایک دن جوگی صاحب کے مختار کار سے کہ مدار المہام تھا ملاقات ہوگئی اُس نے کہا آپ کون ہین جواب دیا کہ جوگی کا بیٹا ہون اُس نے کہا کہ وہ تارک الدنیا ہین بیٹا کہان سے پایا یہ پھل اُس سر زمین مین کب آیا فرمایا کہ بارہ۱۲ برس کے جوگ مین خدا نے یہ فرزند عطا کیا ہے وہ اُٹھا اور آداب بجالایا بادشاہ نے الطاف و عنایات سے اپنے اُسسے بہت راضی کیا اُس نے سرنگ ایک اپنے مکان سے اُس بنگلہ تک کھدوائی اور عرض کیا کہ آپ تکلیف بہت اُٹھاتے ہین اس راہ سے آمد و رفت اختیار فرمائیے جوگی صاحب نے یہ سُن کر اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کہ سب علم و کمال جسکے زیر نگین تھا عنایت کی نگینہ اُسکا گوہر شب چراغ اُسکی روشنی سے وہ راہ تاریک روشن ہوتی تھی صبح کو اگر بادشاہ اپنے تخت کی طرف توجہ فرماتے چالیس۴۰ بادشاہ اُس کے مجرے کو آتے ایک مدت یہی معمول رہا ایک دِن جوگی صاحب سے کہا اگر حکم ہو تو آپ کے ملک کے گرد نواح کی بھی خبر لون جو برباد ہوا اُسکو عدالت سے آباد کرون اسواسطے کہ روز قیامت مظلمہ رعیت کا بادشاہ کے ذمہ ہے۔

شعر

کیا خالق نے گر آباد تجھکو	تو کر آباد تو خلق خدا کو

جوگی صاحب نے کہا بہت بہتر طبیعت کو رعیت پروری اور عدالت گستری پر مصروف رکھو۔

داستان شہریار وزیر کی جو راجہ باسک کی بیٹی پر عاشق تھا کہ اگرشاہ نے کس ہمت سے عاشق و معشوق کو ملایا

اگرشاہ اکثر شب کو ماہ کامل کی طرح مصروف سیر و تماشا رہتا ایکدن کیا دیکھتا ہے کہ ایک دروازے پر کوئی خستہ حال دلارام کا نام لیکر پکارا بجرد آواز کے کسی نے اندر سے خشم آلود ہو کر اُسے جواب دیا کہ اے بدبخت اس وقت کیوں خلل انداز راحت و آرام ہے دور ہو نہیں مثل مرغ بے ہنگام کے بسمل کروں گا وہ تو کلام تلخ سے سرمہ درگلو ہوا مگر دلارام کی عورت نے اُس سے کہا اے شخص اہل حاجت سے اتنی بے اعتنائی اور درشتی نہ چاہیئے جو کچھ اُسکا معین ہے اُسے دے دلارام نے چند برگ پان اُسے دیے وہ شخص جدھر سے آیا تھا چلا اگرشاہ بھی اُس کے ساتھ ہوا ایک باغ میں آیا وہاں چار شخص منوچہر جوان نسبت بہرام گل بادشاہ کے وزیر مانند اربع عناصر کے جمع تھے یہ پانچوان وزیر بھی کہ نام اسکا شہریار تھا راجہ باسک کی بیٹی کے دام عشق میں گرفتار تھا۔

نظم

وہ اُسکی ناگنی زلفوں کا مارا	گریبان تا بدامن پارہ پارہ
رُخ اُسکا زرد تھا اور چشم خونبار	کہ یہ ظاہر محبت کے ہیں آثار

مثل حواس خمسہ کے صحبتِ احباب میں شریک ہوا بعد اُس کے اگر بادشاہ بھی مہمان ناخواندہ کی طرح خوانِ صحبت احباب پر حاضر ہوا اگرچہ اُس کا جانا ناگوار گذرا مگر حسن نمکین اور سخن شیرین اس کے سے مزہ اُٹھایا شہریار نے کہا آپ کون ہیں اور یہاں کیونکر آئے اگرشاہ نے کہا فلانے شخص کا پسر ہوں اکثر دشت و بیابان کی سیر کرتا ہوں جب وہ اُس کے احوال سے ماہر ہوئی بادشاہ نے کہا اے شہریار تیرے چہرے سے آثار عشق معلوم ہوتے ہیں لیکن کیا وجہ کہ وصل یار سے محروم ہے اُس نے کہا شرطیں میرے معشوق کی احاطۂ امکان سے باہر ہیں چنانچہ پہلے اژدہا ئن کے دو ڑے پھر اپنے تئیں تیل کے کڑاہے میں جلائے پھر بارہ برس کے گرم حمام میں نہاوے بادشاہ نے کہا پروانہ کو آگ میں

جلنا آب بقا ہے اور خیال زلف معشوق کا ایک اژدہا ہے کیا دشوار ہے جو
تجھ سے نہین ہو سکتا اگر جذب صادق اور عشق کامل نہین شہریار نے کہا اے
صاحبزادہ ہنوز نیش محبت سے آپ بیگانہ ہین نہ کسی شمع عارض کے آپ پروانہ
ہین آپ کیا جانین محبت کسے کہتے ہین یہ لاف زنی اور یہ دلشکنی آپ کو مناسب
نہین بادشاہ نے کہا اے شہریار اپنی تیغ مجھے دے کہ اپنا جوہر تجھپر عیان کرون غرض
وہ خود غرض اسکو اپنی تیغ دیکر کہنے لگا کہ یہ کام آپ سے سرانجام ہوگا تو عمر بھر آپ کا
غلام رہون گا اگر شاہ وہان سے چلا دلارام کے دروازے پہ آکر اسکو پکارا
اُس نے کہا اے عزیز آیا تجھے خلل دماغ ہوا ہے کہ گھڑی گھڑی مجکو پکارتا ہی
اے کمبخت دور ہو یہان سے بادشاہ نے کہا وہ شخص مین نہین ہون کہ جسے
تو نے پان دیکر رخصت کیا تھا بلکہ مین اُس جوگی کا بیٹا ہون کہ تو اسکی رعیت سے
ہے اور عاشق ہون راجہ باسک کی بیٹی پر تو میری رہبری کر اور اُس راستہ پہ
لگا دے دلارام خوف زدہ ہوکر باہر نکل آیا اور دُعائین دیکر یہ زبان پر لایا۔

قطعہ

اُس راہ سے درگذر ہے بہتر — یعنے یہ نہین رہ سلامت
قاصد جو ہوا رہ فنا کا — وہ لیگیا دلپہ داغ حسرت

بادشاہ نے کہا شاید مین تیرے قدم سے چلونگا جو مجھے راہ بتانے مین یہ اندیشہ
ہے ہر چند دلارام نے عذر کئے لیکن کچھ پیش نہ گئی غرض دلارام نے مجبور ہوکر سب
سُراغ اور نشان بتاکر اگر شاہ کو اُدھر رخصت کیا اور ادھر فوراً اگر یہ ماجرا جوگی صاحب
سے بیان کیا جوگی صاحب بیتاب ہوکر اُس کے ساتھ چلے راجہ باسک کے دروازہ
پر اگر شاہ سے ملاقات کرکے کہا اے فرزند تیری کوشش وسعی کے قابل یہ مہم نہین ہے
انسمین خوف جان ہے آدمی کیا دیو جن سے بھی ممکن نہین کہ وہ شرطین بجالاوے
شہزادے نے کہا مین نے زبان سے کہا ہے بات پر جان بھی جاوے تو دریغ نہین
ہے جو کچھ ہو ضرور جاؤنگا اب امیدوار ہون کہ آپ منع نہ فرمائین یہ سنکے جوگی صاحب
نے ایک پھول خاصیت اسکی یہ کہ پنکھڑی کی خوشبو سے آدمی اژدہا ہو جائے جو پھر
سونگھنے سے جیسا تھا ویسا ہو جاوے اور ایک انگوٹھی کہ شعلۂ آتش کو سرد کر دیتی تھی

اگر شاہ کو دیگر رخصت کیا جب راجہ باسک کو اُس کے آنے کی خبر پہونچی روبرو
طلب کیا محو جمال ہو کر یہ سوال کیا تم اپنے معشوق کی شرطین ادا کروگے اور جان
اپنی اُس پر فدا کر سکوگے شہزادہ نے کہا انشاء اللہ تعالے ۔

بیت

جان تک اُسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین
ہاتھ جینے سے سر دست اُٹھا بیٹھے ہین

راجہ باسک نے کہا پہلی شرط یہ ہے کہ اژدہا بن کر ہمارے ساتھ دوڑو اگر بادشاہ نے
بسم اللہ کہہ کر پھول کو سونگھا اور اژدہا ہوئے وہان بن کر اُس سانپ کے ساتھ
کئی کوس دوڑا اور خس و خاشاک کو شعلۂ دم سے جلایا کہین اُسکا ساتھ نچھوڑا
جب اُس شرط سے باسک کی نشان خاطر ہوئی کہا اے عاشق صادق اب
جلتے ہوئے تیل کے کڑھاؤ مین کو دپڑو اگر شاہ بسم اللہ کہکر اُس کڑھاؤ مین کو دپڑا
اور انگوٹھی کی برکت سے سمندر کی طرح اُسمین سے صحیح و سالم نکلا تیسری شرط
گرم حمام مین نہانے کی مقرر کی اگر شاہ نے وہ بھی ادا کی جب وہ کارنمایان
اُسکی کوشش سے ظہور مین آیا تب راجہ باسک نے تیاری اپنی بیٹی رانی کی
شادی کی کی بعد اگر شاہ اپنی تلوار کے ساتھ نکاح موتی رانی کا پڑھو لکے بڑی
دھوم سے بیاہ کرکے دُلھن کو ساتھ لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوا یہان
شہر یار وزیر کے پاس آن کر کہا لو صاحب موتی رانی تم کو مبارک ہو یہ مژدہ
جان بخش سُنکر شہر یار متحیر ہوا کئی بار اگر شاہ کے تصدق ہوا اور بہت سی دعا
و ثنا کی غرض شہرا اگر شاہ کی ہمت و مروت کا چار طرف پڑ گیا ۔

ایک روز اگر شاہزادہ اپنے مُلک مین منصور شاہ کے تخت پر بیٹھا متوجہ
امور سلطنت اور انتظام مملکت تھا کہ سامنے سے ایک اژدہا خاک پر لوٹتا سر پٹکتا
آنکھوں سے لہو برساتا شعلے آہ کے منھ سے نکالتا بحضور اگر شاہ آن کر مستغاثی
ہوا کہ اے شاہ معدلت پناہ مین ایک روز گل بادشاہ کی مملکت مین گیا تھا
اور وہان ایک ناگنی پر عاشق ہوا گل بادشاہ نے اس گناہ پر مجھے تو شہر سے
اپنے نکلوا دیا اُس ناگنی کو پکڑ اور بندرون کی قید مین رکھا ہے لہذا مین امیدوار
عدالت اور منصفت کا ہون کہ بدولت تیرے اپنے جفت کو پاؤن بادشاہ نے

اُس اژدہے کو سر سے سیر کیا اور فرمایا کہ رات کے وقت حاضر ہونا اژدہا رخصت ہوا بادشاہ اپنے خلوت خانہ میں شب کو اُسکا منتظر بیٹھا تھا وہ اژدہا پھر آیا جوگی کا دیا ہوا پھول سونگھکر اگر بادشاہ بھی ایک اژدہا خونخوار بن گیا اور اُس اژدہے پر کہ دادخواہی کو آیا تھا سوار ہو کر گل بادشاہ کے مُلک کو روانہ ہوا جہاں وہ ناگن قید تھی وہاں پہونچا رکھیو وبند رکھاگ گئے ناگن نے کہا اے بادشاہ ہزار آفرین اور تحسین تیری ہمت پر اور ملامت اور نفرین اُس گُل پر خار پر جس نے بے گناہ مجھے میرے جوڑے سے چھوڑایا ایک ساعت کی ساعت وہ دونوں اژدہے وہاں رہے بعد اُس کے وہاں سے پھرے گلُ بادشاہ نے یہ خبر سُنکر جو کیداروں پر شدت کی اُنہوں نے کہا ہمیں خیال گذرا کہ حضرت سلامت بدن بدل کر تشریف لائے ہیں آخرکار گل بادشاہ نے اُس ناگن کے ماں باپ کو مُلک سے نکال دیا گھر بار اُنکا تاخت وتاراج کر کے اُس ناگن کو ثات سمندر پار لیجا کر قید کیا اُس اژدہے نے یہ خبر سُنکر پھر بادشاہ سے فریاد کی اگر شاہ نے اُسکی بہت تشفی کی اور کہا خاطر جمع رکھ اگر شاہ اسی تردد اور پریشانی سے ایک صحرائے لق ودق میں وہاں بیٹھ کر بین بجانے لگا پرند و چرند صحرا کے اُس کے سُننے کو آئے سوا ایک روباہ کے کہ بہت فیلسوف تھی کوئی باقی نہ رہا کسی نے اُس سے کہا کہ تو کیوں نہیں چلتی اُس نے کہا جب وہ شیر خصلت خود میرے لینے کو آئے گا یا باعزاز واکرام بلا لیگا تو میں حاضر ہونگی بادشاہ نے یہ سُنکر کہا جو جانور کہ ذی رتبہ ہیں اُس کے لینے کو جاویں القصہ وہ لومڑی بعد از روباہ بازی بسیار کے آئی اور ایک پھول نذر لائی **شعر**

وہ گُل تھا کہ گلدستۂ مُرد فن	کہ بو کر کے زن ورد ہو مرد زن

بادشاہ نے تحفہ لیکر اُس سے فرمایا کہ تو ثات سمندر طے کر کے اس اژدہے کی ناگن کو لا غرض وہ روانہ ہوئی موج کی طرح پار اُتری اُس ناگن کو فوراً وہاں سے لائی بادشاہ کو اپنی خدمت گذاری سے شاد اور اژدہے کو آباد کیا جب یہ خبر گلُ بادشاہ نے سُنی گلُ کی طرح داغدار اور اگر شاہ سے آمادۂ پیکار ہوا بعد چند نامہ وپیام کے اگر شاہ نے گلُ کو لکھا کہ تیرے پاس لشکر دیو پری کا ہے

میرے پاس انسان کا بظاہر قوت اور زور مین اپنے تئین غالب جانتا ہے اس سبب سے جنگ وستیز کا طالب ہے لاکن باطن مین ہم تجھ سے اشرف ہین کہ حضرت سلیمانؑ نے دیو و پری کو اپنا مطیع و فرمانبردار کیا تھا بہتر یہ ہے کہ بندگانِ خدا تلف نہ ہون ہم تم لڑین جھگڑین جو غالب ہو اُسکی متابعت کرین شہریار گل بادشاہ کا وزیر کہ اختیار کلُ رکھتا تھا اور اگر بادشاہ کا بندۂ احسان تھا گلُ بادشاہ کی طبیعت کو بالکل اصلاح پر لایا اور باعث صلح کا

بیاہ ہونا لعل شاہزادے کا ماہ پرور کے ساتھ لال دیو کی کوشش و تدبیر سے

مخلبندان گلشن حسن و عشق گلدستۂ سخن وصل کو یون آرائش دیتے ہین کہ جب ماہ پرور کا چمن حسن سموم ہجران سے زرد و ژولیدہ اور لعل شاہزادہ کا گلُ رخسار خار مفارقت سے پژمردہ و افسردہ ہوا وہ مثل شمع سحرگاہ کوئی دم کی مہمان یہ مانند نسیم صبح سر بسر پریشان۔ **ابیات**

گریبان چاک تھا یان صورت گلُ — وہ تھی فریاد کش مانند بُلبُل
وہ اپنی زُلف سے گر بے خبر تھی — پریشانی یہان مدِ نظر تھی
وہان بھی اشک سے گر یک مژہ نم — یہان تھا چشم مین دریا کا عالم

لعل شہزادہ نے حالت اضطرار و بیقراری مین دیو سے کہا باوجود اس شفقت کے جو آپ میرے حال پر رکھتے ہین شومی طالع سے اپنے آج تک مبتلائے مرض فراق اور شربتِ وصال کا مشتاق ہون اب میرے دل کو تاب مفارقت اور صبر مہاجرت نہین کوئی دن مین چراغ سحر کی طرح بجھ کر رہ جاؤن گا۔ **شعر**

ٹک اپنے جگر سوختہ کی جلد خبر لے — کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

لال دیو نے کہا مین نے آپ کی رضامندی مین کچھ قصور نہین کیا اور کوئی تدبیر نامہ و پیام کی اُٹھا نہین رکھی مگر مقدر سے لاچار تھی یہ کہکر دیر تک غوطہ زن بحر تردد مین رہا گوہر مقصود صدف آغوش مین پاکر کہا ایک تدبیر اور ذہن مین آئی ہے بن پڑنا بات کا شرط ہے فوراً اُٹھ کر وہ دیو پری کے

پاس گیا شہزادے کی کمال بیقراری اور اضطرابی ظاہر کی ماہ پرور نے بہت دلداری اور خاطرداری کی

شعر

وہ پردہ جو حائل تھا اُسکو اُٹھایا	دھڑکتا اُسے اپنے دل کا دکھایا

دیو نے کہا آخر یہ بیقراری طرفین کی اور یہ اضطرابی جانبین کی کیونکر دور ہو دل تمھارے کیونکر مسرور ہوں پری نے کہا مجھ سے کیا تدبیر ہو سکے ماں باپ کا خوف ایسا غالب نہیں کہ سر اُٹھاؤں نگوڑی ناٹھی نہیں کہ تمھارے ساتھ چلی جاؤں مین سوختہ قسمت تو مجبور ہون تدبیر کیا بتاؤں دیو نے کہا ایک تدبیر یہ ہے کہ مین تجھے وہ دوا کھلاؤں کہ جسکی تاثیر سے خون کا استفراغ اور غم کے ہاتھ سے فراغ ہو پری نے کہا علاج وصال مین زہر ہلاہل بھی تریاق ہے۔

شعر

دوا تو کیا ہے کہ انکار زہر سے بھی نہین	تپ فراق سے مجھ کو کہین نجات ملے

القصہ دیو نے وہ دوا کھلائی کہ جس کے کھانے سے خون کی قے آئی ماں باپ گھبرا کے دوا علاج کی تلاش مین جابجا دوڑنے لگے دیو نے اپنے تئین برہمن بنایا صندل اور سیندور ماتھے پر لگایا ہر ہر کرتا مالا جپتا اُدھر سے ہو نکلا کسی نے کہا مہاراج دیوتا ہماری شہزادی کو سایہ سکہ ہوا ہے پوتھی دیکھ کر پرشن بچارو برہمن نے بچار کر بتایا کل ایک شہزادہ بیاہ کئے ہوئے ادھر آئیگا کشتی اُسکی طوفان سے تباہ ہوگی اگر اُس کے ساتھ اس پری کی شادی ہو اس بیماری سے اسے رہائی ہو پوتھی مین نکلتا ہے کہ وہ شہزادہ تو مر جائیگا مگر اسکا مرض جاتا رہے گا سوا اسکے کوئی علاج نہین پری کے ماں باپ نے کہا ہمین قبول ہے آپ اُسکی تلاش مین رہین جس وقت وہ کشتی آئے فوراً ہمین خبر ہو یہ کہکر برہمن وہاں سے غائب ہو اپنے باغ مین آیا شہزادے کو دولھا بنایا سمجھایا بجھایا کشتی پر سوار کر کے روانہ کیا صبح ہوتے ہی لعل شہزادے نے گریبان کو چاک کیا سر پر خاک ڈالتا ہوا دریا کے کنارے پہونچا

ابیات

صدا اُسکی یہ تھی کہ وا حسرتا	مرا خانمان غرق دریا ہوا
اُٹھے کیوں نہ طوفان مرے دل سے آہ	کیا ہے حوادث نے مجھکو تباہ

یہ کہتا تھا اور ڈھاریں مار مار روتا تھا خبر اسکی بادشاہ کو ہوئی برہمن کے

کہنے لگا یقین ہوا امیرون وزیرون کو بادشاہ نے سمجھا کر دریافت حال کے واسطے بھیجا کسی نے پوچھا اے عزیز کیون تو روتا ہے اور کس لیئے جان کو کھوتا ہے اُسنے کہا آہ کیونکر نہ روؤن اور جان نہ کھوؤن گل شادی کی آج بے خانمان ہوا ایک گوہر ناسفتہ کو صدف کے مانند بارہ برس تشنہ لب رہ کر پایا تھا اُسے شورش دریا قطرۂ نیسان کی طرح لے گیا اُس نے کہا مرضی خدا سے کیا چارہ ہے اگر اِس شہر کے بادشاہ کی بیٹی ماہ پرور کے ساتھ شادی قبول ہو تو تمھاری سفارش بادشاہ سے کی جاوے دولھا نے کہا سُبحان اللہ میرا تو یہ حال ہے تم شادی کو کہتے ہو غرض ہر ایک نے بہت سا سمجھایا اور بیاہ کرنے پر آمادہ کیا دولھا نے کہا خیر اس شرط اور اقرار پر کہ جہان چاہون گا اُسے لیجاؤنگا اگر سب خویش و برادر و پدر اُسکے اپنی مُہرین کر دین مجھے قبول ہے انکے تو دل سے لگی ہوئی تھی اور یہ جانتے تھے کہ اُسکا صدقہ اُسکی جان ہے وہ اچھی ہو جائیگی یہ مر جائیگا اقرار نامہ چھوٹے و بڑے نے مہر و گواہی کر دی شادی کی تیاری ہونے لگی ماہ پرور کو دولھن بنایا

نظم

کرون اُسکی تزئین کا کیا مین بیان	کیا مانگ کو غیرت کہکشان
وہ گیسو کہ تھے سیکڑون اُسمین دل	ہوئی لیلۃ القدر اُن سے خجل
کمان کہیئے ابرو کو اسکے اگر	مژہ ترکش تیر تھے سربسر
وہ آنکھین کہ آہو تھے اُنسے خجل	وہ آہو کہ جن کے چراگاہ دل
عجب خوشنما اُن مین کاجل دیا	مگر مردم دیدہ کو جل کیا
عجب معدنِ حسن تھے اسکے کان	وہ بینی کہ خود منھ ہو جس سے عیان
لب اُسکے تھے پاریزہ ہائے نبات	دہن اسکا یا حوض آبِ حیات
فقط اُسپہ مسی تھی بہر شگون	تصور سے بوسہ کے وہ نیلگون
گلو اور گردن یہ شفاف تھے	وہ دو شیشۂ بادہ صاف تھے
وہ ساعد نہ تھے شاخ بلور تھی	بعینہ وہ شمع سر طور تھی
وہ پنجہ نہ تھا پنجۂ مہر تھا	وہی باعثِ اُلفتِ مہر تھا
خجل اُسکے سینہ سے گوہر کی آب	مگر سطحۂ آب پر دو حباب

کہان تک کوئی ان کا پردہ کرے ۔ وہ دو قمقمہ رنگ کے تھے بھرے
جڑاؤ جو اُس گل کی انگیا تھی وہ ۔ نہ انگیا تھی سونے کی چڑیا تھی وہ
کمر کو کہون کس طرح اُس کی ہیچ ۔ نہ آوے نظر تو یہ قسمت کا پیچ
شکم تھا جو مانند آئینہ صاف ۔ تو عکس زنخدان تھی وہ اسکی ناف
کھلا تھا نہ وہ گل تھی ابتک کلی ۔ تصور سے جس کے رہے بے کلی
رگِ گل سے نازک شگافِ نہان ۔ ہوا و ہوس کو گزر وان کہان
پھسلتی تھی زانو پہ اُس کے نگاہ ۔ اُنھین جس نے دیکھا کہا واہ واہ
وہ نازک قدم چشم پر ہون اگر ۔ گرانی کرے پھر مژہ چشم پر
وہ سر سے قدم تک قیامت تمام ۔ قیامت تھا وہ قد وقامت تمام

مختصر یہ کہ اُس زہرہ و ماہ کے ساتھ قران السعدین کیا نکاح کے بعد نوشاہ کو محل کے اندر بلایا دُلھن کو پہلو مین بٹھایا اُسکی صورت دیکھتے ہی لعل شہزادہ غش کھاکر گر پڑا دولھن والے خوش ہوئے کہ برہمن کی بات مطابق ہوئی دولھن نے گلاب بر اتنک چھڑکا بارے ہوش مین آیا گل کی طرح بدن مین پھولا نہ سمایا مدعی خجالت سے سر افگندہ بلکہ پراگندہ ہوئے دولھانے دولھن کی گردن مین ہاتھ اپنے حمائل کیے پستہ لب کے بادام چشم کے انار پستان کے خوب مزے اُڑائے گلے سے لگایا بغل مین دبایا گدگدایا ہنسایا غنچہ کو گل رسیدہ صدف کو نیسان دیدہ کیا پھر جوش دل کے ساتھ آرام فرمایا۔

رخصت ہونا دولھن کا اپنے مان باپ سے اور مراجعت کرنا شہزادہ کا لال دیو کے باغ مین

جب عروس شب نے خسرو خاور سے شرماکر اپنے رُخ کو پردۂ عدم مین چھپایا شہزادے کو خوابگاہ سے جگایا دولھانے دولھن کی رُخصت کا سوال کیا انھون نے کہا یہ نہ ہوگا اگر تمھین خانہ دامادی منظور ہو تو رہو نہین اپنی راہ پکڑو شہزادہ نے وہ اقرار نامہ کہ اُن سے لکھوا لیا تھا پیش کیا آخرکار کچھ پیش رفت نہ گئی دولھن کی رُخصت کا ایک کہرام ہوا ہر ایک کا دِل

ماہ پرور کی مفارقت سے پسنے لگا چھوٹے بڑے گلے لگا کر ملنے لگے سامان رُخصت کا ہوا جہیز نکلنے لگا بیان جہیز باعث طول ہے پھر دولھا کے سامنے ہاتھ جوڑے اور یہ کہا ہم یہ لونڈی خدمت کے واسطے دیتے ہیں لال دیو نے کہا یہ آپ نہ فرمائیں یہ ہماری مخدوم ہیں ماں باپ کے رونے کا شور نوبت کی ٹکور القصہ بڑی دھوم دھام سے دولھن رُخصت ہوئی شہزادہ ہنسی خوشی دولھن سمیت اپنے باغ میں آیا محمود وزیرزادہ نے سجدے شکر کے کیئے گل بادشاہ نے گوہر شبچراغ اُس پر نثار کیا قریش نے آنکھوں کو دولھن کے پانوں کا فرش بنایا ہر ایک نے رونمائی میں جواہر بیش بہا دیا گل بادشاہ آنے میں تامل کر کے کہا اے بھائی الحیاء من الایمان شہزادے نے کہا مصرعہ

چھپے ہے نہیں بھائی سے بھی بہن

تمھیں میرے سر کی قسم تشریف لاؤ گل بادشاہ سر جھکائے ہوئے گھر میں آیا ماہ پرور نے سلام کرنے سے انکار کیا کہ ہم بادشاہ یہ سب ہمارے مجرائی ہیں مگر دولھا کے اشارے سے سلام کیا۔

دوبارہ قریش اور گل بادشاہ کا شادی کرنا لعل شہزادے کی اور ظاہر ہونا عشق گل کا اگر سے

گل بادشاہ نے اپنی ماں سے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ لعل شہزادے کا دوبارہ بیاہ ہوتا ہم بھی تماشا دیکھیں کہ بھائی صاحب کیسے دولھا بنتے ہیں آپ دولھن کی طرف ہوں میں دولھا کا مہتمم ہوں قریش نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ ماہ پرور کو دولھن بناؤں تم نے یہ بات میرے دل کی کہی صدقے گئی باپ کی بھی مرضی دریافت کرو القصہ لال دیو کو بھی راضی کر کے بیاہ کی تیاری کی جا بجا رقعہ بھیجے جوگی صاحب کو بھی کہ اگر شاہ کا پیر و مرشد تھا یہ نامہ محبت انجام لکھا عموی صاحب قبلہ میرے بھائی کی شادی ماہ پرور کے ساتھ فلانی تاریخ کو مقرر ہوئی ہے حضرت بھی معہ صاحبزادہ والا قدر کہ وہ آپ کے شجرہ پرستش کا گل نورس ہے اور بارہ برس کے بعد ہاتھ آیا ہے

تشریف لائے ہے اور اُن امور سے کہ بسبب مقتضائے سن کے صاحبزادہ
نے مجھ سے کئے ہین پس وپیش نہ فرمائیے جوگی نے بخیال انھین باتون کے
کہ اکثر معاملات مین اگر نے گل کو ذک دی تھی اور بار بار شوخ طبعی سے گستاخی
کی تھی اپنا جانا بہتر نہ جانا عذر چند در چند پیش کئے جواب صاف بھیجا کہ مجھے
بسبب کسل طبیعت کے ہرج دشوار ہے اور فرزند میرا ابھی کہین جانے کے
سزاوار نہین اس شادی مین میرا پہونچنا نہین معلوم ہوتا گل بادشاہ اُسکے
لطائف الحیل سے درہم وبرہم ہوا شہریار وزیر سے کہا اگر مین یہ جانتا کہ وہ
جوگی بچہ نہ آئے گا تو ہرگز نہ بلاتا مجھے اُس کے نہ آنے کا اور جوگی کی حیلہ بازی
کا نہایت ملال ہے غرضکہ شادی کا سامان جیسا چاہیئے ویسا مہیا ہوا مہمان
ہر طرف سے بڑے کروفر کے ساتھ آئے

ابیات

بنا ایسا نوشاہ وہ بادشاہ — ٹھہرتی نہ تھی اُسکے رُخ پر نگاہ
شہانہ لباس اور گورا بدن — بعینہٖ بہارِ گلِ یاسمن
بڑا ماتھے پہ سہرا جواہر نگار — خطِ مہر تھا اُسکا ہر ایک تار
وہ مہندی وہ مستی وہ گوٹون کے ہار — نہین بھولتی آج تک وہ بہار
جوانی کا ایام عہدِ شباب — حسینانِ عالم مین وہ انتخاب
دراز اُسکے قامت سے زلفِ رسا — غرض فتنۂ دہر سر تا بپا
وہ چشم سیہ شرم سے تھی خجل — وہ چتون پسے جسپہ لاکھونکا دل
مژہ جوہرِ تیغ نظارہ تھے — دلِ عاشقان جس سے صد پارہ تھے

وہ جوان رعنا ایسا دولھا بنا کہ کبھی پیر فلک نے بھی دیکھا نہ سنا قمر سے
مانند برات لئے سب براتی ستارے معلوم ہونے دولھن کے گھر آیا آتشبازی
چھوٹنے لگی نسرین ونسترن سے ہر کوچہ گلشن ہوا چراغان کی روشنی پر
ہر ایک دل پروانہ شہنائی کی آواز پر تانسین دیوانہ تھا گل بادشاہ نے
لیجا کر دولھا کو مسند پر بٹھایا شربت پلایا ہار پہنایا پان کھلایا مبارک سلامت
کی ادھر اُدھر دھوم دھام ہوئی راگ رنگ شروع ہو گیا گل بادشاہ
نے جواہر وشہریار سے کہا مین نے یہ تقریب شادی کی فقط اُس جوگی بچہ

کے بُلانے کے واسطے گئی تھی وہ نہ آیا مجھے اسکا نہایت خار ہوا تم تخت پر سوار ہوکر اُدھر جاؤ دیکھو تو وہ جوگی بیمار ہے یا اُسنے فریب کیا ہے غرض وہ دونون وزیر یا تدبیر تخت پر سوار ہوکر اُدھر چلے گل بادشاہ بھی وزیرون سے پوشیدہ اُدھر روانہ ہوا اُس بلائے آسمانی سے بے خبر افشائے راز سے بے خطر ہنستے بولتے طرفۃ العین مین اُسکے مُلک مین پہونچے دیکھا جوگی صاحب دردسر مین مبتلا ہین اگرشاہ جبین نیاز کو آستانہ حضرت بے نیاز پر صندل کی طرح گھِس رہا ہے کبھی جوگی پاس جاتا ہے کبھی باہر آتا ہے **مصرعہ**

کہین قرار نہین اُسکو بیقراری سے	

شہر یار وزیر نے سلام کیا بادشاہ نے کہا آج تمھارے یہان تقریب شادی کی تھی تم کیونکر آئے وزیر نے کہا ہمنے پیشاب کا بہانہ پیش کیا اور چلے آئے بادشاہ نے کہا شاباش اپنے آقا کے مُنھ مین شاشا کرتے رہو اہل مجلس قہقہہ مار کے ہنسے وہ دونون اپنے دل مین کہے گل بادشاہ تخت پر سوار اگرشاہ کے سر پر بند طلا رہا تھا یہ کہنا اُسنے سُنا متعجب ہوا اُس کے سر سے قدم تک نگاہ کی محک عقل پر طلائے حسن اُسکے کو لگایا تو اُس مرد کو عورت پایا تیر عشق کا جگر کے پار نہایت بے قرار ہوا چار و ناچار بادل خار خار وہان سے پھرا **بیت**

تماشا دیکھنے آیا تھا وہ گل	کیا عشق اگر نے اُس کو بلبل

وہ صحبت اُس کو بزم ماتم خاطر اُسکی شمع کی طرح درہم و برہم ہوئی لعل شہزادہ نے کہ نیش محبت سے آشنا ہو چکا تھا معلوم کیا کہ اُسکا دل بھی کہین آیا کسیکی زلف نے اُسے بھی دام مین پھنسایا عاشق سے اپنے ہم پیشہ کا حال نہین چھپتا یہ سب ایک پری کے دیوانے ایک شمع کے پروانے ہین **شعر**

چھپے ہمدرد سے کیا حال ہمدرد	محبت کی علامت ہے رُخ زرد

شہزادہ اُسکو بدمزہ دیکھ کر اوداس ہوا ریت رسوم برخاستہ خاطری سے کرکے اپنی دولھن کو لیکر محل مین داخل ہوا مگر گل کا اندوہ باعث ملال خاطر رہا

بیان دردسر کا جوگی صاحب کے اور سرگردان پھرنا

اگر صاحب کا تدبیر علاج مین

اگر شاہ بسبب ناسازی طبیعت جوگی صاحب کے اپنی چشم کی طرح بیمار اور زلف کے مانند پریشان ہوا اُس کے دربدر ہان کی تلاش مین سیر بیابان کرتا تھا ایک شب دریا کے کنارے ایک سیمرغ نے اُس کو بادل پرغم اور چشم پرنم دیکھ کر کہا اے جوان کیا سانحہ تجھے درپیش ہے اور سبب تیری تکدر خاطر کا کیا ہے اگر شاہ نے کہا ایک فقیر سے ارادت صادق ہے اُس کے دردسر نے ہلاک کر رکھا ہے۔ سیمرغ کے دل مین رحم آیا اپنے بازو کا ایک پر توڑ اُسے دیا اور یہ کہا اے ہمارے ادن سلطنت اس پر کو گھسکر دو تین قطرے اُسکے گوش اور بینی مین ٹپکا دینا دردسر اُسکا عنقا ہو جائیگا شہزادے نے اُسے دعائے خیر دیکر وہ لے لیا اور پھر رخصت ہو کر جوگی کی خدمت مین آیا اسی دست معجز نما سے پر کو گھسکر عرق اُسکا اُسکی بینی مین ٹپکایا جوگی کو صحت کامل حاصل ہوئی قصۂ کوتاہ جوگی صاحب ایک مدت سے بخور و خواب اور درد دل سے بیتاب تھے راحت و آرام پاکر استراحت کی۔

جانا اگر شاہ کا جوگی صاحب کی محلسرا ؤن مین اور ملاقات ہونی اُن کے محلات سے

اگر شاہ نے دیکھا کہ کچھ کنجیان جوگی صاحب کے سرہانے رکھی ہین فرصت وقت غنیمت سمجھ کر کنجیان نکال کر ہر ایک دروازہ متقفل کو وا کیا دیکھتا کیا ہی کہ ایک جوگن خوبصورت خوش سیرت منھ پر بھبوت ملے ہوے سیلی ٹھنگی پہنے طنبورا ہاتھ مین لئے بیٹھی کچھ گا رہی ہے شہزادے کو دیکھ کر تعجب سے پوچھنے لگی اے سادہ رو جوان خوشخو تو کون ہے تجھے مین نے کہین نہین دیکھا اُسنے کہا مین جوگی کا فرزند ہون جوگن نے اُسکی بلائین لین اور دعائین دین پیٹھ پر ہاتھ پھیرا پہلو مین بٹھایا دو بیڑے پان کے اُسے دیے ایک پان کھایا اور ایک چھپایا وہان سے رخصت ہوا دوسرے

مکان مین آیا وہان دیکھا ایک شاہزادی پری پیکر خورشید منظر مسند ناز پر
باصد امتیاز تکیہ دبے ہوئے بیٹھی ہے تعجب سے وہ بھی مستفسر ہوئی اگرشاہ
نے اسیطرح جواب دیا وہ بھبھوت رانی کے طور سے پیش آئی وہان سے
اُٹھ کر تیسرے مکان مین آیا ایک پری جوبن مین بھری صاحب جمال پندرہ
برس کا سن و سال نظر آئی پری نے کہا اے دلدار گلرخسار تو کوئی بادشاہ یا
فرشتہ یا ماہ ہے بادشاہ نے کہا جوگی کا پسر تیرا نور نظر ہون وہ متعجب ہوکر
کہنے لگی بید مین کس نے ثمر دیکھا ہے اور اُس پتھر سے یہ لعل کب نکلا اگرشاہ
نے کہا خداوند بے نیاز کو سب طرح کی طاقت ہے اُس نے بھی دو بیڑے
پان کے دیے ایک کھایا دوسرا غائب کیا وہان سے چوتھی محلسرا مین
داخل ہوا ایک تخت پر تین عورتین نظر آئین ایک ماہ تابان دوسری زہرہ
تیسری مشتری آپسمین یہ کہہ رہی تھین اگر کوئی ہم کو اپنے ساتھ پریزادون
کے خلانے مُلک مین لے چلے ہم اُس مُلک کی حکومت بے تردد اُسکے قبضۂ تصرف
مین کردین ماہ تابان نے کہا اگر ایک پھول شاہ لالہ کے باغ کا ہاتھ لگتا تومین
بارہ برس کی ہو جاتی کیا کیجیے جوگی کی اولاد نہین ناگاہ اُنمین سے ایک کی نظر
اگرشاہ پر جا پڑی ہکا بکا ہوکر پوچھنے لگی تم کون ہو بادشاہ نے کہا جوگی کا خلف
ہون ماہ تابان نے کہا غلط ہے اگرشاہ نے ثابت کیا کمال مسرور ہوئی اُس نے
دو بیڑے پان کے دیے اگرشاہ نے کہا اے مادر مہربان شاہ لالہ کے باغ کا
حال مجھ سے بیان کرو کہ وہ کہان ہے اُس نے کہا وہ جائے خطرناک موضع خوف
و ہلاک ہے وہان کوئی نہین گیا اُس باغ مین ایک حوض ہے اُس کے مُنھ پر
لوہے کا توا دیا ہے ہزار ہا دیو جمع ہون تب وہ توا اُٹھایا جائے علاوہ اسکے
دروازہ بھی اُسکا دستِ بشر سے نہین کھل سکتا بادشاہ اُن باتون مین مصروف
تھا یہان جوگی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ اگرشاہ کہان ہے کسی نے کہا آپ کی محلسرا
مین تشریف لے گئے ہین جوگی نے محلسرا مین جاکر دریافت کیا اس نے کہا
دوسرے محل کی طرف گیا ہے اگرشاہ سُنکے یہ خبر سُنکر آپ کو جلد اُسکی خدمت
مین پہونچا یا پوچھا آپ کا درد سر کیسا ہے اُس نے کہا الحمد للہ کہ فضل خدا سے

اور تیری کوشش سے تندرست ہون اگر شاہ نے عرض کیا کہ حضرت سلامت مجھے اپنے محلون کے نام سے آگاہ فرمائیے جوگی نے کہا جوگن کا نام تو بھبوت رانی اور شہزادی کا خورشید پریزاد کا مہتاب چوتھی ماہ تابان ہے پھر اگر شاہ جوگی سے رخصت ہوکر خلوت خانۂ خاص مین تشریف لایا آرام فرمایا آدھی رات کے وقت جوگی کی خدمت مین گیا بعد نماز صبح زہرہ و مشتری کو اپنے ساتھ لیکر شاہ لالہ کے باغ کی طرف چلا

جانا اگر شاہ کا شاہ لالہ کے باغ مین اور لانا عجوبہ پری معشوقہ جواہر وزیر کی اور پانا پھول شاہ لالہ کے باغ کا اور حمید وفادار اور اسپ خوش رفتار کا

کہتے ہین کہ اگر شاہ زہرہ و مشتری کو کہ وہ دونون ماہ تابان کی خواصین تھین ساتھ لیکر قمری کی طرح سے سرتیع السیر ہوا اُس شہر مین پہونچا جسمین وہ باغ تھا باغبان سے کہا کہ ہمین آئین سے ایک پھول توڑ لا دے اُس نے پری کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر بادشاہ آیا ہے ایک پھول طلب کرتا ہے پری نے کہا جا پانچ سوار جاوین اُسکی زلفین پکڑ کے لے آئین زہرہ و مشتری نے آمد سوارون کی سنکر ٹانگین اپنی دست دُعا کی طرح پھیلا دین وہ سوار کہ اپنے تئین پانچوین سوارون مین گنتے تھے ٹانگون مین گھوڑون سمیت غائب ہو گئے شعر

وہ تہ خانہ تھا ایک بحر عمیق		مع اسپ آہین ہوئے سب غریق

پریزاد نے غصّہ ہوکر بیس سوار اور بھیجے اُنکا بھی تھل بیڑا نہ لگا فوج فوج سوار موج موج پیادے آئے وہ دونون اپنے تہ خانہ سحر مین بھرنے لگین قصّہ کوتاہ سارے لشکر کو ٹانگ کے نیچے سے نکالا زندیون سے ہزارون نے شکست پائی اگر شاہ نے کہا اے زہرہ مجھے تشنگی غالب ہے کیا عجب ہے کہ زہرہ آب ہو جائے اس نے کہا کہ یہان کا پانی پینا مناسب نہین آگے بڑھ چلیے وہان آب خوشگوار و باغ میوہ جات موجود ہین آگے بڑھا ایک باغ خوش نما

با میوہ ہائے شیرین و دیوار رنگین درخت لہلہاتے جانور چہچہاتے فوارہ چھٹتے ہوے نظر آئے
اگر شاہ اُس باغ کو دیکھ کر خوش و خرم ہوا اور چاہا کہ پانی ہاتھ سے اُٹھا کر پیئے کہ ایک
قفس آویختہ سے مینا اور طوطے کی آواز آئی ای بندۂ خدا اس نہر سے پانی پینا مناسب نہین ع
اگر شاہ پانی سے ہاتھ اُٹھا کر ایسے مخاطب سے حوال پوچھا مینا نے کہا ای شہریار مالک اس باغ کا تین دن سے
بے آب و دانہ ہے مہمان کو لازم ہے کہ میزبان کے بغیر اکل و شرب سے اجتناب کرے اگر شاہ نے فرمایا کہ صاحب باغ کا
نشان و نام بتاؤ اُسکا حال سناؤ وہ کون ہے آب و دانہ کیون ترک کیا ہے بیمار ہے قید ہے کسی غم
مبتلا ہے طوطے نے کہا سنیئے نام تو اُسکا جواہر ہے گل بادشاہ کا وزیر ایک پری کے
عشق سے دلگیر صدمۂ مفارقت سے مانند تصویر کے ہو گیا ہے اگر شاہ نے کہا ابیات

ہمین اُس سے مدت سے ہے رسم وراہ	ہوا رنج اس کا خدا ہے گواہ
بتاؤ ہمین جلد وہ ہے کہان	ابھی اسطرف ہوتے ہین ہم روان

طوطے نے اُسکے مکان کا نشان دیا شہزادہ اسطرف کو روانہ ہوا جواہر کا باپ دیوانخانے
مین بیٹھا روتا تھا اگر شاہ مستفسر حال ہوا اس نے کہا کہ حال اس کا کیا بیان کرون
تین دن سے بے آب و دانہ ننگ و ناموس سے بیگانہ دروازہ بند کر کے
بیٹھا ہے بادشاہ نے بیت الحزن پر پکارا جواہر کے جان مین جان آئی دروازہ
کھولا اگر شاہ نے اس کا حال زار دیکھ کر رو دیا اپنی تمام و کمال سرگذشت
جواہر نے بیان کی اگر شاہ اِس کو تسلی دیکر وہان سے اُٹھا طوطے مینا کے
پاس آیا اُنھون نے کہا آپ مہم سر کرنے کو چلتے ہین تو ہمین ساتھ لے چلئے ایک
مشت پر پر بھی اعتماد کیجئے وہ ہمارے اوج اقبال طوطے مینا کو واسطے تلاش
عجوبہ پری کے اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا جب اُس پریزاد کے مکان کے نزدیک
پہونچا شور و غلغلہ برپا دیکھا سبب اسکا پوچھا کسی نے کہا مدت مدید سے
ایک پریزاد کے سر مین درد اور چہرہ زرد ہے رات دن سر ٹپکتا ہے نہ
جیتا ہے نہ مرتا ہے مینا نے اگر شاہ سے کہا لالہ کا باغ جو اُس پریزاد کے قبضہ
مین ہے اُسمین مشرق کی طرف ایک چمن ہے اُس چمن مین ایک پھول ہے
کہ جس کے باعث سے یہ گل پھولا ہے اور عوام اسکے خواص سے آگاہ نہین
ہین پہلے وہ آئے تو اسکا درد دفع ہو جائے بادشاہ نے کہا میرے سوا کون ہے

جب بھیجون آپ جاتا ہون طوطے نے کہا شہزادے ایک دیو حمید نام کہ مدت سے اُسے بیماری جذام کی ہے اس نے نجوم مین دیکھا ہے کہ رہبر طالع سے وہ شرف آفتاب کہ نام اُسکا اگر شاہ ہے ایک دن اس باغ مین آوے گا اس امید پر وہ دیو اُس باغ مین فلانے برج مین مقیم ہے اگر اپنے ہاتھ پانون دھو کر تھوڑا سا پانی چھڑک دیجیے اچھا ہو جاوے تو وہ جا کر پھول لاوے شہزادہ اُدھر آیا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے وہ پانی کہ وضو سے بچ رہا تھا اُس پر چھڑکا فوراً آزار حمید کا دور ہو گیا جبکہ حمید کا بدن صحیح و سالم ہوا وہ سجدۂ شکر بجا لا کے بادشاہ کے قدم پر گرا کہ اس احسان کا زیست بھر بندہ رہون گا دامن دولت سے جُدا نہ ہون گا بادشاہ نے کہا فلانے باغ مین جاؤ وہان سے ایک پھول توڑ لاؤ حمید نے کہا بہت بہتر جان اپنی غلام تصدق کرتا ہے فرمایا کہ تنہا نہ جاؤ ہم بھی چلتے ہین اگر شاہ اور حمید طوطا و مینا زہرہ و مشتری اُدھر روانہ ہوئے طوطے نے کہا اے بادشاہ جس وقت وہ پھول توڑنا اُس باغ کی سیر سے منھ نہ موڑنا پھر نظر اُس طرف نہ کیجیو شور و غل پر کان نہ دھریو

شعر

نہین تو سنگ ہو جاوینگے صاحب		تمامی عمر پچھتاوین گے صاحب

قصہ مختصر جب اُس کے دروازے پر پہونچے حمید نے جھٹ پٹ ایک پھول توڑ لیا پھول کے توڑتے ہی شور گیر و دار ہوشیار باش بلند ہوا ہزارون دیو باہر نکل پڑے زہرہ و مشتری نے بطریق مخصوص گرفتار کر لیے پریزاد یہ خبر سنکر بہت جھنجھلایا اور کہلا بھیجا انشاء اللہ تعالے اس تمھاری زیادتی کا ایسا عوض ہوگا کہ پھر عمر بھر یاد کرو گے بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ خار اس گل کے لینے کا خاطر مبارک سے دور اور بندہ کو دامادی سے سرفراز فرمائیے از خوردان خطا واز بزرگان عطا وہ اس پیغام سے اور بھی خفا ہو کر کہنے لگا ایک نشد دو شد غرض بعد گفتگوے بسیار کے اسنے کہا خیر دو شرط پر یہ پیام تمھارا قبول ہے اگرچہ طبع ہماری تمھاری گستاخی سے ملول ہے اول یہ کہ عارضۂ دردِ سر سے مجھے افاقہ ہو دوسرے یہ کہ زوجہ میری علیل ہے تندرست ہو جاوے اگر شاہ

نے کہا جو تم رنجور رہو تو ہم مجبور رہیں خدا مسبب الاسباب ہے یہ کہہ کر حمید کو لیکر
اُس پریزاد کے محل میں داخل ہوا پھول پریزاد کو سُنگھایا دردِ سر بالکل زائل
ہوا مدت سے بیخور و خواب تھا خوب سویا ماندگی کو کھویا پہر بھر کے بعد آنکھ کھولی
گرانیِ دردِ سر سے بدن کو سبکسار پایا سجدۂ شکر بجالایا اگرشاہ کو خاص محل میں
لے گیا عورت اُسکی کہ از خود رفتہ تھی ایک آدمی کا روز خون کر کے کھا جاتی تھی
اور نہایت بے قرار اور بیمار تھی سامنا کیا حمید نے اس کے آزار کو عقل و فراست
سے دریافت کر کے ایک کڑھاؤ میں دودھ بھر کے اس کے پائینتی رکھا ایک
سانپ کی کھوپڑی آگ میں ڈالی اُسکی بو سے ایک کالا اژدہا موٹا تازہ بھنبھناتا
یانی سے باہر نکل آیا وہ عورت ہوش میں آئی یہ بات زبان پر لائی یہ نامحرم
کون لوگ ہیں پریزاد نے کہا الحمدللہ تمھیں تمیز اپنے بیگانہ کی ہوئی اگرچہ یہ
نامحرم ہیں لیکن حرمت میری ان سے رہی غرضکہ وہ پریزاد ممنون منت ہوکر
مصروف سامان شادی ہوا بکمال عزت و تکریم سے اگرشاہ کو مسند دامادی پر
بٹھایا اگرشاہ نے اپنا نام جواہر بتایا بلبل کا بلبل سے صیغہ پڑھا زہرہ کا زہرہ
سے عقد کیا جہیز میں لعل و گوہر اشرفی روپیہ لونڈی غلام کے سوا ایک گھوڑا ایسا
دیا جسکی جست و خیز کا یہ عالم تھا **شعر**

گاہ آجائے نظر گاہ نظر سے غائب	گہ ہوا بیچ وہ شبرنگ تھا جگنو کی چمک

حمید نے کہا اے بادشاہ گھوڑا نایاب ہے اس سے بہت کام نکلیگا حمید سا غلام
ایسا اسپ خوش گام قسمت ہی سے ملتا ہے یہ وہ گھوڑا ہے کہ میدان جستجو میں
جس کے سمند صبا بھی رہ جائے گھوڑا وہم و قیاس کا ٹھوکریں کھائے حمید کی
باتیں سُنکر گھوڑا ہنسا شہزادہ اُس کے خلاف ادب ہنسنے سے آزردہ ہوا اُس
بیزبان نے رفع ملال کے واسطے حمید سے یہ خطاب کیا جس روز سے خالق
جن و انس نے مجھے پیدا کیا ہے آج تک مجھ پر کوئی سوار نہیں ہوا یہی تمنا ہے
کہ اگرشاہ مجھ پر سوار ہو بادشاہ اسکی گویائی سے راضی ہوا سواری کا وعدہ کیا
غرض عجوبہ پری کو ماں باپ نے رخصت کیا طوطا مینا چہچہا کرتے ہوئے اور زہرہ
و مشتری قہقہہ مارتے ہوئے ساتھ ہوئیں بادشاہ نے حمید سے کہا تم آگے جاؤ

جواہر کو یہ مژدہ سُناؤ **شعر**

پیام وصل اے قاصد کہنا بید ھڑک اس سے | مبادا سُنتے ہی اُسکو وہ شادی مرگ ہو جائے

حمید اُدھر گیا جواہر کو یہ مبارکباد دیکر کہا اُٹھو بیٹھو ہنسو بولو جس سے لو لگائی تھی وہ شمع رو اگر شاہ کے اقبال سے تجھ پروانہ کی زیب انجمن ہوئی جواہر خوشی سے شعلہ کی طرح بھڑکنے لگا اُس مکان کو رشک جنان کر کے اگر شاہ کے استقبال کے واسطے روانہ ہوا اگر شاہ عجوبہ پری کو جواہر کی صدف آغوشِ تمنا مین دیکر فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر شاہ لالہ کے باغ کا پھول لیے ہوئے جوگی کی خدمت مین پہونچا اُس نے کہا اے بندۂ خدا ناحق اپنی جان غیرون کے واسطے ہلاکت مین ڈالتا ہے تیرا پدر بھی جوان ہے اُسکے واسطے عجوبہ کو لایا ہوتا عرض کی کہ بہت خوب ابکی مرتبہ حضرت سلامت کی خاطر حاضر کرونگا یہ کہکر ہنستا ہوا محلسرا مین گیا شاہ لالہ کے باغ کا پھول اُمہ تابان کو دیا اُس تحفہ کی حبت سے وہ بارہ برس کی ہو گئی وہان سے اپنی تختگاہ مین تشریف لایا چالیس بادشاہ اُس کے حلقۂ غلامی کے تھے اُنکو لج بخشی کر کے ہر ایک کے مُلک کو رخصت کیا۔

سیر کو جانا اگر شاہ کا جوگی صاحب اور اُنکے محلات کے ساتھ مع موتی رانی اور عجوبہ پری کے اور ملاقات سیمرغ کی اور خبر پانی شہباز کی اس سے پھر آوارگی شہباز کی تلاش مین

جب سیمرغ زرین بال مغربی تاج مرصع سر پر رکھ کر طرف مشرق کے خراماں ہوا اگر شاہ نے موتی رانی اور شہریار اور عجوبہ پری اور جواہر کو حمید کے تئین بھیج کر طلب کیا بجرد طلب کے سب حاضر ہوئے پھر جوگی صاحب سے کہا آج میرا جی چاہتا ہے کہ حضرت کے چارون محلون کے ہمراہ رکاب باغ کی سیر کو جاؤن دو چار گھڑی دل کو بھلاؤن جوگی صاحب نے کہا بابا مین بھی چلونگا اُس نے کہا بہت خوب اگر شاہ مع جوگی صاحب اور شہریار اور جواہر اور

حمید سوار ہو کر چلے زنانی سواریان ہمراہ تھین ایک باغ کے دروازہ پر
پہونچے اگر شاہ نے قفل اُسکا کلید انگشت سے کھولا باغ مین داخل ہوئے
حاضرین متعجب ہوئے کسی نے کہا یہ تو کرامات آپکی دیکھی مگر یہ بھی طاقت ہے
کہ بدن بدلیئے روح کو اور قالب مین لائیے کہا البتہ سو طرح سے بدن بدل
سکتا ہون یہ کہہ کر اُس پری پیکر نے دیو مہیب کی صورت بنائی مُنھ سے شعلے
نکلنے لگے ایسی صورت خوفناک تھی کہ موتی رانی اور عجوبہ پری سہم گئین اتفاقاً
گلُ بادشاہ بھی تخت پر سوار اُس وقت اُدھر سے آنکلا یہ کارخانہ دیکھکر
بہت سا جلا بھُنا اور کہنے لگا **ابیات**

وہ فن کونسا ہے جو اِس مین نہین	کہین دیو ہے یہ پری ہے کہین
یہ ہے صورت اژدہا شعلہ ور	اسے شعلۂ آہ سے کیا خطر

گلُ بادشاہ تو اِس طرح سے کہہ رہا تھا کہ جوگی کی نظر اُس پر جا پڑی اگر پر
غصہ ہوا شور کیا وہ اُس کے کہنے سے صورت اصلی پر آیا واہ واہ کی صدا
زمین سے آسمان تک بلند ہوئی گلُ بادشاہ متعجب ہو کر کہنے لگا **شعر**

شعلہ ہے برق ہے ہوا ہے یہ	کچھ نہ ثابت ہوا کہ کیا ہے یہ

اگرچہ گلُ ہر ادا پر نثار اور ہر صورت پر بیقرار تھا لیکن مجبوری اپنے مُلک
کو روانہ ہوا اگر شاہ نے اُس باغ مین جشن نوروزی ترتیب دیا ارباب
نشاط کو طلب کیا صحبت ناچ و رنگ کی ہوئی یہ خبر سیمرغ نے جو پائی
وہ بھی اُس باغ مین آیا دُعا دیکر کہنے لگا الحمد للہ کہ دوبارہ تیرے دیدار سے
آنکھین روشن ہوئین مین نے سُنا ہے کہ حضور وقت تبسم غنچہ دہن سے
گلُ فشانی فرماتے ہین دامن نظارہ کو گلُ آگین کیا چاہتے ہین وہ نوبہار
گلستانِ محبوبی اُسکی تمنا پر ہنس پڑے اُن پھولون سے سیمرغ کا دامن بھر گیا
شہریار اور جواہر نے اپنے دل مین کہا کہ گلُ بادشاہ اگر یہ گلُ فشانی دیکھتا
تو ہزار دل سے تصدق ہوتا سیمرغ نے ایک تاج مرصع نذر دیا وہ تاج
اس کے فرق مبارک پر نہایت مزیب ہوا پھر سیمرغ نے عرض کیا ای بادشاہ
اور تو سب کچھ عنایت ایزدی سے حضور مین سامان سلطنت مہیا اور موجود ہے

لیکن دست مبارک شہباز سے خالی ہے مگر وہ شہباز جو تجھ سے سراپا ناز کے قابل
ہے خواص عنقا کا رکھتا ہے میسر ہونا اُسکا محال کس کی مجال جو طائر وہم اُدھر
اُڑ جائے سات سمندر پار جائے اُسکا لانا بہت دشوار ہے دو طرف دریا ہے
آب جوشان دو طرف سے آتش سوزان دریا مین گرے نیست و نابود آتش مین
پڑے تو دود ہوئے اور بالفرض اُس راہ سے اگر سلامت گذرے جو ہین شہباز
کا نام لیکر پکارے آواز کے تمام ہوتے ہی خاک کا تودہ ہو کر گر پڑے آدمی
کیا پریزاد بھی اُسے ہلاک نہین کر سکتا دیو و دو بھی نہین جا سکتا شہزادے نے
کہا انشاء اللہ تعالے ہم جائینگے اور تائید ربانی سے اُسے لائینگے سیمرغ نے
کہا کہ خبردار زنہار اُدھر کا قصد نہ کرنا اس طرف بھولے سے بھی قدم نہ دھرنا اُسنے
نہ مانا پھر حمید اور گھوڑے سے پوچھا دونون نے متفق اللفظ ہو کر التماس کیا کہ یہ
سفر سراسر پر خطر ہے اسمین جان کا ضرر ہے کسی طرح جانا وہان کا مناسب نہین
جانور لایعقل کے کہنے پر عمل کرنا عقل و فراست سے دور ہے اگر شاہ نے
ایک نہ سُنی جانے پر مستعد ہوا مجبور ہو کر حمید نے کہا مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ شہباز
مرد کے سوال کا جواب نہین دیتا ہے یہی منظور ہے کہ لباس زنانہ قامت پر راست
کیجیے اگر شاہ پوشاک زنانہ کہ اس کے قد و قامت پر قطع ہوئی تھی پہن کر گھوڑے پر
سوار ہوا حمید کو ساتھ لیا مردانہ وار اسپ فلک سیر پر سوار ہو کر روانہ ہوا فضل خدا
سے سب راہین پُرخطر اور ساتون سمندر طے کر کے ساحل مراد کو پہونچا شہباز کو
آواز دی کہ اے یار با نیاز بڑی جانبازی سے تجھ تک پہونچا ہون تجھے قسم ہے
اُس بے نیاز کی کہ میرے پاس آ یہ سُنتے ہی شہباز پرواز کر کے بازی معشوقانہ
کرتا ہوا اُس زہرہ جبین کے ہاتھ پر آ بیٹھا

شعر

نہین معلوم کیا لذت ملی انکو اسیری مین
کہ مرغان چمن یون دام مین آ کے پھنستے ہین

اگر شاہ نے دام اندوہ سے مخلصی پائی اور کہنے لگا ہمنے عنقا کو بھی دام محبت سے
شکار کیا اُس باغ کی سیر کی انواع اقسام کے میوے لگے ہوے دیکھے چاہا کہ کچھ
کھاوے اس اندیشہ سے کہ کوئی اور گل نہ پھولے تامل کیا گھوڑے نے کہا
اندیشہ نہ کیجیے اشوق سے نوش فرمائیے دو چار دانے انار کے تناول فرمانے

پھل میوے تر و تازہ توڑ کر گھوڑے کی خرجین مین بھر لئے وہان سے سوار ہوئے
اسپ فلک سیر نے عالم بالا کا تماشا دکھایا القصہ اُس سرزمین کو طے کرکے
اپنی مملکت مین پہونچے ناگاہ جوگی کی نظر اُنپر جا پڑی خیال گذرا کہ کوئی دیو
اڑا جاتا ہے اُس قادر انداز نے تیر کمان مین جوڑا وزیر نے کہا ہان ہان کیا
غضب کرتے ہو اگر شاہ کو بھی سیر و شکار کی عادت تھی جوگی نے تامل کیا
اتنے مین دیکھا کہ شہزادہ اسپ بادرفتار پر سوار شہباز ہاتھ پر حمید جلودار آسمان سے
اُترا جوگی نے وزیر کی تحسین کی حمید کو گھر کا گھوڑے کو جھڑکا یہ زبان پر لایا تھین
اسے ساری خدائی مین آوارہ لیے پھرتے ہو ابھی غضب ہوا تھا تیر کمان مین
جوڑ کر چاہا تھا کہ اسے نشانہ کرون خود ہدف ملامت ہون وزیر نے منع کیا اُسکا
ممنون ہوا **شعر**

غضب تھا گر اسے کرتا ہدف مین	تو ہوتا اپنے ہاتھون پھر تلف مین

اور شہزادہ سے کہا ان بدبختون کو اپنے پاس سے دور کر شہزادہ نے کہا بہت بہتر
پھر جوگی صاحب نے شہباز کے لانے کی بڑی خوشی منائی بہت سی دولت
اُس کے تصدق مین لٹائی وہ مژدہ ہر ایک بادشاہ کو پہونچا مبارک باد کا ہر طرف
سے قاصد آیا تصدق لایا شہزادے نے میوے اس باغ کے جوگی جی کو کھلائے
منصور شاہ کو دو چار خوان بھجوائے بادشاہ وزیر دونون خوشحال ہوئے سیمرغ
بھی مبارکباد کو آیا یہ زبان پر لایا **شعر**

ترے شہباز ہمت نے کیا عنقا کو صید اپنا	اسے تسخیر کہتے ہین اسے اقبال کہتے ہین

اگر بادشاہ نے گل شاہ سے کہلا بھیجا کہ ہمارے سفر کرنے کی شہباز کے لانے کی
یقین ہے کہ خبر پہونچی ہوگی طوطے ہاتھ کے اُڑ گئے ہونگے بدحواسی مین اتنی
توفیق نہ ہوئی کہ صدقہ تیل ماش بھی بھیجتے یہ کار نمایان بہت ناگوار گذرا گل بادشاہ
نے اُسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ مین نے صدقہ اس لیے نہین حاضر کیا کہ مین
اپنے تئین آپکی ایڑی چوٹی پر سے تصدق کرونگا اور قریب ہے کہ ایک
شخص ہماری طرف سے حاضر ہوگا جو راہ و رسم ہماری اور جوگی صاحب کے
کی ہے گذارش کریگا خاطر جمع رکھو دوسرے دن جواہر وزیر کو لال دیو نے

جوگی صاحب کے پاس بھیجا اُس نے تہنیت اور مبارکباد اگر بادشاہ کے آنے کی
شہباز کے لانے کی عرض کی اور اگرشاہ کو لعل شاہزادہ محمود وزیرزادہ کا سلام
پہونچایا اگر بادشاہ نے ہنسکر جواہر سے فرمایا کہ تیرا بھی بادشاہ کتنا حسین اور
دنی ہے جواہر نے کہا آپ جو چاہین فرمائین مگر وہ جان و مال سے آپ پر نثار
ہین القصہ جواہر رخصت ہوا گل بادشاہ کی خدمت مین آیا کہنے لگا کہ آدم زادون
مین یہ رسم ہے کہ جو کوئی سفر سے پھرے یا فتح کرکے آئے عزیز و اقربا یگانہ و
بیگانہ یار و آشنا کچھ تصدق بھیجتے ہین گل بادشاہ نے کہا اُس جوگی بچہ نے
ایسی کونسی لڑائی فتح کی جواہر نے کہا گستاخی معاف جی ہی جانتا ہے گا ہنس کر
بادشاہ نے کہا تو تو اُسکا احسانمند ہے ایسی کیون نہ کہے گا غرضکہ گل بادشاہ
نے وزیر کو مع تصدق شاہانہ اُدھر روانہ کیا باریاب ہوا آداب بجالایا اگرشاہ
نے کہا اُس دیو بچہ نے بہت چھپا کے تصدق بھیجا بڑی زیرباری ہوئی معلوم
ہوتا ہے تیرا بادشاہ کوڑی کوڑی پر جان دیتا ہے جی چاہتا ہے اُسکو صدقہ
اُتار دے جواہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ تخت پر گل بادشاہ سوار پھر رہا ہے تصدق
ہو رہا ہے جواہر نے اشارے سے اگرشاہ کو جتایا ایسی چھیڑ چھاڑ دونون طرف
سے رہی چوری چھپے سے ایک نے دوسرے کو دیکھ لیا اگرشاہ برخاست کرکے
جوگی کے مکان مین آیا نقب کی راہ سے اپنی تختگاہ مین رونق افزا ہوا کاروبار
مالی و ملکی مین مشغول تھا ایکدن کا ذکر ہے کہ اگرشاہ جوگی صاحب کے مکان
مین سرگرم صحبت تھا جواہر وزیر حاضر ہوا بادشاہ نے کہا اے جواہر آج کل
تو بہت بے عزتی سے رہتا ہے تیرے بادشاہ کو پان تک میسر نہین ہے
جو مجھے دیتا اُس نے کہا کیا عرض کرون پان ایک طرف کئی دن سے میرے
بادشاہ نے آب و دانہ ترک کیا ہے مین کس طرح پان کھاؤن اگر بادشاہ نے
کہا اگر ہم تیرے آقا کو کھانا کھلائین تو ہمین کیا نذر کرے اُس نے کہا غلام
جان و مال سے حاضر ہے لیکن آب وہ نہ کھائینگے قریش و لال دیو نے
بہت سمجھایا نوش نہ فرمایا

شعر

فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل	زہر غم ہجر اثر کر گیا

ارشاد فرمایا کہ اسپر کچھ شرط باندھئے جواہر نے کہا بہت اچھا کیا بدتے ہو بادشاہ نے کہا جو ہم اُسکو کھانا کھلائین تو شاہزادہ پاپوشین تیرے لگائین اور جو شرط ہارین تو یہ شہباز تجھے دین اُس نے کہا قبول یہ شرط بدکر وہ رخصت ہوا گل بادشاہ کو خبردار کیا۔

جانا اگرشاہ کا گل بادشاہ کے مکان مین جذب صادق سے اور کھانا کھلانا اس کو

جب گروہ آفتابی گرما گرم تنور مشرق سے نکلا اور رزاق مطلق نے اطعام عام کا حکم دیا اگرشاہ تشنۂ دیدار کی سیری کے واسطے بصد آب و تاب چلا گل بادشاہ کو اُس کے دل نے آگاہ کیا کہ وہ مہمان نمکین باصد شیرین ادائی اس بیت الاحزان مین مہمان ہوا چاہتا ہے اُس مریض محبت نے بیساختہ سر اُٹھا کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا **بیت**

خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد	سر من فدائے راہت کہ سوار خواہی آمد

جواہر وزیر آمد آمد کی خبر لایا وہ ناتوان و زار بے اختیار اُٹھ بیٹھا درستی مکان مین مشغول ہوا آپ اہتمام کرتا تھا اور یہ شعر جواہر کو سُنا سُنا پڑھتا تھا **شعر**

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئین گے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے

مشتاق و منتظر تھا کہ وہ یکہ تاز میدان دلربائی طاؤس گلستان شوخی و رعنائی شہباز ہاتھ پر تاج مرصع سر پر اسپ صبا رفتار پر سوار نمودار ہوا گل بادشاہ بے قرار ہو کر بستر اندوہ سے اُٹھا بیساختہ منھ سے نکل گیا **شعر**

منتظر جسکے تھے ہم آج وہ جانان آیا	اپنے طالع نے مدد کی کہ وہ مہمان آیا

اگرشاہ آہستہ آہستہ ناز و ادا کے ساتھ کبھی ادا سے نہان کبھی پائمال کرتا ہوا مکان صدر مین آفتاب رخ سے اُس ظلمت کدہ کو روشن کیا صاحب خانہ استقبال کو گیا ساتھ لایا اگرشاہ نے گل بادشاہ کا ہاتھ تھام کر اپنے برابر بٹھایا گل بادشاہ نے بار منت سے سر جھکایا اور فرط خوشی

از خود رفتہ ہوا اگر شاہ نے کہا اس سکوت و خموشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا آنا بہت ناگوار گذرا گل بادشاہ کئی بار تصدق ہوا اور یہ رباعی پڑھنے لگا

رباعی

اگر خواہم غم دل با تو گویم جا نمی یابم	اگر جائے شود پیدا ترا تنہا نمی یابم
اگر یابم ترا تنہا و جائے ہم شود پیدا	ز شادی دست و پا گم میکنم خود را نمی یابم

بعد اس کے اُس نیم جان نے جان تازہ پاکر عطر عیاری ہاتھ پر انڈیل کر اُسکے بدن پر ملنے لگا کہ اسی بہانہ سے کوئی نیا پھل ہاتھ آئے اگر شاہ نے جسوقت ارادہ ادھر کا کیا تھا پہلے وہی پھول روباہ کا دیا ہوا کہ جس کے سونگھنے سے زن مرد ہو جاوے سونگھ لیا تھا جب کہیں کچھ علامت نہ پائی بہت کھویا گیا سخت نادم ہوا شہزادے نے کہا لے بدظن ظن باطل کو دل سے دور کر اُس نے کہا آپ کے بہروپ سے بندہ خوب واقف ہے مہمان نے کہا بس زیادہ باتیں نہ بنا کھانا منگا دستر خوان بچھا مہمان نے کہا تنہا خوری کی عادت نہیں ہے اُسنے کہا میں کھا چکا ہوں آپ تناول فرمائیں کہا یہ نہ ہوگا انکار و اصرار بہت رہا اگرچہ گل بادشاہ نے کہا میں نے قسم کھائی تھی اُسکی خاطر شکنی نہ کرسکا پیمان شکنی کی ایک نوالہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور یہ شعر پڑھا شعر

جھوٹا ہیں پلاؤ کوئی جام آب کا	دیگا مزہ زبان کو ہماری شراب کا

اگر بادشاہ نے کہا گھڑی گھڑی اعماز موقوف کیجئے اور کھائیے کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھلائیے اگر بادشاہ نے کہا اختلاط زیادہ بر آشنائی اچھا نہیں ہوتا ہے آزردگی کے خوف سے دو چار لقمہ کھا کے پھر ہاتھ کھینچ لیا اُسنے بھی ہاتھ اُٹھایا گل بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اُس رزاق مطلق کی کہ میرا دل آپکی نعمت دیدار سے سیر ہو گیا ہے اگر شاہ نے کہا اسکا ہضم کرنا آسان نہیں غرضکہ میٹھی میٹھی باتوں سے خوب مزے اُٹھائے اور سیر ہو کر کھانے کھائے جب دستر خوان بڑھایا گل بادشاہ نے کہا میری خلوت کی بھی سیر کیجئے وہاں بھی قدم رنجہ فرمائیے شہزادہ نے جواہر کو بلا کر کہا تو نے کچھ سُنا شعر

مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلئے	دیکھیے اختلاط کی خوبی

اے صاحب مین نے تو فقط اپنی شرط کے جیتنے کے واسطے ناگوار گوارا کیا ورنہ **مصرع**

ہم کہان تم کہان یہ بزم کہان

یہ سُنکر جواہر روپوش ہوا اگر شاہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا گلؔ بادشاہ اُسکی مفارقت سے بیقرار ہوا کئی مرتبہ شہزادہ نے جواہر کو بُلایا وہ خجلت سے نہ آیا کسی نے کہا بادشاہ کے سامنے کیون نہین جاتا اُس نے کہا مجھے شرط کے ہارنے کی بڑی ندامت ہے وہ مجکو لوگون مین ذلیل کرنے کو بُلاتے ہین غرض اس بات کی مدّت تک ہنسی رہی۔

اگر شاہ نے ایک مکان گلؔ بادشاہ کے مکان کی نقل بنایا گویا نقل مکان کر دکھایا

کہتے ہین جب اگر شاہ اپنی دولت سرا مین آیا جوگی صاحب سے کہا مین چاہتا ہون جیسا گلؔ بادشاہ کا مکان ہے ویسا ہی ایک مکان آپ کے واسطے تعمیر کرون بلکہ نقل کو اصل کر دکھاؤن جوگی نے کہا بابا وہ تو بادشاہ ہین اور مین فقیر مگر بسم اللہ تم مختار ہو بہتر اگر شاہ مکان کی تعمیر مین خود مصروف ہوا **اشعار**

بنائی ایسی خوش اسلوب منزل کیا طرفہ گلستان اُسمین تیار	جو دیکھے ہو شگفتہ غنچۂ دل گلؔ سیجنا رہتا گویا وہ گلزار

وہی رنگ آمیزی ویسی ہی گلکاری طلسم طرح طرح کے بے نظیر بنائے تصویرون کو جو دیکھے تصویر بنجائے جب وہ باغ تیار ہوا جوگی صاحب کو واسطے سیر کے اُسمین لے گیا جوگی صاحب نے بہت سی تعریف کی باغ بے نظیر اُسکا نام رکھا اگر شاہ نے سامان جشن اُسمین ترتیب دیا ہر ایک کو مہمان کیا چندروز چوگان بازی مین مشغول رہا گلؔ بادشاہ نے یہ خبر سُنکر جوگی صاحب کو یہ پیغام بھیجا ہمنے سُنا ہے کہ آپ کے فرزند دلبند نے ایک

باغ بے نظیر تعمیر کرایا ہے یہ تکلیف و تصدیع ناحق اُٹھائی باغ حاضر تھا
اُسی سرزمین پر نصب کر دیتا اگر شاہ نے کہا سبحان اللہ چار بیسے تصدق
کے ہزار طرح سے چھپتا کے بھیجے تھے باغ کو یہاں لاتے آسمان پر اُٹھاتے
جوگی صاحب مسکرا کر چپ ہو رہے پھر وکیل نے عرض کیا باغ کے تیار ہونگی
بہت سی مبارکباد دی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ شہزادے اکثر اُس باغ میں
چوگان بازی کرتے ہیں میرا بھی جی چاہتا ہے کہ گیند کی طرح افتان و خیزان
وہاں پہونچوں یہ سنکر جوگی صاحب نے کہا وہ بادشاہزادہ یہ جوگی بچہ شاہ کو
گدا سے کیا نسبت کہا یہ غریب خانہ گھر آپکا ہے ضرور تشریف لائیے لیکن
اس ارادے سے قصد نہ فرمائیے جب گل بادشاہ اس آرزو سے مایوس ہوا
تخت پر سوار ہو کر چوری چھپے سے وہاں آیا چوگان بازی کا تماشہ دیکھنے لگا
جب وہ چوگان گیند پر پڑتا تھا گل بادشاہ کے دل پر چوٹ لگتی تھی شہزادہ
شاد و خرم اپنے باغ میں بیٹھا تھا جو امیر باریاب ہوتا اُسے انعام و خلعت
دیتا تھا جب تک وہ عاشق صادق ہوا پر بھرا یہ بھی بیٹھا وہ اُدھر گیا یہ اِدھر اٹھا
حمید ہمراہ چلا گھوڑے کی جانب خراماں جا نکلا اُس نے دریافت کیا کہ
اسوقت اُس کی طبیعت کچھ مکدر ہے رفع ملال کے واسطے کہا اے بادشاہ
کچھ سیر تماشے کو جی چاہتا ہے تو آئیے سوار ہو جیے اگر شاہ سوار ہوئے
گھوڑا اس قدر آسمان پر بلند ہوا کہ عمارت زمین کی مثل حباب کے معلوم
ہوتی تھی گھوڑے نے کہا میرے کفِ دہن کا سرمہ لگائیے آسمان کو زمین
بنائیے دور سے نزدیک کی سیر کیجیے اگر شاہ نے سرمہ دیا گھوڑے نے
اشارہ کیا کہ فلانے مکان کی طرف ملاحظہ ہو بادشاہ اُدھر متوجہ ہوا
دیکھا تخت پر ایک پریزاد نازنین بیٹھی ہے اگر صاحب نے کہا اس
زہرہ جبین سے کچھ بوئے آشنائی آتی ہے شعر

یہ معنی ہوئے اُسکی صورت سے پیدا	یہ نا آشنا ہے ہمسے کچھ آشنا سے

گھوڑے نے کہا یہ پریزاد گل بادشاہ کی خواہر ہے اور پیوند ہونا اسکا
محمود وزیر زادہ سے مقدر ہے۔

سیر دریا مین دیکھنا سرو آسا کی سواری کا بحالت عجیب اور دریافت کرنا اُسکا لبنت وزیر سے

ایک شب کا ذکر ہے کہ نور مہتاب نے شب تیرہ کو روشن اور مقام ظلمت کو وادی ایمن کیا خوشۂ انجم شمع طور جس سے ظلمت زنگی بھی کافور آب دریا پرتو مہتاب سے گوہر زمین صحرا نور کی چادر سرخاب مرغ سفید خفاش رشک خورشید

ابیات

زمین نور کی آسمان نور کا — جدھر دیکھئے یک سمان نور کا
عجب چاندنی اور عجائب بہار — کیا ماہ نے نور اپنا نثار
مہ چاردہ چاندنی صاف صاف — شب و روز مین کچھ نہ تھا اختلاف

اگر شاہ نے اُس چاندنی مین لہرایا شہریار نے جواہر منوچہر سے کہ حاضر تھے فرمایا کہ آج تمھارے ساتھ لبنت وزیر کیون نہ آیا کسی نے کہا کچھ علیل ہے اگر شاہ نے کہا آج دریا کی طرف چلئے چاندنی کی سیر دیکھیے سب کے سب بسم اللہ کہہ کر اُس ماہ کامل کے ساتھ مثل نجوم کے روانہ ہوئے دریا پر پہونچتے ہی ایسی آندھی تیز اور تند اُٹھی کہ شب نور مبدل بہ دیجور ہوئی ایک کو ایک نہ سوجھتا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا درخت شدت ہوا سے پتا تے پھرتے تھے اور پہاڑ زلزلہ سے آپس مین ٹکراتے تھے یہ حال ہولناک دیکھ کر حمید اور گھوڑے نے عرض کی کہ حضرت سلامت مراجعت فرمائیے دیکھیے کیا سناٹے کی ہوا ہے جس نے قندیل فلک کو گُل کر دیا ہے معلوم نہین کیا آفت نازل ہو کیا بلا آئے برائے خدا و رسول سوار ہو جیے ارشاد ہوا اگر تمھاری خاطر اس ہوا سے مکدر ہوئی جاؤ مین تو جیسے چاند کی سیر دیکھتا تھا اب اس آندھی کی سیر دیکھتا ہون

شعر

کار بستہ سے نکر اندیشہ رکھ دلکو قوی — آب حیوان جسکو کہتے ہین وہ ہی ظلمات مین

سب وہان بیٹھے رہے گل بادشاہ کو بھی اس سیر کی خبر پہونچی فوراً تخت ہوا پر سوار ہوا موج کے مانند اُس دریائے حسن کی ہوا مین آ پہونچا اُسوقت

اُس ماہ جبین کو اندھیرے مین تنہا پایا اپنے بیگانہ کی نظر سے محفوظ قرب یار سے محفوظ ہوا یارا ے ضبط نہ رہا بیساختہ اگرشاہ کو سینہ سے لگایا جھٹ پٹ دو چار بوسے لیکر آنکھین تلوؤن سے ملنے لگا بادشاہ صدمۂ آسیب سمجھا لاحول پڑھی سورۂ نور دم کیا الغرض جب وہ زور شور ہوا کا برطرف ہونے لگا گل بادشاہ یہ شعر پڑھتا ہوا

شعر

بحر کے صدمے بھولائے گردوباد حبان ہیچ	سو مزے دلکو مرے لیسے بے منت ملے

روانہ ہوا اگرشاہ نے اُسکی آواز بہچان کر اپنے دل مین کہا کہ غضب کیا اسنے ایسے اندھیرے مین آیا وہ بھوت بھی کمبخت تھا اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک کشتی مین چالیس درخت مرصع دھرے ہر شاخ پر ایک دختر پری پیکر آراستہ پیراستہ بیٹھی ہوئی کڑی کمان کے تیر کی طرح چلی آتی ہے جب وہ کشتی گئی دوسری کشتی آئی اُسپر بھی اُتنے ہی درخت اور ویسی ہی حسینان شیرین ادا بیٹھین وہ کشتی بھی گذری تیسری کشتی پر سونے کے درخت شاخون پر دختران خورد سال صاحب جمال بازی کنان خندہ زنان دیکھین بعد اُسکے ایک بجرہ قابل نظارہ با تجمل شاہی نمودار ہوا اُسکا مورچھل ہوتا ہوا مادہ خوک اُسپر سوار ایک مرد دیرینہ ریش سفید تا بسینۂ اُسکے برابر بیٹھا ہوا نمودار ہوا شہزادے نے لاحول پڑھ کے کہا اس ناپاک کے واسطے یہ سامان شاہانہ جاہا اُسے کچھ پھینک کر مارے یا اُس پیرمرد کو پکارے حمید نے کہا کسواسطے

شعر

یہ بحر جہان ہے اک گذرگاہ	جو دیکھا یہان وہ پھر نہ دیکھا

اگرشاہ اپنے مکان مین آیا مگر تحقیق حال مین متوحش اور بیتاب تھا تا رات دوسرے دن نسبت وزیر خدمت مین مشرف ہوا اگرشاہ نے چاندنی کی سی عجیب اور وہ ماجرائے غریب اس سے بیان کیا وہ بے اختیار مانند ابر بہار رونے لگا اور برق کی طرح تڑپنے لگا اگرشاہ نے کہا اے وفادار تو کیون روتا ہے اُس نے کہا

بیت

قابل گفتن نہین رازِ نہان	کیا کرون مین اپنی بدبختی عیان

بادشاہ نے اصرار کیا اور اپنے سر کی قسم دی بسنت نے عرض کیا کہ ایک مدت سے وہ پریزاد کہ نام اُسکا سرو آسا ہے مجھ پر عاشق ہے میری ملاقات کی حاضر و غائب شائق ہے وہ مرد کہن سال اُس صاحبِ جمال کا پدر ہے وہ بزرگوار مجھ سے آزردگی اور افسردگی طبیعت رکھتا ہے کہتا ہے کہ تیری نسبت بسنت سے ہرگز نہ کرونگا اسواسطے پری نے اپنا یہ حال بنایا ہے تاکہ لوگونکو اُس سے نفرت ہو کوئی طلبگار مناکحت نہ ہو شہزادہ اس بات کو سنکر خاموش ہوا بسنت کو رخصت کیا جوگی کے مکان سے اُٹھ کر اپنی تختگاہ مین آیا داد جوہرون کو داد دی ماں باپ کی طبیعت شاد کی شام کو بحسب معمول جوگی صاحب کی خدمت مین پہونچکر صحبت کیمیا خاصیت سے راحت اور سعادت حاصل کی۔

جانا اگر شاہ کا سرو آسا کے مُلک مین اور راضی کرنا اُسکو عقد پر پہلی صحبت مین

صبح ہوئی اگر شاہ گھوڑے کے پاس گیا دست شفقت اُسکے زانو پر پھیرا گھوڑے نے کہا اے بادشاہ آپ کو کچھ بسنت کی خبر ہے کہ اُسکی تقدیر سے کیا گل پھولا ہے جوگی صاحب نے کسی سے سن لیا ہے دروازے پر حکم پہونچا ہے کہ بے ہماری اجازت آمد و رفت سب کی مسدود ہو اور جو اغوا کرکے شہزادے کو کہین لیجاوے وہ مغضوب اور مردود ہے اگر شاہ نے کہا وہ مالک ہین مگر ہم خواہ نخواہ سرو آسا کے ملک مین جائینگے اُسکی تلاش مین خاک اوڑائینگے ہمارا رفیق اسکی مفارقت مین تباہ ہے گھوڑے نے کہا بسم اللہ آپ سوار ہو جیے حمید کو ہمراہ لیجیے مین آسمان کو طرارہ بھرونگا کسی کو مطلق خبر نکرونگا شہزادے نے وہی کیا گھوڑا اُسے سرو آسا کے ملک مین لے اُڑا

شعر

کبھی زمین پر اسکا قدم نہین لگتا	اسی سے اسپ فلک سیر نام ہے اُسکا

وہان پہونچکر کیا دیکھتا ہے کہ سرو آسا بشکل مادہ خوک بیٹھی ہے اور باپ اُسکا باشمشیر برہنہ اُسکے قتل پر آمادہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے بدبخت یہ برن جلد اُتار نہین تجھے ہلاک کرتا ہون سرو آسا نے کہا بسم اللہ یہی آرزو ہے یہ موت

تو جینے سے بہتر ہے یہ سنکر چاہتا تھا کہ غصہ سے تلوار لگائے کہ فوراً اگر شاہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے بزرگوار بس عجب ہے کہ باپ اپنی بیٹی کو بے گناہ قتل کرے اُس نے کہا یہ ننگ خاندان قابل گردن زدنی ہے باشاہ نے کہا یہ سچ ہے مگر یہ تیر عشق دل پر کھائے ہوئے ہے مرگ کو زندگی سے بہتر اور قتل کو حیات سے خوشتر سمجھتی ہے بیت

خم ابروے یار ہے جسکو تیغ | جھکاوے وہ گردن نہ کیون بے دریغ

اے بزرگوار باحمیت یہ کوچۂ عشق علیحدہ ہے اسمین کسی کا قابو نہین بلبل کو خیال کرو پروانہ کو دیکھو اور ہزارہا قصہ ہاے عشق سنائے شعر

عشق تا خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ | پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

اسکا انجام بُرا ہے اس خون ناحق سے عاصی و بدنام بلکہ رسواے خاص و عام ہوگے یہ سُنکر وہ مرد دیرینہ اُسکے قتل سے باز رہا اور پوچھا تم کون ہو کہان سے آئے ہو اگر شاہ نے کہا میرا عشق اس سے ہوا منصور شاہ کہ والی اُس مملکت کا ہے اُسکا فرزند ہون نام میرا اگر ہے سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا ہون اس نے کہا کسی رشک گل سے پیوند ہونا منظور ہے شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ حاضر ہون اس بات سے نہایت خوش ہوا پیغام شادی کا اگر شاہ نے قبول کیا سرو آسا سے کہلا بھیجا کہ اے نامراد ایک بادشاہ آدم زاد صاحب حسن و جمال ماہ پارہ قابل نظارہ تیری عقد مناکحت پر آمادہ ہے ابیات

نہین اس سے بہتر کوئی آدمی | یہ انسان ہے نوع بشر مین پری
بہت ہمنے انسان دیکھے مگر | ندیکھا اس انداز کا بھی بشر
پری ہے فرشتہ ہے یا حور ہے | جو کچھ ہے سو ہے دل کو منظور ہے

سرو آسا نے بعد تامل بسیار کے یہ جواب دیا کہ اپنی نظر مین بسنت کے سوا کوئی نہین سماتا شعر

فرشتہ وہ ہے تو کچھ آرزو نہین مجکو | وہ حور ہے تو نہین اُس کی جستجو مجکو

میرا یہ جامہ نہ اُترے یگا انشاء اللہ تعالیٰ اسی قالب مین جان دونگی شہزادے نے اسکی وفاداری پر تحسین و آفرین کر کے کہا اے بزرگوار اُسکے پیغام سے آزردہ نہو مجکو اختیار دے کہ مین خود اُس پری پیکر کو راضی کرون شیشہ مین اُتارون اُسنے کہا ازین چہ بہتر شہزادہ اُسکی خلوت سرا مین گیا الگ لے بیٹھا آہستہ کہا کہ

اے سرو آسا مین بھی تیری طرح سے عورت ہون ظاہر مین مرد ہون بسنت تجھے
اتحاد دلی رکھتا ہے اُسے بیقرار دیکھکر تجھ تک پہونچا ہون اسکے واسطے تجھے لیے
جاتا ہون یہ برن اُتار کپڑے بدل میرے ساتھ چل تجھے قسم ہے حضرت سلیمان ؑ
کی کہ میرا حال کسی پر ظاہر نہو سرو آسا اس مژدہ سے نہایت خوش و خرم
ہوئی مان باپ سے کہا مین نے ساری عمر آپ کو آزردہ رکھا گستاخی کی عذر
خواہ ہون میرا قصور معاف کرو جس سے چاہو منعقد کرو اختیار ہے مان
باپ اُسکے جواب باصواب سے شاد ہوئے اُسی دن شہزادے کے ساتھ اُسے
منعقد کیا پر وے چھٹ گئے دونون کو خلوت گاہ مین بھیجا **ابیات**

یہ صحبت تو البتہ دیکھی ہے کم	کہ بلبل سے ہو کوئی بلبل بہم
صدف کو صدف سے مقابل کیا	مزا دل کا بل بل کے حاصل کیا
پری فاختہ اور قمری اگر	وہی ایک کو کو ادھر اور اُدھر

سرو آسا بھی حسن مین کچھ کم نہ تھی گویا تخلیہ مین ستلے اوپر کی بہنین معلوم ہوتی
تھین اول شہزادے نے اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک سرو آسا سے بیان کی
اُس نے بھی بسنت کی حقیقت تپ فرقت کی مصیبت یرقان قبل از سابع کی
اذیت طلبیب جان سے بیان کی پھر سرو آسا نے اگر شاہ سے کہا میرے باغ مین
ایک حوض ہے اُس مین مرد نہائے تو عورت ہو جائے اور عورت نہائے تو مرد ہو
مزاج مین آئے تو آزمائش کیجیے اگر شاہ نے کہا حق تعالیٰ نے مجھے ہمت مردانگی
عطا کی ہے فضل خدا سے اکثر کام بن پڑے ہین کئی مہم میرے ہاتھ سر ہوئین
ہین باز اسطرح سے لایا گل بادشاہ کو پریون کی شادیان کین محض یہ عنایات
و فضل خدا ہے معاً اُس ذکر کے آواز آئی کہ سبحان اللہ رقیب شاد عاشق مغموم
وزیر کامیاب بادشاہ محروم اگر شاہ نے اُس آواز پر سرو آسا کو مخاطب نے
دیا اور اپنے دلمین کمال منفعل ہوا کہ یہ سب باتین گل بادشاہ نے میری ہی
زبانی سُنی ہون گی قصہ کوتاہ سرو آسا کو بڑی دھوم دھام سے اُسکے باپ نے
رخصت کیا اگر شاہ نے حمید سے کہا کہ تم آگے جاؤ بسنت کو یہ مژدہ سناؤ
جب سرو آسا کا آنا اُس عاشق نے سُنا قمری کیطرح کو کو کہتا ہوا دوڑا راہ مین پایا

اگر شاہ کے تصدق ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا **شعر**

تمام عمر کو اپنا مجھے غلام کیا | کبھی کسی سے نہ ہوتا جو تمنے کام کیا

شہزادہ نے کہا اے عزیز تیرا رنج ناگوار ہوا حق تعالٰی نے مجھے تیری مدد کی توفیق دی سرو آسا حاضر ہے خدا تجھکو مبارک کرے بسنت سرو آسا کو ساتھ لیکر اُدھر روانہ ہوا یہ جوگی صاحب کی خدمت مین آیا اُسنے کہا اگر صاحب اب تمھاری حرکات سے مین نہایت آزردہ ہوتا ہون مفارقت اور مہاجرت کے صدمے سہتا ہون شہزادے نے کہا آپ کا ارشاد بجا لاؤنگا جوگی نے اپنے وزیر کو کہ نام اُسکا بوقلمون عقل و فراست مین افلاطون تھا ارشاد فرمایا کہ ایک کارنامہ جسمین یہ مہمات مندرج ہون لکھکر قلعہ کے دروازے پر لگا دو تاکہ اُسکا اشتہار چارسو عالم مین ہووے بوقلمون حسب ارشاد عمل مین لایا۔

بڑھی پہنانا گل بادشاہ کا اگر صاحب کو سوداگر بنکر شہر خشخاش مین

اگر شاہ مہمات سلطنت مین مصروف تھا گل بادشاہ ایک مرد مسن و باریش سفید بنکر جامہ پہن کر پگڑی اور ٹپکہ بہت بھاری باندھ کر ملک التجار کی صورت در دولت پر حاضر ہوا بعد عرض ہونے کے اجازت باریابی کی حاصل ہوئی اُس سوداگر نے کہ گوہر اشک اور عقیق جگر اپنا بیچنے آیا تھا پہلے اپنے مشتری کے یاقوت لب و دہان اور الماس پارہ ہاے دندان کو خوب پرکھا پھر صندوقچہ سے ایک بڑھی بیش قیمت کہ ہر گوہر اُسکا چمک دمک مین گوہر نایاب تھا نکال کر پیشکش لایا بادشاہ نے کہا قیمت اسکی کہو سوداگر نے کہا پہلے قبلۂ عالم اسے آراستگی سے آبرو بخشین اگر درست و زیبا ہو تو قیمت اسکی عرض کیجائے بادشاہ نے بسم اللہ کہہ کر اُسے حمائل کیا پسند فرمایا سوداگر نے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو غلام گوہر سخن کو آہستہ صدف گوش مبارک مین پہونچائے بادشاہ نے گوشۂ ابرو سے متصل بلایا سوداگر دعائین دیتا ہوا قریب سے قریب

پہونچا اور گوش مبارک مین کہا کہ حضرت نے جو احوال نہانی اپنا سر و آسا سے بیان فرمایا یہ غلام پردہ سے لگا ہوا سب باتین سُنتا تھا اگرچہ پہلے سے ثابت تھا کہ آپ کے گوہر ناسفتہ کو سوزن الماس کی حاجت ہے مگر اُس روز سے یقین کلی ہوا یہ بدھی رسم کی حاضر ہے مبارک ہو اس بات کے سُنتے ہی شہزادہ کا عارض الماس رنگ کلام عکس سے گلرنگ ہوگیا سوداگر غائب ہوا اگر شاہ درہم و برہم ہوکر اُٹھ گیا جوگی صاحب نے بدھی کو اُسکے گلے مین دیکھ کر کہا اگر کسی کی چیز لائی ہوئی ہین لینا مناسب نہین شہزادے نے وہ بدھی گلے سے دور کی

شعر

عبث ہی بھیجنا میری کلرت سے ہار اُس گل کو	وہ زیور اور پہنے گا مگر اُسکو نہ پہنے گا

عاشق ہونا محمود وزیر کا خواہر گل بادشاہ گلنار پری پر اور راضی کرنا لعل شہزادے کا لال دیو کو اُسکی مواصلت پر

یہان سے احوال محمود وزیر کا سنیئے ایک دن لعل شہزادہ محمود کو اپنے ساتھ لیکر بالاخانہ پر گیا سیر کرتے کرتے کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت خوانچہ سر پر رکھے ہوئے باد تند کے مانند چلی آتی ہے ایک جگہ پر ٹھہری ادھر اُدھر دیکھ کر تختہ اُسکا اُٹھایا اندر گئی بعد دو گھڑی کے خوانچہ خالی لیکر پھری **ابیات**

ہوا آمد و رفت سے یہ عیان	کوئی سر حکمت ہے پوشیدہ یان
نہین آمد و رفت وہ بے سبب	وہ ہے کچھ نہ کچھ ماجرائے عجب
وہ کیا دیکھتی تھی ادھر اور اُدھر	پھری جلد وان سے وہ کیون اسقدر

لعل شہزادہ نے کہا **شعر**

چلو دیکھین یہ ماجرا کیا ہے	اس نہان خانہ مین دھرا کیا ہے

محمود نے کہا جانے بھی دو شہزادہ نے نہ مانا وہان آیا تختہ اُٹھایا اُسمین ایک دروازہ مرصع خوش اسلوب پایا اُسے مفتاح شوق سے مفتوح کیا دیکھا ایک مکان مختصر خوشتر و بہتر صحن اُسکا مسطح و برابر اُسمین تخت زرنگار پہ ایک پری خوبصورت خوش جمال مہر تمثال بارھوان یا تیرھوان سال

مسند پر تکیہ دیے بیٹھی ہے قرآن مجید کی تلاوت مصحف رُخ کی صحت کر رہی ہے دیکھتے ہی محمود وزیرزادے کا دل پارہ پارہ ہوا یہ شعر ناسخ کا پڑھ کر مُنھ کے بل گرا

شعر

جھکی رہتی ہیں پلکیں ہر سجدہ طاق ابرو میں	لکھا ہے آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو میں

پری زادے نے اپنی رُسوائی کے واسطے محمود کو مصحف رُخسار کی ہوا دی سورۂ جلال کو پانی پر پڑھ کے دَم کیا اُسے پلایا ہوش میں آیا آنکھ کھول کر دیکھا کہ گود میں لعل شہزادے کے سر اسکا ہے پری کچھ کچھ دُعائیں پڑھ رہی ہے اس خوشی سے از خود رفتہ ہوا پری نے شاہزادے سے کہا اللہ اسکو میرے مکان سے اُٹھا لے جاؤ میں کس و ناکس میں بدنام بلکہ رُسوائے عام ہونگی

ابیات

مجھے عشق کے نام سے ننگ ہے	کہ ناموس شیشہ ہے یہ سنگ ہے
نہ میں بوالہوس ہوں نہ میں عشق باز	نہیں جانتی میں نشیب و فراز
اس آلودگی سے کرو مجکو پاک	نہیں کرتی ہوں آپ کو میں ہلاک

شہزادے نے کئی بار اُسکو پکارا بارے ہوش میں آیا یہ اشعار زبان پر لایا۔

ابیات

اس خاک سے مجھے تو اُٹھایا نہ چاہیے	کہتا ہے دل یہاں سے تو جایا نہ چاہیے
اُسکے خیال میں مری آنکھیں سوئی ہیں بند	یہ خواب خوش ہے مجکو جگایا نہ چاہیے
دیتا ہے اپنے مصحف عارض کی وہ ہوا	منھ اپنا اُس طرف سے پھرایا نہ چاہیے

شہزادہ نے چار و ناچار دوش پر اُسے اُٹھایا اپنے مکان میں لایا لال دیو نے سُنا شہزادہ کہ وزیر بیمار ہے وہ اُسکے لئے بیقرار ہے عیادت کے لئے آیا حال اُسکا دگرگون پایا قیاس و تمیز سے دریافت کیا کہ یہ کسی پری کے شعلۂ رُخ اور نظارۂ زلف سے سوزان و پریشان ہے مگر یہ نہ جانا کہ ہماری شمع کا پروانہ ہے یعنے گلنار کے عشق کا دیوانہ ہے ہزار ہزار عمل لاکھ لاکھ افسون پڑھے اُسکی طبیعت کی وحشت نہ گئی

شعر

کب درد کی میں اپنے تدبیر نہیں کرتا	نسخہ تو کوئی اُس کو تاثیر نہیں کرتا

جسپہ وہ از خود رمیدہ دام تدبیر سے رام نہ ہوا شہزادے نے لال دیو سے کہا

میری زندگانی کا باعث یہ یار جانی ہے اگر اُس کے دشمنون کو کچھ ہوا مین
بھی اپنے تئین ہلاک کرون گا دیو نے کہا میری تدبیر اسیر کار گر نہین ہوتی
جو تم کہو سو کرون شہزادہ نے کہا آپ اس کو اپنی غلامی مین قبول کیجے گلنار
کے عشق نے جلایا ہے اسکی زُلف کے پیچ مین آیا ہے دیو نے افعی کی طرح
پیچ وتاب کھایا مگر حرف انکار زبان پر نہ لایا شہزادہ سمجھا کہ اب یہ رضامند
ہے قریش کی خدمت مین لے گیا کوئی دقیقہ منت والحاح وخوشامد وچاپلوسی
کا فروگذاشت نہ کیا قریش نے نہایت غصہ وطیش کھایا برہم ودرہم ہوئی گھڑ
بھڑ کا اور کہا سبحان اللہ یہ ہوا ہے نہ ہوگا زمین وآسمان ایک کرونگی وزیر کوکہ
بمنزلہ خادم کے ہوتا ہے گل کی بہن نہ دونگی اسکی پاپوش پر سے مرزا محمود
صدقے اُتارے تھے پھر اس طرح کا کلام سنونگی تو بری طرح پیش آؤنگی
شہزادہ اُس جواب صاف سے رونے لگا گل بادشاہ نے کہا اے امان جان
مجھے شہزادہ کا رنج نہایت ناگوار اُسکا ملال خاطر پر بار ہے محمود اور یہ ایک
جان دو قالب ہین یہ مطلوب وہ طالب جس طرح محمود سے محبت اسے ہے
اُس سے مجھے ہے اگر اسکو صدمہ پہونچا مین بھی نہ جیون گا سوا اسکے نجوم سے
بھی دریافت ہوتا ہے کہ اِس مشتری کا اُس ماہ سے ہمقرین ہونا ہے
قریش نے تامل کے بعد نعل شہزادے سے کہا کہ خیر تمھاری خاطر سے
ناگوار کو گوارا کرتی ہون گل بادشاہ کی نازک طبعی سے ڈرتی ہون شہزادہ
گل کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر آیا گل نے سُنا کہا تیرا کہنا ہمین سب طرح منظور ہے
مگر صد حیف تجھے میرے حال کی مطلق خبر نہین میرے رنج وملال کا ذرا اثر
نہین ہے سچ ہے دگر دگر جگر جگر محمود کی بیقراری دو دن نہ دیکھ سکے ہماری
کبھی بات نہ پوچھی شہزادے نے کہا اگرچہ مین بھی یہ جانتا تھا **ابیات**

کسی کے عشق مین سرشار ہے تو	کسی کی چشم کا بیمار ہے تو
تجھے سودا ہے اک زلف سیہ کا	تو ہے کشتہ کسی تیغ نگہ کا

مگر پاس ادب سے پوچھ نہ سکتا تھا اپنا ملال مجھ سے بیان کیجے جان تک
دریغ نہین ہے گل بادشاہ بے اختیار ہوکر رونے لگا اور یہ کہا کہ محمود کی

بہن نے اپنی زلف سے مجھے مار رکھا ہے اُس اگر کے واسطے عود و اگر کی طرح جلتا ہوں شمع صفت افروختہ رہتا ہوں شہزادہ ہنسا اور کہا عوض معاوض گلہ ندارد خاطر جمع رکھئے انشاء اللہ تعالےٰ وہ آپ کے ہاتھ آویگی القصہ شہزادے نے ہر ایک کو رضامند کیا محمود کو پیام وصل سے خرسند کیا **بیت**

پیامِ وصل جب اُس کو سُنایا	تب اُس خودرفتہ کو کچھ ہوش آیا

الغرض تدبیر شادی کی شروع ہوئی **بیت**

وہ سامان عروسی گر رقم ہو	تو میرے ہاتھ میں بیخود قلم ہو

ساعت سعید میں محمود وزیر کو دولھا بنایا اور گلنار کو دُلھن بنا کے محمود کے ساتھ منعقد کیا اُس محمود عاقبت نے شمع وصال اُسکی سے آتشِ اشتیاق کو سرد کیا جب وہ مجلس شادی برخاستہ ہوئی بعد فراغت جواہر اور منوچہر گل بادشاہ کے وزیر اگر صاحب کی مجلس میں مشرف ہوئے ارشاد ہوا کئی روز سے کہاں تھے اُنھوں نے کہا ہماری سرکار میں تقریب عروسی تھی محمود وزیرزادہ کا گلنار پری سے کہ بیٹی لال دیو کی اور گل بادشاہ کی بہن ہے نکاح ہوا بعد فراغت کے ہم باریاب ہوئے ہیں اگرشاہ نے اُس داستان کو کان بھر کر سُنا اور وزیروں کو اِس خوشخبری کے عوض انعام و اکرام اُنکے لائق عطا کیا

ملاقات ہوئی لعل شہزادہ اور محمود وزیر کی منصور شاہ اور خوش حال وزیر سے اور نسبت ہونی گل شاہ کی اگر صاحب کے ساتھ اُنکی تدبیر سے

نقاش نگارستانِ محبت نے اِس داستان مواصلت کو اور صفحۂ بیانِ ملاقات لعل شہزادہ کے منصور شاہ سے اور محمود کی خوشحال سے اس طرح کھینچا ہے جبکہ کمال اشتیاق اور دردِ فراق اگرشاہ سے حال گل بادشاہ کا نہایت تباہ ہوا **شعر**

شرر شعلۂ پُرخطر ہو گیا	بھڑک کر چراغ سحر ہو گیا

لعل شہزادے نے کہا کہ میری عقل مین کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین کہ مجھے اور محمود کو اپنے ساتھ لیکر حضرت جناب قبلہ گاہی کی ملاقات کو چلیئے وہ ہمارے دیدار سے جان تازہ پائین گے جو کچھ آپ کہین گے بسر و چشم بجالائین گے اور مین آپ سے یہ عہد کرتا ہون کہ تا بہ زندگی طوق بندگی گردن سے جدا نہ کرونگا اور حضرت سلامت کو رنج مہاجرت مین مبتلا نہ کرونگا چار و ناچار لال دیو نے تیاری اُدھر کے چلنے کی جلوس بیشمار بہم پہونچایا ماہ پرور کو پالکی پُرتکلف مین گلنار کو محافہ مین بٹھایا محمود کا شہزادہ نے ہاتھ مین ہاتھ دیکر بڑے کروفر سے شہر ختشخاش کی طرف بتعجیل تمام پہونچایا تمام شہر دیو پری کی کثرت سے معمور ہو گیا منصور شاہ بہت گھبرایا وزیر خوشحال کو یاد فرمایا جب وہ حاضر ہوا ارشاد کیا کہ اے خوشحال تعجب ہے کہ یہ غنیم بخوف و بیم ہمارے ملک مین داخل ہوا تم نے ہمین آج تک اطلاع نہ کی اسکا کیا سبب ایسی غفلت کی وزیر نے کہا حضرت کا فرمانا بجا ہے لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر شاہراہ ممالک محروسہ سے نہین آیا کس واسطے کہ افواج شاہی جابجا نظم و نسق پر متعین ہے خواہ مخواہ معرکہ آرائی ہوئی مقابلہ ہوتا کو سون کا کھیت پڑتا یہ لشکر قوم جنات سے معلوم ہوتا ہے کہ آفت آسمانی کی کس کو خبر ہو یہ راز کیونکر کھلے بادشاہ وزیر مین یہ گفتگو تھی کہ دفعۃً ایک تخت ہوا سے زمین پر اُترا لعل شہزادہ محمود وزیرزادہ دونون اُسپر دکھائی دیے جلد جلد اُترکر کے بادشاہ کے قدمون پر گرے بادشاہ حیرت مین آگیا کہنے لگا یہ غفلت ہے کہ ہوشیاری خواب ہے کہ بیداری

ابیات

کہان یہ مقدر کہان یہ نصیب
کسے بخت خفتہ سے تھی یہ اُمید
مقدر مرا ایسا یاور ہوا
بغل مین لیا اور رویا بہت
کبھی اُسکی آنکھون سے آنکھین ملین
کبھی ہائے بیٹا کبھی ہائے لال

وقوعات ہین یہ عجیب و غریب
کہ پھر ہوگی روشن یہ چشم سفید
ہم آغوش مجھ سے یہ دلبر ہوا
کہا بخت سے چونک سویا بہت
وہ آنکھین جواندھی تھین روشن ہوئین
شکایت بہت کی حلے الاتصال

بیٹے کو گلے لگایا سینہ داغدار دکھایا ادھر اُدھر رونے کا ایک تار یہ مضطر وہ
بیقرار مادر یہ خبر سُنتے ہی خود رفتہ ہوئی ایسی دوڑی کہ گر پڑی لعل کو دامن
میں لیا دِل کو ٹھنڈا کیا سیل اشک سے پانوٗن کی گرد چھڑائی کلیجہ کی آگ
بجھائی دل سب کے شاد دونون گھر آباد ہوے جو جو کہ مرادین اور منتین مانی
تھین وہ کین وزیر خوشحال نے عجب ایک حسرت سے محمود کو گلے لگایا آنکھون سے
دریا بہایا ہر ایک نے بیٹون کے آنے سے جان تازہ پائی جو آرزو تھی وہ برآئی
دونون طرف مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی لعل شہزادہ کے ماں باپ
ماہ پرور بر ہالہ محمود کے والدین گلنار پر پروانہ محلون مین رت جگے ہوے
پیر دیدار کے کونڈے بی بی کی صحنک بی آسا کا کا ساترت بھرت کی پڑیاں
جناب مشکلکشا کے دونے دیے ہر جگہ سامان جشن مہیا ہوئے وقت شب
شہزادے نے منصور شاہ سے قصہ اپنے شکار کا اور سلوک لال دیو کا افسانہ
ماہ پرور اور گلنار کا کل بیان کیا لال دیو کو بلوایا ماں باپ سے ملاقات
کروائی اُسکی مروّت اور محبت کی اپنے پدر بزرگوار سے تعریف کی کہ مین نے
اس پدر مہربان کی بدولت کوئی تکلیف نہین اُٹھائی بادشاہ نے کہا تم نے
اُنکی بدولت آرام پایا اُنھون نے آپکی نعمت دیدار سے حظ اُٹھایا ہمنے رو رو
کے آنکھون کو کھویا خیر جو مقدر مین تھا وہ ہوا ہزار شکر کہ خدا نے پھر آج ہمین
زندہ کیا القصہ دیو تو وہان سے اُٹھکر اپنی فرودگاہ مین آیا شہزادہ نے عاشق
ہونا گل بادشاہ کا اگر صاحب کے اوپر ظاہر کیا بر سبیل تذکورہ یہ بھی کہا کہ حضرت
کو میرا حاضر رہنا منظور ہے تو وزیر کی بیٹی کو اُس سے منسوب کیجئے والا یہ
غلام خدمت سے معذور پاس رہنے سے مجبور ہے کوئی صورت قدمبوسی
کی اس کے سوا نہین نکلتی بادشاہ نے کہا اسکی جوانمردی شہرۂ آفاق ہے
منظور نہین کہ اُسکے خلاف مرضی وقوع مین آوے شہزادے نے کہا قبلۂ عالم کا
دِل نسبت پر مائل نہین ہے وہان سے اُٹھکر وزیر کے مکان مین آیا محمود وزیر
کی سرگزشت گل بادشاہ کی حقیقت کو مفصل بیان فرمایا مطلب پر سخن کو لایا
وزیر نے کہا اے شہزادہ اُسکے باعث سے اسکی مشکل آسان ہوئی انصاف

چاہتا ہے جس طرح یہ مطلب و مراد کو پہونچا گل شاہ بھی کامیاب ہون لیکن اِس نسبت مین عذر چند در چند ہین اوّل تو یہ کہ وہ ہمارے دست قدرت مین نہین اکثر مُلک تمھارے بعد اُس نے فتح کئے ہین اب وہ کسی کے محکوم ہونے سے ننگ و عار رکھتی ہے دوسرے یہ جوگی اُس سے بہت مالوف اور اُسکی دلجوئی پر مصروف بلکہ سر انجام ہونا اس بات کا اسکی رائے پر موقوف ہے تیسرے یہ کہ وہ جوگی مرتاض ہے سب دیو پری مین ممتاز ہے ایسا نہین کہ لال دیو اُسکا کچھ کر سکے چوتھے یہ کہ شرعًا بھی وہ عاقلہ بالغہ خود ممیز و ممتاز ہے لیکن تمھارے کہنے سے کچھ رسوم نسبت کی درمیان مین آئیگی ہرگاہ اُسے راضی پاؤنگا عقد کردونگا تب شہزادے نے کہا یہی مناسب ہے وزیر نے لال دیو اور گل بادشاہ کو اپنے روبرو طلب کیا پان کا بیڑا کھلایا امام ضامن کا روپیہ بازو پر باندھا پھر یہ التماس کیا کہ ہماری آرزو یہ ہے کہ محمود کا بیاہ دوبارہ کرین آپ گلنار کو اپنے ساتھ لیجاوین فلانی تاریخ ہم اسے دولھا بناکر لائینگے لال دیو گلنار کو ساتھ لیکر رخصت ہوا۔

دوبارہ شادی ہونا گلنار اور محمود کی اور بستر یک ہونا منصور شاہ اور خوشحال اور اگر صاحب کا برات مین

جب لال دیو اور گل بادشاہ اپنے مُلک مین آئے محفل شادی ترتیب دی تیاری قرار واقعی کی جا بجا رقعہ بھجوائے مہمان بڑے کر و فر سے آئے جوگی صاحب کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا برادر صاحب مشفق بندہ آپ کے بھتیجے کی شادی قرار پائی ہے آپ بھی مع صاحبزادۂ عالی وقار اور ازواج عصمت شعار رونق افروز بزم عروسی ہون جوگی نے اوّلاً انکار کیا اگر شاہ نے کہا اِس مجلس سے کنارہ کش رہنا صلاح وقت نہین محمود میرا برادر حقیقی ہے خلق کیا کہے گی جوگی نے کہا بسم اللہ جو کچھ مناسب ہو کہلا بھیجو شہزادہ نے جواب مین کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ بروز معہود بستر و حشیم حاضر ہونگے بعد اسکے اگر شاہ نے بسبب قرب مکان کے شادی محمود کی جوگی صاحب کے مُلک مین قرار دی

وزیر بوقلمون کو حکم دیا کہ یہان سے دُلھن کے مکان تک فرش بوقلمون خیمہ ہاے
گوناگون استادہ ہون اُنمین چوکی پہرہ رہے اور سب سامان عیش و عشرت
کا مہیا اور آمادہ ہو **بیت**

کہین بادلہ ہو شجر کہین	فلک کے مقابل ہو روے زمین

روشنی سے ٹھاٹھ کر جائین جھاڑ جھنکار اُکھڑ جائین شبہاے تیرہ مثل
روز روشن دشت گلشن بیابان وادی ایمن ہو جائے ارباب نشاط
بے حساب فوج مسلح ہمراہ رکاب غریب غربا ننگے بھوکے فیض شاہ سے
کامیاب ہون خبردار خبردار کوئی دقیقہ انمین فروگذاشت نہ کرنا جو چیز دمڑی
کی ہو اُسے ہیا دیکے لینا کسی کو آزردہ خاطر نہ کرنا پھر شہزادے نے اپنی
مُنہ بولی بہنون کو طلب کیا شہر یار جواہر نسبت نے بڑی دھوم دھام نہایت
اِزدہام سے روانہ کیا شہر خشخاش کے بھی سب مہمان جمع ہوئے سامان
عیش و نشاط کا مہیا سب رسوم بڑے سامان سے عمل مین آئے دِن
برات کا آیا بساعت سعید محمود کو نوشاہ بنایا منصور شاہ نے اپنی گود مین
بٹھایا مع چارون وزیرون کے خوشحال تھا اگر شاہ جوگی صاحب کے ساتھ
ہاتھی پر سوار چارون محل ہمراہ جوگی صاحب کے جواہرات لٹاتے ہوئے
برات لے چلے آمد آمد سُنکے پیشوائی کے واسطے لال دیو مع لعل شہزادہ بڑے کروفر
سے موافق رسم عادات شہر کے پریزادون کے ساتھ آیا **شعر**

یہ کثرت ہوئی جن و انسان کی	ہوئی تنگ وسعت بیابان کی

گل بادشاہ اگر صاحب کی مواصلت سے شادان لال دیو منصور شاہ
جوگی صاحب کی مشارکت سے خندان القصہ برات روانہ ہوئی روشنی نے
شب تیرہ کو دن کیا آتشبازی کے شور نے شور محشر خاطر سے بھلایا ارباب نشاط
کے تخت رواں بیشمار مطرب و قوال ہزاران ہزار اور جلوس کا سامان کہانتک
بیان ہو برات دُلھن کے دروازے پر آئی ہر ایک نے اس کشمکش سے
راہ پائی دولھا کو ہاتھی پر سے اُتار کر تخت شاہی پر سوار کیا مشت مشت
زر عقد عقد جواہر سلک سلک گوہر دولھا پر نثار کیا صغیر و کبیر بادشاہ وزیر

اس کے جلوس مین چلے آئے مسند دامادی پر بٹھایا شربت پلایا ہار دیے سمدھی سمدھی ملے آپسمین مصافحہ اور معانقہ ہوا گل بادشاہ نے کہا عمو لیضا مین بھی اُمیدوار ہون جوگی نے کہا آؤ بابا اگرشاہ سمجھا کہ اس فیلسوف نے یہ حیلہ مجھ سے ہم بغل ہونے کے واسطے اُٹھایا اگرشاہ وہان سے ٹل گیا گل شاہ جلدی جلدی جوگی صاحب سے ملکے اگرشاہ کے پیچھے بے تابانہ دوڑا اگرشاہ جُھک کے سر کو سینہ پاس لیجا کر جلدی سے ہٹ گیا گل بادشاہ کہنے لگا کبھی تو سینہ صاف ملیے شہزادہ نے ہنس دیا گل بادشاہ نے بڑی جرأت کر کے ہاتھ مین ہاتھ لیکے آگے بڑھایا خوب چمٹایا آئینہ کو آئینہ سے ملایا کان مین جُھک کر کہا خدا یہ دن ہمکو بھی نصیب کرے گلنار کا جھوٹا پانی پی لینا کہا اے دیو کیون دیوانہ ہوا ہے وہ محمود ہی تھا جس نے تیری بہن کو قبول کیا مین تو قریش پر نہ تھوکون دو دو باتین رمز کنایہ کی آپسمین ہوئین اگرشاہ دولہا کے پہلو مین جا بیٹھا اگ رنگ ہونے لگا گل بادشاہ کی نظر اگرصاحب پر جا پڑی دیکھا کہ خواب آلودہ ہے جوگی صاحب سے گل بادشاہ نے کہا اگرصاحب بے چین ہین بہتر ہے کہ یہ آرام کرین بعد تامل کے جوگی صاحب نے کہا اچھا شہزادے کو اسکی خوابگاہ مین سُلایا گل بادشاہ کبھی اسکی صورت دیکھتا تھا کبھی تلوے اپنی آنکھون سے ملتا تھا کبھی گرد پھرتا تھا تصدق ہوتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا

ابیات

مرمن بسر از مستی لب ترت قسم کہ امشب
تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان

از تو دیدہ ام ادائی کہ تو ہم ندیدہ باشی
کف پات بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

کچھ دل مین آئی اگرشاہ کی تلوار بغل سے اُٹھائی شہزادہ جب بیدار ہوا سمجھا کہ یہ کام گل کے سوا دوسرے کا نہین کہلا بھیجا کہ میری تلوار بھیجدو گل بادشاہ دوڑا آیا ہنستا تھا کہتا تھا سبحان اللہ واہ واہ ایسا سوئے کہ اپنی چیز بست کی خبر نہ رہی تلوار کے اُٹھانے سے ایسا تیز ہوئے میان سے باہر ہوئے اگر کسی اور چیز پر قبضہ کرتا تو اپنے دُشمنون کو جوہر کرتے آپ تو کہتے تھے ہم بڑے سپاہی ہین شہزادہ نے کہا بس مجھے چھیڑ چھاڑ کی باتین خوش

نہین آتین قصہ مختصر شہزادہ مجلس مین تشریف لایا نکاح ہوا مبارک سلامت کا غلغلہ پڑ گیا دلہن کے رخصت کی تیاری ہونے لگی **بیت**

دکھایا چرخ نے اک تازہ نیرنگ	کہ یہ نیرنگ سازی مین ہے یکرنگ

ہنوز برات رخصت نہ ہوئی تھی کہ خبردار نے آکر شہزادہ سے گذارش کیا کہ آپ کے ماموں کے شہر پر غنیم چڑھ آیا ہے اُس ملک کو تاخت تاراج کیا چاہتا ہے۔

جانا اگرشاہ کا اپنے ماموں کے ملک مین اور فتح کرنا اُس لڑائی کا فضل خدا سے

ادھر سامان رخصت کا درپیش تھا کہ اگرشاہ جوگی کی آنکھ بچا کر گھوڑے پر سوار ہو کر طرفۃ العین مین منزل مقصود پر پہونچا ماموں سے ملاقات کی تسلی و دلاسا دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک میدان داری مین لڑائی فتح ہو جاویگی یہ کہنا تھا کہ ایک جوان ماہ تابان نظر آیا استفسار فرمایا عرض کیا کہ آپ کے ماموں کا فرزند ارجمند ہے اُسے چھاتی سے لگایا بعد اُس کے مردانہ و شیرانہ حریف سے ہم نبرد ہوا لوہا اسکا اسکی برق تیغ سے سرد ہوا چوگان اقبال سے گوئے فتح کو اپنی طرف غلطان دشمن کو گریزان کیا حریف نے ناچار ہو کر امان چاہی اُس شہنشاہ تاج بخش سے امان پائی گستاخی کی عذر خواہی کی اُسے رخصت کیا اُدھر فتح کے شادیانے بجے ادھر اگرشاہ کے گم ہونے سے نوبت سینہ زنی کی تھی **ابیات**

ہوئی بزم ماتم وہ بزم طروب	پریشان و حیران تھے سب کے سب
کرون حالت گل کا کیا مین بیان	مصیبت کا اُس پہ گرا آسمان

سب کے سب غمناک گریبان چاک بیٹھے تھے کہ شاہزادہ عالیشان سرمایۂ عاشقان نمایان ہوا آمد آمد سے ہر تن بیجان مین گویا جان آئی گویا شمع رخسار پر پروانون کا ہجوم تشریف لانے کی دھوم ہوئی سب نے اپنے اپنے قرینہ پر حال پرسی کی اگرشاہ نے وہان جانے کا احوال اور سرگذشت جنگ و جدال

مجملاً بیان کر کے ایک نامہ وزیر خوشحال کو دیا اُس کے برادر نسبتی نے لکھا تھا کہ
نامہ برادر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ الحمد للہ والمنۃ کہ اگر شاہ کے اقبال سے
دشمن قوی دست پر فتح پائی ریاست رفتہ ہاتھ آئی خدا اس بلند اقبال کو
سلامت رکھے اسکی شجاعت اور جوانمردی کا بیان کرنا سراسر فضول ہے
فقط جب وہ خط بادشاہ نے وزیر سے سُنا اگر شاہ کو چھاتی سے لگایا مگر
جوگی نے بہت غصّہ فرمایا کہ مین نے تم کو ہزار بار منع کیا ہے کہ ایسے امور مین
بغیر اطلاع کے جرأت نہ کیا کرو تم نہین مانتے ہو لال دیو اُس خط کا مضمون
سُنکر اپنے دل مین کہنے لگا تعالیٰ اللہ جو دختر کہ جوانمردی پر اپنی اس قدر
نازان ہے یہ کیونکر گلُ کے ہاتھ آئیگی اُس روز برات کا رخصت ہونا موقوف
رہا شہر مین گشت کر کے دُلھن کو محل مین لا اُتارا مجلس عشرت کو بدستور
ترتیب دیا اگر شاہ اُس مجلس سے اُٹھا گلُ بادشاہ نے کہا اے شہزادہ
ہمارے باغ مین ایک ایسا طلسم ہے کہ کبھی تم نے نہ دیکھا ہوگا اگر آپ کو میرے
ساتھ چلنے مین دغدغہ ہے اکیلے جائیے اُسے دیکھ آئیے شہزادہ نے اس
بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور اُسے غافل کر کے سیر باغ کو گیا وہ شیفتۂ
عاشق بھی نظر بچا کے وہان جا پہونچا اور اپنے سر کو اُس کے قدم پر رکھ کر
رونے لگا اُس کے احوال زار پر اگر شاہ کے دل مین رحم آیا طلسم کو مفتاح
زبان سے کھولا کچھ ہنسا بولا اپنے ہاتھ سے سر اُسکا قدم پر سے اُٹھایا باتین محبت آمیز
کرنے لگا اُس جسم بے جان مین جان آئی طائر شوق نے حوصلہ کی جرأت پائی
کہنے لگا اپنی خیرات ایک بوسہ دے ڈالیے اُس نے کہا منھ لگانا بھی قباحت ہے
کتنا کم ظرف پست ہمت ہے آخر گلُ بادشاہ دوڑ کر بے اختیار لپٹ گیا
ہم آغوشی اُسکی طبیعت نازک پر بہت ناگوار ہوئی پسینے مین تر عرق خجالت
سر بسر خیر بہر صورت دامن عصمت کو آلودگی سے بچایا مجلس مین آیا جوگی صاحب
نے کہا تمھارا چہرہ بہت متغیر ہے اُس نے کہا روشنی کی گرمی سے عرق عرق
ہوا ہون اتنے مین حمید نے عرض کیا آپ کے ماموں صاحب مع اہل و عیال
تشریف لاتے ہین مگر ابھی دور ہین شہزادہ جلدی اُٹھا اُدھر روانہ ہوا اِتفاقاً تو

اور زلیخا سے ملاقات کی محفل مین لا بٹھا یا افلاطون اُس نے قدم بالا پر
دھیدم نگاہ کرتا تھا شہزادے نے پوچھا آپ مجھے گھڑی گھڑی کیا دیکھتے
ہین کہا آج تمھارا دولہا ہونا ساقہ مجھے دراز معلوم ہوتا ہے اسمین کیا راز ہے
شہزادہ ہنسا اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا زلیخا اُس غیرت یوسف کو دیکھ کر
کہنے لگی ہزار حیف بازست و طعمہ نیست شہزادہ نے یہ بات اپنے جی مین کہی
ہر وقت شہباز عقل کو طعمہ کی تحقیق پر لگایا مگر شکار مدعا نہ پایا دو دن اسیطرح
کا سامان عیش و نشاط مہیا رہا تیسرے دن چوتھی کھیلنے کی تیاری ہوئی۔

روانگی چوتھی کی دُلھن کے گھر سے اور جُدا ہونا گل بادشاہ کا اگر صاحب سے

میوے اور ترکاری جواہر نگار خوانون مین آنے لگے پریون کے غول مہمانون
کے ہجوم بہت تھے غرض دولہا کو چوتھی کھیلنے کے واسطے محل مین بُلایا
دُلھن کو پہلو مین بٹھایا باغبان فلک ترنج ماہتاب اور چھڑیان شعاع کی طبق
زرین مین لایا ادھر اور اُدھر سے سب پریزادان نازنین چوتھی کھیلنے پہونچین
ہر چہار طرف سے پھولون کی بوچھاڑ چھڑیون کی مار مار ہونے لگی محمود کا لعل شہزادے
سے اگر اور گل کا سامنا قریش کا اور دولہا کی مان کا مقابلہ ہوا گل بادشاہ
گلاب کا پھول بھی آہستہ سے اگر شاہ پر پھینکتا تھا وہ اُس سے بھی اپنے تئین بچاتا
تھا نارنج پستان کو ہر ادا سے چھپاتا تھا گل بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ اس بہانہ
ہاتھ سینہ تک پہونچائے نہ پہونچا مجبور ہو کر یہ شعر پڑھا شعر

سمجھے ہاتھ رکھنے دیجئے نارنج لیتا نہیر	فراموش آپ جلتین گئے دوگانہ یہ نیا اچھل ہے

اگر شاہ نے یہ سُنکر قابو پاکر ایک ترنج گل کے سینہ پر ایسا مارا کہ چہرہ کا رنگ زرد
ہو گیا سنبھلا نہ تھا کہ ایک چھڑی زور سے لگا کر کہا لو یہ بدھی بھی مدت تک گلے
کا ہار رہے گی لال دیو نے یہ دیکھ کر سمدھی سے کہا کہ شہزادے کو منع کرو ایسا نہو
کہ انھین کی طبع نازک پر کچھ ملال آئے چوٹ کسی کے زیادہ لگ جائے آخر الامر
سب نے چوتھی کھیلنے سے فراغت پائی رخصت کی تیاری ہوئی گل بادشاہ

کی تجویز سے لال دیو نے یہ درخواست کی کہ چندروز یہی صحبت ہو رخصت دولھا کی ملتوی رہے اگرشاہ نے نہ مانا وزیر کو ارشاد کیا کہ زنانی سواریان روانہ کرو گل بادشاہ کا صدمۂ مفارقت سے چہرہ متغیر ہوا بہت منت و الحاح سے کہا اے شہزادے دو چار روز ابھی اس غریب خانہ کو اپنے فیض قدم سے آباد رکھیئے آپ کا یہان تشریف لانا اتفاقات سے تھا شعر

نصیب ایسے کہان تھے کہ آپ مہمان ہون	پس اتفاق خداداد اسکو کہتے ہین

اگر نے کہا تمھاری خاطر سے اس قدر اتفاق رہنے کا ہوا مین کہان اور یہ صحبت کہان گل شاہ اتنے ہی مین پھولا نہ سمایا شگفتہ ہو کر کہا چھ ان دنون مین آپ کی طبیعت میری طرف سے صاف ہوئی تھی یہ صحبت یہ الطاف نہ بھولین گے بہت یاد آئین گے شعر

اس رکاوٹ پہ تو مین جان فدا کرتا تھا	تیرے الطاف جو یاد آئینگے تو مرجاونگا

امیدوار ہون کہ چندے انتظار وعدہ مین جلائیے اگر نے کہا پہلے حجاب آنے جانے کا مانع تھا اب اکثر ملاقات ہوتی رہے گی غرض اس کو سنبل چھوڑ کر قریش اور لال دیو کی رخصت کو گیا اُنھون نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا بہت سا عذر کیا خدا کو سونپا رخصت کیا شہزادہ نے حمید سے کہا کہ گل بادشاہ شاید جوگی صاحب سے رخصت ہونے گیا ہے اُسنے کہا بیت

جہان ہے شمع پروانہ وہان ہے	پری جب جا ہے دیوانہ وہان ہے

حمید کے کہنے سے ادھر اُدھر دیکھا گل کو وابستۂ محبت پایا ہنسکر کہا خدا حافظ گل بادشاہ نے کہا کہ اُمیدوار ہون گلے لگائیے رخصت فرمائیے اگرشاہ نے سکوت کیا گل شاہ نے ہاتھون کو گلے مین حمائل کر کے کہا بیت

بر سر مہر و وفا ہے وہ ستمگر اپنا	آج ہر طرح سے یاور ہے مقدر اپنا

شاہزادہ نے کہا اتنی باتین نہ بناؤ مجھے خوشامد اور ظاہرداری سے نفرت ہے جاؤ بس رخصت ہو ہوا کھاؤ اُس نے کہا مین کچھ کہا چاہتا ہون برائے خدا دو گھڑی ٹھہر یئے شہزادہ نے کہا دیکھتے ہو کہ جوگی صاحب بلاتے ہین آدمی پر آدمی آتے ہین اسوقت غیر ممکن ہے پھر کسی دن آؤنگا یہ کہہ کر اگرشاہ نے اُسکو

روتا چھوڑا حمید بسبل ہے سے صیاد نے منھ موڑا مع الخیر اپنے ملک مین آیا ایک دن کا ذکر ہے کہ اُسکی ممانی نے ایک جوڑا کبوتر کا شہزادہ کو دیا کہ وہ آدمی کیطرح گویا تھے زلیخا کے تحفہ سے وہ غیرت یوسف نہایت خوش ہوا زلیخا نے اُسے خوش و خرم دیکھ کر یہ کہا کہ جائے تعجب ہے باز ہوا اور طعمہ نہ ہو شہزادہ نے اپنے دل مین کہا یہ معما کسی طرح نہین کھلتا بیت

مجکو لازم اسکی تحقیقات ہے ۔۔۔ باز ہے طعمہ نہین کیا بات ہے

غرض اُسکے دریافت کرنے کے واسطے خلوت گاہ مین آیا مگر اُس کا مطلب منکشف نہ ہوا پریشان ہوکر حمید سے کہا گھوڑا تیار کر لاؤ سوار ہوکر نسبت کے مکان کی طرف گیا حمید نے خبر کی اسنے کہا خیر تو ہے اگر حضرت تشریف لائے ہین چلے کیون نہین آتے سرو آسا یہ گفتگو سُن کر استقبال کے واسطے آئی نسبت نے مسند بچھائی سرو آسا سے مہمانداری کا ذکر ہونے لگا شہزادہ نے کہا فی الحقیقت کوئی طریقہ مہمانداری کا قریش اور راہ پرورنے فروگذاشت نہین کیا اُسنے پھر گل بادشاہ کی روئداد تمام و کمال اس سے بیان کی کہ فریب و مکر سے اُسنے مجھے طلسم کی سیر کو بھیجا اور تنہائی مین ہم آغوشی سے ملکان کیا اُس بدبخت کو اپنے خنجر کی جو اُسکی کمر مین تھا خبر نہ تھی اسکے دستہ سے دو نیل سیاہ میرے سینہ پر پڑ گئے سرو آسا بلحاظ و ادب کلمات زہر دکنا یہ کے کہتی رہی آستین مین ہنستی بولتی رہی دو چار گھڑی کے بعد شہزادہ وہان سے رخصت ہوکر جوگی صاحب کے مکان مین آیا آرام فرمایا صبح صادق سے پہلے اپنی خلوتگاہ گیا نماز پڑھی پوشاک بدلی تخت پر جلوس کیا۔

جانا اگر شاہ کا گل بادشاہ کے ملک مین اور حظ اُٹھانا وہان کی سیر سے

جب مسافر جہان پیمائے خورشید کمر بند شعاعی باندھ کر مہمان خانۂ مغرب مین گیا تن تنہا اگر شاہ مثال ماہ گل بادشاہ کے مکان کیطرف چلا اپنے آنے کی خبر کی وہ آنکھون کو بچھا لینے کو آیا شہزادہ نے کہا تم سے مین نے

وعدہ کیا تھا کہ تنہا آونگا وفا کیا گل بادشاہ نے کہا وعدہ وفائی دکھائی مسیحائی فرمائی تشریف لیچلو میری آنکھین تلوؤن سے ملو شہزادہ نے کہا تیرے مان باپ مجھے پہچان لین گے اُسنے کہا ہرگز اُنکے فرشتون کو خبر نہ ہو اُنکے ہمزاد نہ دیکھین شہزادہ نے کہا لیجانے کی وجہ تو بیان کر دہ کہا دو چار گھڑی راحت فرمائیے گا سیر سے حظ اُٹھائیے گا اس مردے کو جلائیے گا یہ کہہ کر ایک انگوٹھی اسکے ہاتھ مین پہنا دی وہ سبب کو دیکھتا تھا اسے کوئی نہ دیکھتا تھا القصہ اپنے مکان مین لایا بٹھایا تماشا طرح طرح کا دکھایا بیت

کبھی دریا دکھایا آنسوؤن کا	کبھی اپنے بدخشان جگر کا

وہان سے اُٹھ کر محمود کی خوابگاہ مین تشریف لے گئے دیکھا کہ گلنار کی گردن مین محمود کے ہاتھ پڑے ہین دونون ایک پلنگ پر لیٹے ہین محمود نے گلنار سے کہا کہ اگر شاہ کی عمر دراز جس نے ہم پر باب نشاط کو باز کیا ہمارے ارمان اُسکی بدولت نکلے گلنار نے کہا جب مسبب حقیقی کو کسی کام کی درستی منظور ہوتی ہے ایسے ہی اسباب مہیا کرتا ہے گل نے اپنے مہمان کے کان مین کہا مثل مشہور ہے کہ خربزے کو دیکھ کر خربزہ رنگ پکڑتا ہے مجھے کب تک مانند عود و عنبر کے سوختہ آتش فراق رکھئے گا بیت

اسی دن کا مین بھی ہون اُمیدوار	ترے ہاتھ ہون میری گردن مین ہار

اگر شاہ نے کہا اے کم ظرف ایک قطرۂ محبت سے تیرے حوصلہ کا پیالہ چھلکنے لگا ایسا بہکنے لگا اگر سو بار تیری خاک سے کلال گردش ایام ساغر بنائے میرے وصل کی شراب سے کبھی معمور نہ ہو یہ پری ہے جو مردے سے دیدبازی کرتی ہے یہان کسی کی جوتی نہ مرتی تو آئینہ ہو تو شکل نہ دکھاؤن تصویر ہو تو صورت نہ دیکھون گل بادشاہ نے کہا مین تجھ سے ہنستا ہون تو تو مرد ہے تجھ سے اسکی ہوس رکھنا سراسر نادانی ہے چلو ایک اور سیر دیکھو لعل شہزادہ اور ماہ پرور کی خلوت مین لایا دونون اُسوقت چوسر کھیلتے تھے دونون نے گھات سے اپنے تئین چھپایا لعل شہزادہ نے ماہ پرور سے کہا کچھ مہمانداری کا حال بیان کرو کوئی دقیقہ مدارات سے رہ تو نہین گیا کوئی اگر شاہ کے متوسلون سے

آزردہ تو نہین گیا اُس نے کہا خدا کے فضل سے سب راضی گئے مگر مین تم سے ایک بات پوچھتی ہون تمھین میرے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ اگر شہزادہ جوگی کا پسر ہے یا تمھارے وزیر کی دختر ہے شہزادہ نے کہا یہ راز بہت نازک ہے تمھین بھی ہمارے سر کی قسم کہ ابھی کسی سے ظاہر نہ کرنا **قطعہ**

گرچہ ہے وہ وزیر کی دُختر	لاکھ مردون سے ہے مگر بہتر
اور اک طرفہ ماجرا سُنیئے	گُل دل و جان سے ہے فدا اُس پر

شیدا ہے دیوانہ ہے نام پر جان دیتا ہے تصور مین اُسکے دن رات رہتا ہے ماہ پرور نے کہا اگر وہ دُختر ہے تو گُل کے ساتھ وصلت اُسکی کیون نہین کرتے شہزادہ نے کہا محمود کی شادی مین مین نے خوشحال وزیر کو بہت سمجھا کے راضی کیا خدا کے فضل سے اُمید ہے کہ یہ کام سرانجام پاوے گُل نے اگر کو الگ لیجا کے کہا آپ تو فرماتے تھے کہ ہم مرد ہین آپ کے ولی نعمت کیا کہتے ہین خدا کے واسطے میرے حال زار پر رحم کھاؤ راستی پر آؤ یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ نسبت میری آپ کے ساتھ مقرر ہوئی اب تو میرا زور بھی چلتا ہے حق بھی پہونچتا ہے اگر نے کہا وزیر کی بیٹی سے منسوب ہونا ہم نے بھی سُنا ہے مین تو جوگی بچہ ہون مجھ پر زور اور حق کیا ثابت کرتا ہے یہ کہہ کر اُس مکان سے باہر آیا نہایت غصّہ ہوا برا بھلا کہا گُل نے یہ شعر پڑھا **شعر**

جھڑکی تو مدتون سے مساوات ہوگئی	گالی کبھی نہ دی تھی سو اک بات ہوگئی

القصہ بڑی محنت و خوشامد سے غصّہ کو اُسکے برطرف کیا مہربان پاکر یہ پوچھا کیون صاحب لعل شہزادہ بہتر ہے یا ماہ پرور محمود طرحدار ہے یا گلنار اسنے کہا پری کے حسن کا وصف کیا یہ ضرب المثل ہے کہ فلانا ایسا خوبصورت ہے جیسے پری ماہ پرور اُس سے کہین اچھی ہے علیٰ ہذا القیاس گلنار بھی پری ہے گُل نے کہا میرے اور اپنے درمیان آپ منصف ہون اگر نے کہا تو تو میری جوتی کی برابری نہین کرسکتا یہ سُن کر گُل بادشاہ خوب ہنسا غرض ایسی باتون سے دیر تک حظ اُٹھایا اتنے مین لال دیو گُل کو ڈھونڈھتا ہوا ادھر آنکلا اگر نے کہا اس بھوتنی نظر سے کیونکر بچیئے گُل نے کہا پلنگ کے نیچے چھپئے

دیو گل کو ایک فرد حساب دیکر چلا گیا پھر اگر شاہ نے گل سے رخصت چاہی وہ مشتاق گرفتار رنج فراق ہوا گل نے کہا چلتے ہوئے تو گلے لگائیے اگر نے کہا اس تمنا سے ہاتھ اُٹھائیے القصہ عاشق کو روتا چھوڑ کر وہ اُدھر روانہ یہ اِدھر دیوانہ ہوا۔

خبردار ہونا اگر صاحب کا گل بادشاہ کی بیقراری سے اور طعام لیجانا وہان کو

ایکدن کا ذکر ہے کہ اگر شاہ خوان نعمت پر بیٹھا ہوا مع رفقا خاصہ نوش فرماتا تھا کہ چند مگس متوجہ طعام ہوئین شاگرد پیشہ نے رومال سے اُنکو دفع کیا شعر

ناسخ نہ ہو جیو مگس خوانِ اغنیا	سُنتے ہین یہ سخن لب نانِ جوین سے ہم

مکھیون نے اپنی زبان مین طعن اور ملامت کی اور کہا کہ ایک ہفتہ سے بسبب ترک کرنے آب و طعام گل بادشاہ کے ہمنے یہ پریشانی اُٹھائی اگر شاہ نے یہ گفتگو اُن مکھیون کی سُنی تو بقول رسا شعر

خون رگِ مجنون سے ٹپکا فصد لیلیٰ نے جو لی	عشق مین تاثیر ہے پر جذبۂ دل چاہیے

جذبۂ محبت سے اپنے عاشق کے دفعۃً مضطر و بیقرار ہو کر کچھ طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسپ فلک سیر نے بات کی بات مین وہان پہونچایا اپنی آواز سے عاشق کو جگایا گل شاہ روتا ہوا دوڑا نقاہت و ضعف سے آکر گر پڑا اگر شاہ نے کہا ایسا خود رفتہ ہوا اُسنے کہا خاطر نازک دیری حضور سے آزردہ نہ ہو شہزادہ اُسکی سخن سازی پر ہنسا پھول اسکے مُنھ سے جھڑے گل نے اپنے دامن امید مین بھرے ہاتھ اُسکا پکڑ کے مسند پر آ بیٹھا وزیر سے خطاب کیا کہ مجھ پر گرسنگی کا نہایت غلبہ ہے اُسنے عرض کی کہ ایک ہفتہ سے حضرت نے بسبب بدمزگی طبیعت کے آب و طعام ترک کیا ہے مگر ابھی تیار ہوا جاتا ہے شہزادہ نے کہا حمید کو بلا لو جواہر اُسے بلانے گیا اگر نے گل سے کہا اے بادشاہ گلنار کے بیاہ مین جو خرچ ہوا ہے اُسے فاقہ کشی سے وصول کیا چاہتا ہے ہنوز اُسنے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ حمید مع خوانِ نعمت حاضر ہوا شہزادہ نے کہا ایسا مہمان بھی

کم دیکھا ہوگا کہ میزبان کو اپنی نعمت سے سیر کرے گل نے کہا مین ایسی نعمت کا بھوکا نہین ہون اگر نے کہا بس فیل نہ لاؤ اب کھانا کھاؤ اُسنے کہا تمھین کھاؤ اگرشاہ نے ایک نوالہ بناکر اُسکے منھ مین دیا اُسنے کہا **شعر**

دے اگر یار اُسے جام شراب
توبہ اس سے کرے زاہد توبہ

گل بادشاہ نے کہا اے شہزادہ تجھے میرے سر کی قسم سچ کہہ میرے حال سے تجھے کیونکر خبر ہوئی شہزادہ نے سب حال بیان کیا اُسنے کہا سبحان اللہ وبحمدہٖ حوان یک میرے حال کثیر الاختلال سے آگاہ اور آپ ایسے بے پرواہ ہون شہزادہ نے کہا یہانتک تو کیا اور آگے کیا چاہتا ہے یہ کہہ کر رخصت ہوا گل بادشاہ نے اُسوقت یہ قطعہ کسی اُستاد کا پڑھا **قطعہ**

سوال یار سے مین نے کیا بوقت وداع
کہ اک نشانی کی تجھ سے امیدواری ہے
لگا وہ کہنے کہ تو بیوقوف ہے کتنا
یہ داغ دل پہ ترے تھوڑی یادگاری ہے

حیران ہونا اگرشاہ کا معمائے بازاست وطعمہ نیست سے اور تحقیق اُسکی زلیخا سے

ایکدن اگرشاہ اپنی ممانی سے کہ نام اُسکا زلیخا تھا پوچھنے لگا کہ آپ نے یہ سخن مجھے سُنا کر کہا کہ بازاست وطعمہ نیست میری عقل اس چیستان کے دریافت کرنے مین عاجز ہے زلیخا نے کہا اے عزیز کشور خوبی واے یوسف محبوبی مجھے یہ تاسف آتا ہے کہ تجھ سا یوسف بے زلیخا اور تجھ سا سلیمان بے پری ہے اور تیرے پیوند کے قابل کوئی نظر مین نہین سماتا سوائے روشن رائے پری کے **بیت**

وہ بلقیس ہے گر سلیمان ہے تو
وہ زہرہ ہے گر ماہِ تابان ہے تو

حسین اور صاحبِ جمال عقل وشعور مین بیمثال کتنے خسرو اُس شیرین ادا کے واسطے فرہاد کی طرح ہلاک ہوئے بہت وامق اُس رشک عذرا کے غم مین اندوہناک ہین اگر نے کہا اور اُسکا کچھ نشان اتہ پتا خبر معلوم ہو بیان فرمائیے اُسنے کہا یہ سُنتی ہون کہ نقش جہان آرا ایک قلعہ ہے طلسمات اور جادو سے

معمور یہان سے بہت دور دونوں طرف اُس کے بحر عمان جوشان آتش ملتہب خروشان ہے وہ قلعہ درمیان مین حباب مثال نمایان ہے وہان کسی کا تھل بیڑا نہین لگتا آدمی کیا دیو پری کے بھی پر جلتے ہین اگر شاہ اُس سخن گوہروار صدف گوش مین سنکر سمندر کیطرح وہانکا مشتاق ہوا اور حمید سے کہا گھوڑا تیار کرو اسنے بموجب حکم کے اسپ خلک سیر کو تیار کیا شہزادہ اُسپر سوار ہوکر گل بادشاہ کیطرف آیا دروازہ پر کئی بار دستک دی کسی کی آواز نہ آئی دروازہ توڑکر اندر گیا گل کو دیکھا کہ بستر بیماری پر پڑا ہے ایک پتھر چھاتی پر ایک سر کے نیچے دھرا ہے اُس نحیف وناتوان کو پستہ لب سیب ذقن بادام چشم عنبر زلف کی معجون سے تقویت بخشی اُٹھایا بٹھایا کھانا کھلایا دو چار گھڑی ٹھہرا پھر اُس سے رخصت ہوا چلتے ہوئے یہ پڑھا رباعی

گر بماندیم زندہ بر دوزیم	پیرہن کز فراق چاک شدہ
در بمردیم عذر ما بپذیر	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

وہ خود رفتہ اس معنی کو نہ سمجھا وہان سے سرو آسا کے مکان مین آیا کہا کہ مین چند روز کے واسطے چلہ بیٹھونگا جو تم سے پوچھے میرا احوال نہ بتانا اور کان مین کہا کہ گل بادشاہ کی خبر گیری سے غافل نہ رہنا لو خدا حافظ ہی غرض ہر یار و آشنا سے رخصت ہوا گھوڑے اور حمید کو اس راز سے مطلع کیا حمید نے کہا اے بادشاہ یہ سفر نہایت پرخطر ہے اگر ارشاد ہو مین اپنے زن و فرزند کو وداع کر آؤن کہا بہتر وہ جاکر اُنکو وداع کرکے آیا

روشن رائے پری کے ملک مین جانا اور پتھر کا ہو جانا اگر صاحب کا

نظم

نہین عشق ہے یہ بلائے عظیم	ہر امید ہے مبدءِ خوف و بیم
گل اس باغ کے سربسر خار ہین	جو چشمے ہین وہ دیدۂ زار ہین
سماعت کے قابل نہین ہے بیان	کہ ہوتا ہے گوش اس گمر سے گران

زلیخا پشیمان تھی اس بات سے		کہ کھو بیٹھی یوسف کو مین ہاتھ سے

دشت بیابان حکایت غربت وسافران طریق مصیبت یون بیان کرتے ہین
کہ اگرشاہ نے اسباب سفر خرچی مین اور کچھ پانی مشک مین بھر کر گھوڑے
پر لگایا حمید کو ساتھ لیا سوار ہوکر منزل مقصود کو روانہ ہوا قطع منازل و
طے مراحل کرکے ایک مدت کے بعد قطعہ نقش جہان آرا کی سرحد مین پہونچا
ایک جگہ پاکیزہ وبہتر دیکھ کر کوئی دم ٹھہر آرام کیا بعد اُسکے آگے بڑھا دریاے
جوشان نمودار ہوا گھوڑے نے کہا اے حمید ایک مشکیزہ اُس دریا سے بھر لے
آگے دریاے شور ملے گا حمید نے مشکیزہ لبریز کیا اُس دریا سے بعنایت
خداوند ناخدا کشتی حباب کی طرح پار ہوا کہ ناگاہ ہواے تیرہ وتار ایسی اُٹھی کہ
دن سے رات ہوگئی اسم اعظم کی برکت سے محفوظ رہا آگے بڑھا ایک کوہسار
پر کہ وہ راہ سخت تر تھی گذر ہوا گھوڑے نے کہا حمید تو بھی سوار رہے نہین تو
گرد کی طرح ہمراہی سے رہ جائیگا اور وہ پانی کہ دریاے جوشان سے اُٹھایا ہے
ایک قطرہ اس پہاڑ پر چھڑک دے خدا چاہے تو تاریکی دور ہو جاوے اس
پانی کے چھڑکنے سے وہ تاریکی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا رفع ہوئی منزل
دشوار بھی قطع ہوئی گھوڑے نے کہا اب دو چار گھڑی لوٹو پوٹو کھاؤ پیو شہزادہ
مرکب سے اُترا کچھ کھایا آرام فرمایا گھوڑے نے کہا اے شہزادہ بارہ کوس زمین
چاندی سونے کی ہے لیکن حشرات الارض سانپ بچھو لا انتہا ہین اگر کوئی تمھارا
نام لیکر پکارے للکارے چپ رہنا جواب نہ دینا آگے بڑھکر دو کانین خوانچہ
والون کی میوہ فروشون کی ملینگی کہ سراسر اجزاے بیہوشی سے ملے ہین وہ تمکو
بلائینگے بھر بھر دکھائینگے زنہار زنہار نہ جانا بلکہ یہ بھی نہ کہنا کہ ہم نہین آتے
اور یہان سے دو چار پھول نرگس کے توڑلو یہ کہہ کر وہ گھوڑا تیز ہوا کی طرح
فلک سیر ہوا سیکڑون کوس نکل گیا وقت دوپہر کا ہوا دیکھا کہ کوسون تک
تمازت آفتاب سے آگ برستی ہے ریگ بیابان مثل اخگر چمکتی ہے کوئی
درخت سایہ دار نہین ملتا کوئی جھیل تالاب چشمہ آبشار نظر نہین آتا اگر شاہ
اور حمید پر غلبہ تشنگی کا اس درجہ ہوا کہ زبان خشک منھ مین کانٹے پڑ گئے گھوڑا بیکل

یہ حال کہ زبان منھ سے نکال دی ہر قدم پر تلملاتا جاتا تھا القصہ کئی کوس
جون تون نکل آئے کچھ درخت سایہ دار آبنون کے دکھائی دیے شعر

برستی تھی دھوپ اُنہین یون ہر گھڑی	کہے تو کہ آہون مین بجلی پڑی

گھوڑے نے کہا یہان خوف و خطر نہین آپ بھی دم لین مجھے بھی آرام دین
تھوڑی دیر ٹھہر لیے پھر سوار ہوجیے غرض کچھ دیر وہان بھی ٹھہرے آرام
کیا پھر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ میوہ فروشون کی دُکانین آراستہ بجنی لبلب
رنگا رنگ سے پیراستہ ہین ہر طرف سے نوشا نوش کی آوازین دیتے ہین
صُراحیان رنگا رنگ کی دکھاتے ہین اور پکارتے ہین مصرعہ

آؤ پیو کہ آبِ بقا یہ شراب ہے

شہزادہ نے اُدھر نگاہ نہ کی اُنکے سوال کے جواب یہ آواز نہ دی تھوڑی
دور گئے تفاوت سے ایک جماعت عورتون کی نظر آئی کہ شیشہ ہالین لال
لال آبدار لیے بیٹھی ہین آوازین دیتی ہین اگر شاہ نے انکو بھی جواب نہ دیا
اُس منزل سے بھی سلامت گذر گیا پھر ایک باغ خوش آثار میوہ دار دیکھا
لطافت و طراوت سے قوت دل نزہت و نظارت سے بصارت چشم حاصل
ہوئی ایک درخت مین قفس رنگین خوش آئین اسمین ایک مینا حکمت کے فن مین طاق
فسانہ کہنے مین شہرۂ آفاق نظر آئی انھین دیکھ کر چہچہائی گھوڑے نے کہا
یہ مینا طلسم جادو ہے اے بادشاہ بسم اللہ کہہ کر ایک تیر اسکو مار اگر تیرا
اُسکے لگا تو تو نے یہ طلسم توڑا اور جو خطا کی تو خود اسیر طلسم ہوا اللہ اکبر
کہہ کے تیر اُس نے چھوڑا ابیت

فقط نہ تیر نے مینا کے جسم کو توڑا	اُس ایک تیر نے سارے طلسم کو توڑا

مینا کے مرتے ہی وہ باغ بیے کی طرح اُڑ گیا کفِ دست میدان جنگل سنسان
نظر آیا حمید نے تحسین کی دو چار روز وہان آرام فرمایا پھر گھوڑے پر سوار
ہوا بستی اور آبادی کے نشان دکھائی دیے باشندے قلعہ جہان آرا کے
اُسکی جوانی پر کفِ افسوس ملتے تھے کہ ہائے یہ جوان ناحق اپنی جان کے
پیچھے پڑا ہے کیون آپ اپنا دشمن ہوا ہے ہزارون بادشاہ سکندر جاہ

یہان آئے داغ محرومی و ناکامی دلون پر اُٹھائے یہ تن تنہا کیا کر سکیگا شہزادہ سر جھکائے ہوئے گھوڑا اُٹھائے چلا جاتا تھا جواب دینا کیسا آواز بھی نہ سُنتا تھا رفتہ رفتہ قلعہ کے دروازے پر پہونچا اُسپر یہ لکھا تھا اس قلعہ کے اندر جانا حرام ہے جب تک اس بگلے کو نہ مارے ناکام ہے شہزادے نے سر اوپر اُٹھایا ایک بگلہ سر پر اُڑتا پایا اسکے پرواز سے یہ آواز پیدا تھی کہ بڑے بڑے بادشاہ اس پری کے لینے کو آئے پر خاک تودہ بن گئے پتھر کے ہو گئے تو ایک سوار چاہتا ہے کہ روشن رائے کو لیجائے جب تک مجھے نہ مار لیگا قلعہ کے اندر نہ جا سکے گا اگر شاہ نے کمان کو دوش سے اُتارا تیر کو راست کیا حمید اور گھوڑے نے کہا ہان ہان اسپر تیر نہ لگانا دیکھو سر اسر خطا ہے نہایت بیجا ہے اسپر جسکا تیر خالی جائیگا مدت تک پچھتائے گا اے بادشاہ پھر پتھر ہو جاؤ گے ٹھوکرین کھاؤ گے چلایا کئے اُسنے نہ مانا بگلہ پُکارا کہ اے ہمائے ہمگاب محبوبی مین بگلہ طلسم کا ہون تو کیا غضب کرتا ہے مجھ کو تجھ پر رحم آتا ہے مجھے دشمن نہ جان میرا کہا مان کہ یہ سچ ہے کہ **شعر**

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

مگر مقدر طلسم مین اس کو دخل ہے افسوس تجھ سا پری طعمہ مجھ سے کمبخت کا ہوتا ہے اگر شاہ نے کہا **شعر**

ندانم کہ سنگ سپہر قضا	ترا بشکند پیشتر یا مرا

یہ کہہ کر تیر لگایا نشانے پر نہ بیٹھا دوسرا چھوڑا خطا کی تیر ابھی خالی گیا فوراً یہ تینون پتھر کے ہو گئے **ابیات**

وہ جسم نازنین پتھر ہوا تھا حمید اُسکے قدم پر سر بپا سنگ	سراپا سنگ وہ دلبر ہوا تھا ہوا مرکب بھی اُس اک کا ہمسنگ

ظاہر ہونا حال اگر صاحب کے گم ہونے کا اور بیقراری مین جان کھونا ہر ایک کا

کہتے ہین کہ جب اگر شاہ پتھر کا ہوا حادثہ سخت اُسپر گذرا غیر دن سے

سنگِ تاسف سر پہ مارا روشن رائے سنگ دل پر بھی کوہِ الم ٹوٹا شعر

ہوئے واں تو ہوتے تھے جو حادثات	اب اس سمت کی کچھ سنو واردات

بعد چندے منصور شاہ کو خیال ہوا کہ اگر صاحب جوگی صاحب پاس ہیں
جوگی صاحب کو وہاں کا احتمال رہا اور سب کو بھی اسی طرح کا دھوکا تھا
تا کجا ایک ایک جا تلاش ہوئی گم ہونے کا ماتم ہوا ہر ایک شہر میں تلاطم
ہوا ہر ایک شخص کے دل پر غم والم نقش کالحجر تھا ہر ایک بسبب نایابی اس
پارس صفت کے خاک بسر تھا ہر ایک کی انتظار میں آنکھیں پتھرائیں
ناسور ہوا ہر ایک کا شیشۂ دل سنگ مفارقت سے چور ہوا گل بادشاہ
لعل شہزادہ محمود قریش لال دیو ایک سمت جوگی صاحب محلات جوگی صاحب
بوقلمون ایک سمت منصور شاہ خوشحال مع وزیروں و مع چالیس بادشاہوں
کے ایک جانب سنوچہر جواہر لسبنت شہریار مع محلات ایک طرف اور حسن
دوست آشنا بیگانہ رعایا برایا نوکر چاکر نے سنا ہر ایک روتا پیٹتا
خاک اڑاتا اگر صاحب کی تلاش میں اکثر اپنے قالب بدل کر جانور
بنکر روانہ ہوا ہزار ہا منزل کی خاک چھانی سر ٹکرایا شش جہت میں
کہیں سراغ و نشان نہ پایا بہت سی تحقیقات میں اتنا معلوم ہوا کہ اس
یوسف زمانہ نے زلیخا کی زبانی تعریف میں روشن رائے پری کے جو مثل
مشہور ہے حیف کہ باز است و طعمہ نیست سنی تھی شاید ادھر کا قصد کیا ہو
سب کے طائر ہوش اڑ گئے یقین ہوا کہ وہ ہمائے خوبی طعمۂ بنگاہ طلسم کا
ہوا اور وہ چاند سی صورت پتھر کی مورت ہوئی زلیخا کو ہر ایک نے طعن و
تشنیع کی برا بھلا کہا امید وصال قطع ہوئی ہر ایک نے کالے کپڑے پہنے
کسی نے گیروے کئے گل بادشاہ نے سر پھوڑا پچھاڑیں کھائیں آخر
تن بدن کی خبر نہ رہی جوگی شراب فرقت سے مدہوش منصور شاہ خوشحال
جوش محبت میں بیہوش چالیسوں بادشاہ بے آب و دانہ کوئی پیٹتا کوئی
روتا کوئی اینٹ سے سر پٹکتا کہیں کوئی ہاتھ ملتا کوئی نعرے مارتا کوئی فریاد کرتا
جو اگر صاحب کے مکان اور ٹھکانے بیٹھنے کے تھے وہاں ہر روز از دہام

ہوتا تھا ایک عجب کہرام مچتا تھا شہروں میں عذر ظلم سر بسر مسجدیں بے چراغ و بے اذان بُت خانے شکستہ و ویران خلقت تباہ رعیت بے پشت و پناہ ہر محلہ میں ڈاکے اور چوریوں کی دھوم ہر گلی کوچوں میں بدمعاش خانہ جنگیوں کا ہجوم مہاجنوں نے داد و ستد سے ہاتھ کھینچے سیکڑوں ساہوکاروں کے دوالے نکلے صد ہا ڈاکانین بند ہو گئیں ملک ویران رعیت نالان لاکھو عمارتیں ہزاروں مکان سیکڑوں قصر عالیشان خرابے بن گئے بارہ دریوں میں گرگ و شغال کے مسکن صحنچیوں میں کرگس و بوم کے نشیمن حجروں میں خاک تہ خانوں میں خس و خاشاک بنگلوں میں چند بھٹکتے چھتوں میں چمگادڑ لٹکتے صحن میں چھوٹی چھوٹی ناگنیں اور سانپ کالے کوڑیالے پتھر چٹے اور چیونٹے رنگ برنگ کے بچھو اور کنکھجورے کہیں بن بلاؤ لڑتے کہیں گدھے لوٹتے کہیں بجو پڑے سوتے دو چار کتے رو رہے تے ابابیلیں اڑتیاں چیلیں منڈلاتیاں چھت پردے پھٹ گئے فرش خاک میں اٹ گئے ہر ایک جا سنسان ہو کا مکان ایک مدت یہی عالم رہا جسکو ہوش آیا چلہ میں بیٹھا کسی نے تعویذ لکھے فلیتے جلائے کسی نے بیٹھک دی پیر بلائے کوئی عمل پڑھتا کوئی دعائیں مانگتا کوئی جبین عجز کو زمین نیاز پر دھرتا دوتا پڑیا حاضری کونڈے صحنک طبق ہر ایک اپنے اپنے موافق نیتیں مانتا گل بادشاہ کو زمانہ کی خبر نہ تھی اگر کبھی آنکھ کھلی بجز آہ کے کچھ نہ کہا مصرع

آہ صاحب دردرا باشد اثر

آخرالامر جوگی صاحب نے ماہِ تابان کو تلاش میں اگر صاحب کی روانہ کیا۔

جانا شہباز کا اور ہمراہ لے آنا اُس طاؤس طناز کا

وقت روانگی حمید کے مشورے سے اور اس خیال سے کہ یہ اُس طرف کا رہنے والا ہے شاید پابندی سے گھبرا کر اُدھر ٹوٹ رہے شہباز کو نہیں چھوڑا اس حادثۂ جان گزا میں ہر ایک کو اپنی اپنی پڑ گئی سب نے اُسکے آب و دانہ سے منھ موڑا کئی فاقہ گذرے آخرش جوگی صاحب سے کہا اے بندہ پرور جس کے رشتہ محبت میں بندھا تھا وہ ہمائے اوج سعادت

آشیان گم گشتہ ہوا مرغ روح میرا قفس جسم مین پھڑکتا ہے زندگی وبال ہے اب اسیر سے تصدق کرو مجھے آزادی دو مین بھی منتجہ تلاش میدان کو جستجو مین کھولون پر پرواز کو ہوائے ہمت کے سنگ سے تولون شاید مصرعہ

ہمائے اوج سعادت بدام ما اُفتد	

جوگی صاحب نے پنجرا توڑا شہباز کو چھوڑا وہ روتا جاتا تھا اور کہتا تھا

جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی	اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہی

خدا تجھ صیاد تک پہونچائے پھر تجھے تیرے دام مین پھنسائے پہلے وہ اپنے وطن مین گیا تمام باز اُس شہباز کی خدمت مین حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ میرا ولی نعمت روشن رائے پری کی تلاش مین گیا پتھر ہوگیا اسوقت تم میرے کام آؤ پتا لگاؤ یہ سُنتے ہی ہزارہا باز اپنے بادشاہ کے ساتھ چلے ایک پہاڑ پر پہونچے وہان زہر ہلاہل کے غلولے جابجا پڑے دیکھے شہباز نے کہا ہر ایک غلولہ پنجہ مین اُٹھالو جب اُس سرزمین پر پہونچے جہان اژدہے منھ پھیلائے پڑے تھے شہباز نے کہا یہ غلولے زہر کے انکے مُنھ مین چھوڑ دو دفعتًہ وہ موذی زہر کی تاثیر سے ہلاک ہوگئے شہباز مع لشکر آگے بڑھا ایک کنُوان دیکھا اُسمین ایک پیر زال دلالہ شیطان کی خالہ لٹکتی تھی شہباز نے کہا اسکو اپنی منقارون سے نکالو تکابوٹی کرو اُسکے مرتے ہی ایک طوفان برپا ہوا قیامت کا سامنا ہوا جب وہ شور موقوف ہوا لق ودق میدان دیکھا اُس دشت کو بھی بدقت قطع کیا اکثر تو اُس بیابان مین تھک کر رہ گئے قلعہ کے دروازے تک پہونچا دیکھا کہ حمید کے ہاتھ اگر شاہ کے قدم پر اور گھوڑا برابر تینون پتھر ہوکر بے دم پڑے ہین شہباز کئی بار اُسکے گرد پھرا اسکی حالت پُرحسرت پر بہت رویا پھر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اس قلعہ کے اندر جاؤ ایک بگلہ ہے اُسے پکڑ لاؤ غول غول وہ باز دفعتًہ قلعہ مین در آئے بگلے کو فورًا ہاتھون ہاتھ پکڑ لائے شہباز نے کہا اگر مین بگلہ کا خون اپنے پنجہ سے اُس کے تن نازنین پر ملونگا یہ جسم نازک خراشیدہ ہوگا بگلہ تو قابو مین ہے کسی جن یا انس کو کہین سے لایا چاہیئے۔

دریافت ہونا آنا ماہِ تابان کا شہباز پر اور بگلے کا لہو ملنا اس طاؤس طناز پہ اور ہیئت اصلی پر آنا اگر صاحب کا پھر شادی ہونا روشن رائے سے

وہ شہباز اس تردد مین اُڑتا پھرتا تھا دیکھا کہ ایک جانور درخت پر بیٹھا ہے ہر چند پر پرواز کو تولتا ہے مگر اُس سے اُڑا نہین جاتا شہباز نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اُس نے جواب دیا کہ ابھی مین اُڑتے اُڑتے یہان بیٹھ گیا کسی سوختہ دل نے ایک نعرہ جگر سوز ایسا مارا کہ اُس شعلہ سے میرے پر جلے شہباز سمجھا کہ جوگی صاحب نے اپنے مخلوق مین سے کسی کو خبر کے لیے بھیجا ہے آواز دی کہ اے سوختۂ آتش فراق تیرے دم گرم سے طائر ہوا کے بال و پر جلے جاتے ہین خدا نے تیری بیقراری پر رحم کیا مجکو تیرے فرزند کا سراغ ملا اب زمین پر آ بگلہ کا خون اسکے بدن پر لگا جب شہباز کا کہنا ماہِ تابان نے سُنا چیل کی طرح آسمان سے زمین پر آئی بیقراری دل کو زبان پر لائی شہباز نے قصہ اپنے آنے کا تمام و کمال ماہِ تابان کو سُنایا وہان لایا اُس تصویر کو گلے لگایا خوب روئی آنسو کا دریا بہایا بگلے کا لہو اسکے بدن پر ملا خدا کی قدرت کاملہ سے وہ بُت ہیئت اصلی پر آیا پھر خود شہزادہ نے حمید اور گھوڑے کو جلایا شہباز کے آنے سے تعجب کیا اُسنے اپنے آنے کی ماہِ تابان کے مِلانے کی سرگذشت سب بیان کی اگر شاہ دوڑکر ماہِ تابان سے قدمبوس ہوا اُسنے چھاتی سے لگایا کل احوال جوگی صاحب کی بیقراری کا سُنایا اگر صاحب نے کہا مین تو سمجھا تھا کہ اب قیامت تک میرا یہی حال رہے گا میری مفارقت سے ہر ایک کو ملال رہے گا مگر خدا نے میری مشکل آسان کی مین تمھارا ممنون احسان ہوا بعد اسکے ماہ تابان کو ایک پالکی زردوزی منگاکر سوار کیا خود رونق بخش خانۂ زین ہوا بارہ ہزار شہباز قطار قطار ہمراہ اُسکے چلے

نظم

کہا جس نے دیکھا اسے یک نگاہ
سلیمان ثانی ہے یہ بادشاہ

اسی گھر کے قابل یہ مہمان ہے	وہ بلقیس ہے یہ سلیمان ہے
کہا ایک نے کچھ تجھے ہے خبر	اُٹھائی ہے اسنے جفا کس قدر
مہینون رہا صورتِ سنگ یہ	رہا دیکھتا روز نیرنگ یہ
کسے اسکی تھا زندگی کا گمان	خداوند عالم نے دی بت مین جان

خلقت تو یہ کہتی تھی روشن رائے پری منتظر آمد آمد تھی نظارہ کرتی تھی چیٹ چیٹ بلائین لیتی تھی سبحان اللہ یہ شخص عجب صاحبِ اقبال ہے اُس بیسرو سامانی مین مجھ پر مبتلا ہوا ہزارون بادشاہ میری تمنا مین یہان آئے مگر کسی کی قسمت نے یاوری نہ کی ایسی ایسی باتین کرتی تھی اور حکایت گیتی آرا کی کہ اُسکی خالہ زاد بہن تھی یاد کرتی تھی۔

حکایت یہ ہے کہ گیتی آرا پر مسعود شاہ شیفتہ و فریفتہ ہوا چودہ برس اُس ماہ چاردہ کے غم مین کاہیدہ رہا آخرکار اُس ہلال کا ماہ کامل کے ساتھ قران اور اُسکے وصل سے شادمان ہوا تھوڑے دنون مین وہ آدم زاد اُس سے برخاستہ خاطر ہوکر اور کسی سے طالب وصال اُسکے درپے ملال ہوا قصہ کوتاہ گیتی آرا مبتلائے فراق ہوئی اُسکی بیوفائی شہرۂ آفاق ہوئی مین نے اسی واسطے یہ طلسم بنایا تھا کہ یہان کوئی آدم زاد نہ آئے میرے دل کو شعلۂ حسن سے نہ بھڑکائے

ابیات

یہ انسان مطلب کے ہین آشنا	نہین پائدار ان کی مہر و وفا
وفا بستہ ہین اپنے ہم جنس سے	پری زاد کو نفع کیا انس سے
پری لاکھ ہو ان کی خاطر تباہ	یہ ہم جنس کی اپنے کرتے ہین چاہ

پھر جی مین خیال آیا کہ منجمین سے دریافت کیا چاہیئے کہ آیا خالق شمس و قمر مجھ زہرہ طالع کو بھی کسی آفتاب سے شرف بخشتا ہے یا نہین منجمون نے کہا البتہ وہ زہرہ جبین کسی ماہ سے ہمقران بلکہ مواصلت انسان سے شادمان ہوگی یہ سُن کے روشن رائے پری نے تقریب مناکحت کی تیاری کی ماہ تابان کو بعزت تمام اپنے مکان مین اُتروایا اہلکار طرفین کے سرگرم کار ہوئے ساعت سعید مین شہزادہ کو دولھا بنایا قاضی بڑے کروفر سے جوڑا نارنجی

گلے مین سر پر سہرا بندھا خود دولھا بنا نکاح پڑھنے کو آیا حمید نے کہا
قاضی صاحب آپ تو خوب بنے ہین قاضی نے کہا جس طرح تمھارے
بادشاہ کی نظر مین روشن راے پری کے تصور سے جہان روشن سیاہ تھا
مین بھی اُسکی کلانوت بچی کے خیال عشق مین تباہ ہون

شعر

ناچ نچاتا ہے مجھے اسی کا عشق		جیسے میرے پاس وہ دمساز ہے

قاعدہ نجوم سے معلوم ہوا تھا کہ اگر شاہ اس مقام پر آئین گے مضراب
غم کی خلش سے مجھے نجات دینگے امیدوار ہون کہ جب حضرت کا عقد روشن راے
کے ساتھ بندھ چکے گے ہاتھ میرا بھی نکاح اُسکے ساتھ ہووے حمید نے چھیڑنے
کے واسطے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلامت کو بھی شوق گانے بجانے کا ہے
قاضی نے کہا جیسے اُس کے عشق مین مبتلا ہون اکثر یارون نے ظرافت سے
میرا خطاب شادی کی ڈومنی رکھا ہے القصۂ شہزادہ کا سہرا اُٹھایا نام پوچھا
شہزادہ نے کہا میرا نام منوچہر ہے اور اگر شاہ اس لیے کہتے ہین کہ میرے بدن
مین تابش آفتاب و شمع کی آب و تاب سے خوشبو اگر کی آتی ہے قاضی نے
منوچہر کے ساتھ عقد روشن راے پری کا پڑھا پھر قاضی کا نکاح مفتی عفت
کلانوت بچی کے ساتھ ہوا بعد اسکے اگر شاہ نے بافتح و نصرت اپنے مُلک کی
طرف معاودت کی۔

معاودت اگر شاہ کی اپنے شہر مین اور پہلے جانا گُل بادشاہ کے گھر مین

جب اگر شاہ بعد قطع منازل کے اپنے شہر کے نزدیک پہونچا شہر یار اور
بسنت نالان و گریان راہ مین ملے بادشاہ نے اُنکو فقیرون کی صورت
دیکھ کر غصۂ فرمایا کہا اے بیوقوفو تمنے ترک لباس کیا کیا حال بنایا میری
بہنون کو کہان کھویا اُنھون نے کہا ؎

انھین بھی اسی طرح کیجے قیاس		ہر ایک ہے پریشان ہر اک بے حواس

اتنے مین منوچہر بھی اُسی حال سے آیا شہزادہ نے اُسے چھاتی سے لگایا وہ رخت دامادی اُسے پہنایا روشن راے پری کو اُسے بخشدیا

ملی وہ پری اُس منوچہر کو	تمنا تھی جس کی مہ و مہر کو

اسی عرصہ مین لعل شہزادہ محمود وزیر زادہ با حال پریشان چاک گریبان ملے اگر شاہ انھین دیکھ کر خوب رویا آنسوؤن سے غبار سفر دھویا دیر تک دفتر مصیبت کو فردا فردا کھولا گل بادشاہ کا ذکر آیا لعل شہزادہ نے کہا قطعہ

کیا کرون شرح سخت جانی کی	اُس نے مرمر کے زندگانی کی
حال بد گفتنی نہین اُس کا	تم نے پوچھا تو مہربانی کی

غش ہے حالت نزع ہے آنکھ کھل گئی تو جزع وفزع ہے اگر شاہ نے کہا عیادت عبادت ہے چلو پہلے اُسے دیکھین لعل شہزادہ کو مع محمود اُدھر رخصت کیا تنہا گل بادشاہ کے خانہ باغ مین داخل ہوا دیکھا کہ عجب رنگ ہے حوض بے آب و فوارے شکستہ چمن خراب آبشارین خستہ روشون پر سوکھے پتے جھڑے ہوئے کیاریون مین گل کی جگہ کانٹون کے انبار پڑے ہوئے فاختہ اور قمری کی صدا سے کوکو کے سوا اور کوئی مرغ نغمہ سرا مثل عنقا

بیت

حسرت پرواز بلبل کی گواہی کیلئے	اُڑتے پھرتے ہین چمن مین جا بجا دو چار پر

کونے رنگترے میٹھے کے درخت جہان تہان لوٹے لنگڑے کھڑے تھے کہین بھٹ کٹیا ارنڈ کے پھول و پھل پڑے تھے سوکھے ہوئے انگورون کی ٹٹنیان اور کچھ بیلین زمین پر لوٹیان اوڑاتیان سبزہ فیروزہ گون عشرت افزا تو کہین نظر نہ آتا تھا جا بجا گُل ٹل کے درختون کا تعفن اور گرد و گندہ پھیلا ہوا تھا یہ حال خانہ باغ کا دیکھ کر اگر شاہ بے اختیار رویا یہ اشعار زبان پر لایا

ترجیع بند

اے مقیمانِ ترسقفِ سپہر غدار	تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے یہ اگر قصر فریدون کے گذار

اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرار وخن
شاخ گل زمزمہ سنجو نکا نشیمن تھا مدام
باروان تھی نہ خزان کو تو کسی موسم میں
واہ نیرنگِ فلک آفرین سبحان اللہ
جنپہ رہتا تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس
گھوسلے سقف میں لاکھوں ہیں اُبابیلوں کے
چیلیں منڈلاتی ہیں اُڑتے ہیں مگو کے ہر سمت
قصر کو جانے دو باشندونکو دان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنّا و لب مہر سکوت
نہ وہ ترکیب وہ منھ نہ وہ رنگت نہ وہ حسن
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار
آج وہ گل لب جو جغد کا ہے آئینہ دار
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا فرار
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار
نہ وہ آنکھیں نہ وہ نقشہ نہ وہ طرز رفتار
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر بارہ دری میں گیا گل بادشاہ کو گویا بیدم پایا بہت رویا گھبرایا سینہ سے سینہ منھ سے منھ ملا پاؤں دبائے شانہ ہلایا مارے آنکھ کھولی مصحفِ رخسار کی زیارت کی خواب سمجھا ٹکٹکی باندھنے کا قصد کیا فرطِ نقاہت سے آنکھیں بند ہوگئیں شہزادہ نے ساغر آبِ حیات لب اُسکے لب سے لگایا اپنے پہلو کا تکیہ دیکر اُٹھایا پھر آنکھیں کھولیں معشوق کے قدم پر سر جھکایا اگر شاہ نے کہا میں تو سمجھا تھا کہ میری جستجو میں صبا کیطرح خاک اوڑاتا ہوگا خوب حیلہ نکالا اپنے تئیں بیمار ڈالا گل نے آہستہ سے کہا میں نے اپنے تئیں تمھاری جستجو میں کھویا مشتِ غبار کو برباد کیا شہزادہ نے اپنی روئداد مفصل بیان کرکے کہا آپ کے چاروں وزیروں کو چار پریاں ایسی دیں کہ چار سوے عالم میں انتخاب تھیں یہ آپکا بوجھ بٹایا سلطنت ایسی کی کہ شاہان اولوالعزم کا نام صفحۂ عالم سے مٹایا اب فقط یہی خیال ہے کہ آپ کی مہم کے انصرام کو پہنچوں پھر پائے تردد کو گوشۂ عافیت میں کھینچوں یہ کہہ کر اُٹھا ایک آہ دردناک کھینچ کر

رباعی

کہا اُس نے خدا حافظ ہے جاؤ	مگر مجکو نہ خاطر سے بھلانا
اُٹھائے ہین بھاری نازنین نے	بھلا میرا جنازہ تو اُٹھانا

یہ سُنکر پھر پھرا بہت سی تسلی و تشفی کر کے رخصت ہوا جوگی صاحب کے مکان پر آیا اسکو بھی نہایت سقیم تیغ فرقت سے دونیم پایا خاک سے اُٹھایا مرہم وصل زخم دل پر لگایا شہر خشخاش مین گیا بادشاہ کے قدم پر گرا وزیر کے سینہ سے لگا سامان جشن ہوا ہر مریض محبت کو اُسی رشک مسیح نے جان تازہ دی گلؔ بادشاہ نے اور ایک خیر خواہ نے جشن کی شادی کی

چوگان بازی کرنا اگر شاہ کا اور تخت ہوا سے زمین پر گرنا گلؔ بادشاہ کا

ایک دن اگر شاہ نے اپنے دوستون سے کہا جی چاہتا ہے چوگان بازی کیجئے گلؔ بادشاہ کے چارون وزیر اور سب امیر جمع ہوے یہ خبر گلؔ بادشاہ کو پہونچی تخت پر سوار ہو کر آیا معشوق کو مصروف بازی پایا عاشق شعبدہ بازی فلک سے غافل اُسکے کرشمہ و انداز کی طرف مائل ہوا ناگاہ تخت ہوا سے گیند کی طرح زمین پر گرا شیشہ کی طرح چور اِس افتاد سے بہت رنجور ہوا چارون وزیر کہ چوگان بازی مین مصروف تھے بیتابانہ اس طرف دوڑے اگر شاہ نے حیران و ششدر ہو کر وزیرون سے کہا ہاتھون ہاتھ اِن کو لیجاؤ پھر میرے پاس خبر لاؤ اُس ناتوان زار نے شہزادہ کا اضطراب دیکھ کر وزیرون سے کہا کیون گھبراتے ہو مین اچھا ہون **شعر**

افتادگی برآور دازخاک دانہ را	گردن کشے بخاک نشاند نشانہ را

الحمد للہ گرا اپنے بادشاہ کی نظرون سے نہین گرا اگر یہ جان و تن اُس پر تصدق ہو تو عین تمنا ہے وہ اُدھر روانہ ہوا اگر شاہ نے ماہ تابان کی خدمت مین جا کر پوچھا کہ جو شخص بلندی سے گرے اور استخوان اُس کے خستہ ہو جائین آپ کو دوا اُسکی کچھ معلوم ہے ماہ تابان نے کہا

بلندی کیا افتادگان سقفت گردون نے میری دوا سے شفا پائی ہے اگرشاہ نے کہا اسمین سے کچھ عنایت کیجئے اسکی ترکیب بتا دیجئے اُسنے وہ چار گوبی کہ اسکا نام حب حیات تھا دیکر کہا کہ اسکو شیر مین ترکیب دیکر کھلانا روغن شیرین کی مالش کرانا یہ گوبی دوا اور جوزہ مرغ کی غذا ہے شہزادہ نے آگے قالب بدلا حکیم بنا اُس کے شہر مین آیا۔

جانا اگر صاحب کا طبیب کے بھیس مین گل بادشاہ کے دیس مین

نظم

مریض محبت ہے وہ خوش نصیب	کہ عیسیٰ نفس جسکا ہووے طبیب
جسے دیکھنا یار کا ہو شفا	دوا وصل ہے فصل ہے لا دوا

جب وہ طبیب کابل وہان ہونچا شہرہ ہوا سب نے کہا مبارک ہو حکیم مطلق نے اپنے شفا خانہ رحمت سے طبیب حاذق بھیجا اُسکی طرف رجوع کی اُسنے انکار کیا لال دیو بڑی دوا دوش اور تدبیر و حکمت سے ہاتھون ہاتھ لایا طبیب نے ہاتھ بیمار کا نبض کے دیکھنے کو ہاتھ مین لیا تسلی اور دلاسا دیکر دست شفا بڑھا کر دُعا کی کہ اے حکیم حاذق اِس عاشق صادق کو میرے ہاتھ سے شفائے عاجل عطا کر پھر دانہائے اشک پر استخارہ دیکھ کر وہی دوا کھلائی یخنی پلائی ہوش مین آیا بیساختہ یہ شعر پڑھا شعر

از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

طبیب نے کہا اے کشتۂ شمشیر غمزہ و نازو اے خستہ سنگ کرشمہ و انداز سچ بتا کہ تو بیمار ہے یا کسی کے سنگ جفا سے مسمار ہے اُسنے جواب مین کہا حکیم صاحب برائے خدا دوا سے ہاتھ اُٹھاؤ میرے واسطے موت بجائے حیات سمجھو کچھ نہ پوچھو شعر

کہا تھے کچھ مر رہون یہ جی مین ہے	خیریت ہے تو کچھ اسی مین ہے

حکیم نے کہا اے عزیز موسم جوانی سرمایۂ عیش و زندگانی ہے اسمین

مرنے کی تمنا عین نادانی ہے وہ کون ہے کہ جس نے تجھ ایسے گل کو یوں بادہ وصل سے اپنے ناشاد و نامراد کیا ہے رباعی

دیکھو کر ور گل کا گریبان ہوا ہی چاک	گو عندلیب اک اجل اپنی سے مرگئی
پروانہ کو لسا نہ جلا شام کر شمع	رونق ہوئی نہ بزم سے وقت سحر گئی

جو شمع کہ پروانہ کے حال پر گھل گھل کر نہ جلے اسکا پروانہ ہونا حکمت و نظرت سے دور ہے اور جس گل کا فریاد بلبل پر گریبان چاک نہ ہوا اُسپر شفیقہ و دیوانہ ہونا محض عقل کا قصور ہے اے بادشاہ مثل مشہور ہے کہ جی ہے تو جہان ہے تو عبث اور مُفت اپنے درپے جان ہے ایسی ایسی باتوں سے اُسکے دل کو ایسا گداز کیا آخر ضبط نہ ہوسکا یہ شعر پڑھا

درد دل کچھ کہا نہین جاتا	آہ چپ بھی رہا نہین جاتا

حکیم صاحب تم شفیق بیمار معلوم ہوتے ہو اور مین درد آزار اس سے حال اپنا کہتا ہوں کہ مین مدت مدید سے اگر شاہ کے آتش فراق مین عود کیطرح سوزان اور دود کے مانند پریشان تھا چھ مہینے اُسکے گم ہونے کے غم سے بے آب و دانہ رہا دیوانہ مشہور ہوا ازبسکہ ضعیف و ناتوان ہون کل اسکی چوگان بازی کا تماشا دیکھتا تھا ناگاہ تخت ہوا پر سے گرا ہر استخوان چور چور ہوا حکیم نے کہا لاحول ولاقوۃ حضرت سلامت وہ تو جوان رعنا ایک مرد صبیح ہے یہ عادت ہونا بہت قبیح ہے گل بادشاہ نے کہا عادت کیسی کیا کہتے ہو آہ کیا کہون اے صاحب وہ فتنۂ زمانہ مرد نہین ہے بلکہ زن نازنین ہے اُسنے کہا بالفرض تو کیا اُس سے بہتر اور کوئی عورت نہین اُسنے کہا اول تو فی الحقیقت وہ سراپا نور ہے بلکہ شعلۂ شمع طور ہے اسکے سوا لیلی را بچشم مجنون باید دید مثل مشہور ہے جو آہین کلام کرے اُسکے تجربہ مین فتور ہے حکیم نے کہا مین تو یہی کہونگا کہ اُس جوگی بچہ کے واسطے ہلاک ہونا آپ کی دانائی سے بہت دور ہے گل بادشاہ نے یہ سُنکر ایک دم سرد کھینچا اُسکے صدمہ سے حکیم صاحب کا بھی رنگ زرد ہوگیا حکیم نے کہا اے عاشق صادق تیری آہ کے صدمہ سے دل میرا ہل گیا اور الیقین صداقت محک امتحان سے

حاصل کیا بظاہر اس وقت مجھے وہی یاد آیا جس نے تیرے دل کو ایسا
ستایا گلؔ نے حکیم صاحب کے ہاتھ آنکھوں سے لگا کر کہا کہ حکیم صاحب
سچ تو یہ ہے کہ تمھارے ہاتھ اُس کے دست نازنین سے بہت مشابہت
رکھتے ہین شعر

ہر دست اس سے ہوئی ہر شفا	نہین تو اثر کچھ نہ کرتی دوا

حکیم صاحب نے اس حرکت سے تیوری چڑھائی ناک بھون بنائی نظر بد
کہا سبحان اللہ مجکو ایک ابرو سے تشبیہ دیتے ہو گلؔ شاہ اس رو کھائی کا
دو یا کہا واللہ باللہ زندگی سے ملول ہون مرنا قبول ہے برائے خدا کچھ ایسی
دوا دیجئے کہ رشتۂ حیات ٹوٹ جائے اور مرغ روح میرا کشمکش تن سے
چھوٹ جائے ہرگز دوائے صحت نہین کھانے کا عزم بالجزم ایڑیان
رگڑ کے مر جانے کا ہے حکیم نے کہا لو سبحان اللہ آپ تو غم و غصہ سے چھوٹین
اور بدنامی و رسوائی سے بچین روز قیامت کو بازپرس خونِ ناحق کی مفت
میرے ذمہ ہو گلؔ نے کہا حکیم صاحب اوّل تو بموجب مصرعہ

خونِ عاشق کی نہ یان دیت ہے نہ پرشش ہے وہان

اور بالفرض مین نے آپ پر بہت سہل کیا خون اپنا بحل کیا برائے خدا آپ
ہفت گنج لیجئے اور وہ دوا دیجئے کہ غم کے ہاتھ سے میرا چھٹکارا کیجئے اُسنے
کہا بعد آپ کے وہ مال مجھے کون دیگا بادشاہ نے کہا ایک دستاویز
بطریق تمسک کے میری مُہر سے لکھوا کر اپنے پاس رکھیے خادم کو پکارا
قلمدان منگایا لال دیو نے کہا حکیم صاحب مین آپ کا ممنون ہوا گلؔ بادشاہ
ہوش مین آیا الحمد للہ ابکی جس وقت یہ غسل صحت کرے گا نصف محاصل
ممالک محروسہ آپکی نذر ہے حکیم صاحب نے کہا آپ خاطر جمع رکھین ہرگز
نہ گھبرائین یہ رو بصحت ہین غرض بادشاہ نے تمسک حکیم صاحب کو لکھ دیا
اُسنے دوسری گولی زہر کے بہانے سے کھلائی خدام حرم کو ہوشیاری کی
تاکید فرمائی حکیم صاحب رخصت ہو کر اپنے مکان مین آئے جوگی صاحب
بھی اسکی عیادت کو گئے تھے رخصت ہوئے اگر صاحب نے گھر مین آکر

جوگی صاحب سے انجان بنکر استفسار حال کیا اُس نے کہا کام تمام ہوچکا تھا لیکن ایک طبیب نے مسیحائی کی جان ڈالی دوسرے دن پھر وہ طبیب گیا ہر ایک نے خاطرداری اُسکی بدرجۂ اتم کی حکیم صاحب نے بیمار کا مزاج پوچھا اُسنے کہا الحمد للہ بدن مین تو درد اس قدر اور بےچینی نہین ہے مگر دل مین جیسا درد تھا ویسا ہی ہے شعر

اسکا کوئی علاج نہین آہ کیا کرون	سُنتا نہین وہ نالۂ جانکاہ کیا کرون

حکیم نے کہا اس مرض کی اُس سے پرہیز کرنے کے سوا کوئی دوا نہین جون جون تصور کو اُسکے اپنے دل سے دور کیجیے گا اپنے تیئن صحت سے مسرور کیجیئے گا گل بادشاہ نے رو رو کر کہا قطعہ

خاطر اغیار کے کیونکر نہ ہوئین یار ہم	وہ عیادت کو نہ آیا جسکے تھے بیمار ہم
آہ کیونکر محو ہو اُس خال ابرو کا خیال	زہر کھالین یا گلے پر پھیر لین تلوار ہم

پھر حکیم صاحب نے یہی کہا کہ میری تشخیص مین یہی آتا ہے کہ اُس شخص کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ نہین رفتہ رفتہ گھٹاؤ صاحب کے خیال مین نہین کہ تا مختار ہو بادشاہ نے کہا آہ نہ تم کو محبت کا مزہ حاصل نہ اُلفت آب و گل مین داخل تم کیا جانو اپنا تو یہ حال ہے کہ شعر

اُسنے تلوارین جو کھینچین فریاد پر جو ہم نہین	ہر دہان زخم سے کرنے لگے فریاد ہم

اگر سو مرتبہ آسیائے چرخ دانۂ گندم کی طرح مجھے اُسکے انتقام عشق مین پیسے یا ہزار مرتبہ جلاد فلک آرۂ کند عوض مین اسکی محبت کے مجھ پر کھینچے یا لاکھ مرتبہ کلال قدرت خاک سے تیلا بنائے اور پھر مٹائے اگر کرور مرتبہ وجود خاکی اسکی محبت مین مثل منصور دار پر کھینچا جائے تب بھی اُسکی آرزو سے دست بردار نہ ہون اور مرنے کی تمنا فقط اسواسطے ہے کہ مبادا میرے ولولۂ سودا سے اُسکے دشمن بدنام اور خدانخواستہ رسوائے عام نہ ہون شعر

زیست ضبط آہ سے ہو یا نہ ہو	پاس ہے ہم کو کہ وہ رسوا نہ ہو

جب طبیب نے دریافت کیا کہ فی الحقیقت وہ محبت مین صادق ہے اور شمع جمال پر پروانہ کی طرح عاشق ہے کہا اے بادشاہ آج پھر ترا امتحان

کرتا تھا ہزار آفرین تیری ہمت پر باوجود اس بے اعتنائی کے اگر کے واسطے
اگر کی طرح جلتا ہے اور دل ستم زدہ اس کے ذکر سے بہلتا ہے اغلب ہے
کہ عنقریب اسکے سرچشمۂ وصال سے غنچہ خاطر پژمردہ تر و تازہ اور غبار
دامن اسکا تیرے رخ زرد کا غازہ ہو گل نے کہا اے مسیحا نفس البتہ
اس نسخہ سے مجھے صحت کامل و شفائے عاجل ہوئی تھوڑے عرصہ میں بادشاہ
نے غسل صحت کیا طبیب نے سارے گھر کو ممنون منت کیا۔

اگر صاحب کا جشن ترتیب دینا صحبت احباب سے حظ اٹھانا گل شاہ کو عورت بنانا

کہتے ہیں کہ جب گل بادشاہ نے غسل صحت کیا اگر شاہ نے تصدق بھیجا وزیر نے
مبارکباد دی جنس تصدق پیش کی گل بادشاہ نے کہا جو کی صاحب
کو تسلیمات عرض کرنا اور شہزادہ سے کہنا صدقے اس آپکی عنایت کے
قربان اس مرحمت کے تصدق تو بھیجا مگر یہ توفیق نہ ہوئی کہ کسی دن عیادت
کی تقریب سے آپ تشریف لاتے مصرعہ

مہربانی اس قدر نامہربانی اس قدر	

وہ رخصت ہوا اتنے میں شہزادہ بھی تشریف لایا گل بادشاہ نے عارفانہ
تجاہل کیا یہ شعر زبان پر لایا شعر

واہ واصاحب تمھیں صد آفرین	خوب آئے تم عیادت کے لیے

اگر صاحب نے جب وزیروں کو ہر ایک بہانہ سے ٹالا تخلیہ کیا گل سے کہا
آپ کی طبیعت مجھ سے نہایت خفا ہے جواب سلام کیا میری صورت دیکھنا
ناروا ہے گل بادشاہ بے تابانہ قدم پر گرا بہت رویا قصور معاف کروایا
اگر شاہ نے کہا کہیئے طبیب کو کیا دیا گل نے کہا سوا سے انعام اور خلعت کے
ہفت گنج جواہر اسے دیئے شہزادہ نے کہا غلط کہتے ہو اگر وہ یہ پاتا تو میرے
پاس جھینکنا کیوں آتا تمسک آپ کی مہر کا موجود ہے لیجیے گل نے کہا
اے شہزادہ مجھے یقین ہوا کہ طبیب اپنے بیمار کا تو ہی تھا اگر نے کہا میری

پاپوش کو کیا غرض تھی کہ ایسے سفلہ کا علاج کرتا جو طبیب کے ہاتھ کو میرے ہاتھ سے تشبیہ دے اور میرا نام اُسکے آگے لے اتنے مین دونون وزیر کہ جس کو بہانہ سے بھیجا تھا حاضر ہوئے جھجک رہے دو چار گھڑی لطف صحبت اُٹھایا ناگاہ افلاطون نے آکر التماس کیا کہ مین نے آپکو کہان کہان ڈھونڈھا گل بادشاہ کو افلاطون کا آنا نہایت ناگوار ہوا شہزادہ اُٹھنے کو تیار ہوا وزیرون کو اگرشاہ نے اپنے ساتھ لیا گل کو مفارقت کا خار دیکر دولتسرا مین آیا دو چار گھڑی شغل چوگان بازی مین مصروف رہا وقت خاصہ کا آیا رفیقون کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا اور کچھ حمید کے ہاتھ گل بادشاہ کو بھیجا بادشاہ اُس عنایت سے عذب البیان رہا حمید کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیا شہزادہ نے اہلکارون کو حکم دیا کہ روشن راے پری کے لانے کی بزم نشاط ترتیب دو چاہ بجا رقعے طلب کے بھیجے لال دیو کو مع گل بادشاہ بلا یا منصور شاہ وزیرون کو لیکر آیا لعل شہزادہ مع ماہ پرور محمود مع گلنار جلوہ گر ہوا شہریار وزیر موتی رانی کے ساتھ جواہر کے ہاتھ مین عجوبہ کا ہاتھ بسنت سرو آسا کے ہاتھ مین ہاتھ دیے منوچہر روشن راے پری کو لیے حاضر ہوئے

بیت

ہر اک کی تھی خاطر علی قدر حال	ہر اک کا تصور ہر اک کا خیال

کسی کو نذر کسی کو خلعت سے لطف ہر ایک پر عنایت انواع اقسام کے طعام خوشگوار شراب کے جام ہر ایک نے خوشی اور خرمی کے ساتھ نوش کیے جب دعوت احباب سے فراغت حاصل ہوئی طبیعت نغمۂ خوش آواز مطربان پر مائل ہوئی پری پیکران نازک ادا خوش صدا سرگرم نغمہ پردازی اہل محفل محو خوش آوازی ہوے گل شاہ سب راگ رنگ بھولا تھا فقط اپنے دل کو اگرشاہ کی چشم بد کے واسطے اسپند وار شعلۂ حسن مین جلاتا تھا ناگاہ ایک نالۂ جانسوز دل سے کھینچا بیہوش ہوا اگرشاہ نے ایک پھول حمید کو دیا کہ لال دیو کی نظر بچا کے گل کو سونگھا دے اُسنے سونگھا دیا فوراً افاقہ پایا لیکن آثار مردی غائب ہوئے ہاتھ دوڑا کر بھبہ اگر ٹٹولا عنصر لوق

چاہ ندامت ہوا ہاتھ اُٹھایا غفلت و خواب سمجھا آنکھیں ملنے لگا پھر سنبھل کر دیکھا ندامت سے نہایت حیران خفقان ہلاکت کا سامان کیا حمید نے ایک پھول سونگھا جیسا تھا ویسا پایا وہ ندامت تو رفع ہوئی لیکن دمبدم ہاتھ چلا جاتا تھا کہ پھر خوشۂ جو گندم نہ ہو جائے اگر شاہ اُسکو متوحش دیکھ کر بے اختیار ہنستا تھا اس عرصہ میں حمید نے شہزادہ سے کہا آپ ادھر آئیے تماشا دیکھیے کہ منوچہر سازندہ کے بھیس میں زنگولہ بجاتا ہے شہزادہ نے کہا جلد ادھر لاؤ جب وہ روبرو آیا حمید سے ارشاد کیا کہ اس قاصی کی طرح کہ جس کی کلانوت بچی سے شادی کی تھی اسے بھی ہماری چنچل بائی سے منعقد کرو حمید نے اُس مطربہ کو حاضر کیا منوچہر آنکھ بچا کر بھاگا صورت اصلی بنا کر شہزادہ کے پاس حاضر ہوا اسکی بہت ہنسی رہی کتنے دن تک جیسا چاہیے سامان عیش مہیا رہا جب فراغت ہوئی ہر ایک کو رخصت کیا۔

افلاطون کا مبتلا ہونا اس گل اندام سے اور منعقد ہونا اس خوش خرام سے

کہتے ہیں کہ جب اگر شاہ روشن رائے پری کے ملک کو گیا تھا افلاطون کو کہ مامون زاد بھائی تھا قائم مقام کر گیا تھا حسب اتفاق طبیعت اُسکی ایک خواص پر کہ گل اندام نام اور حقیقت میں گل اسکی نزاکت سے بدنام تھا بلبل کے مانند آئی آخر کو دونوں طرف سے شعلہ عشق کا بھڑکا مدت تک افلاطون نے شرر عشق کو آتشکدۂ دل میں چھپایا تا کجا شعر

متوان عشق نہان داشت زمردم لیکن	زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج

اُسکی آشفتگی اور پریشانی دیکھ کر ایک دن اگر شاہ نے کہا تیرے اطوار سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آئینہ عذار کا حیران اور زلف مسلسل کا پریشان ہے ع

آنسو سے نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے

شہزادہ نے بہت دلداری اور تشفی سے کہا کہ تو نے آج تک شمع کے مانند ناحق آپ کو گھلایا اور پروانہ کی طرح جلایا اے نادان میں نے تو غیروں کے

واسطے جانفشانیان کین مہینون اپنے تئین پتھر کا بنایا صدہا طرح کی صعوبتین اُٹھائین تو میرا برادر اور قوت بازو ہے تیری مشکل کیونکر آسان نہ کرتا افلاطون نے کہا مجھے خجالت ہے کیا کہون ندامت ہے حال میرا قابل اظہار نہین ہے سچ ہے کہ دل پر اختیار نہین شہزادہ سمجھ گیا کہ شاید میری خواص سے اختصاص رکھتا ہے معشوقہ اُسکی محشر خرام گل اندام ہے

ابیات

اُسی کا داغ ہے جرم قمر مین	سمائی ہے وہی سب کی نظر مین
پری پیکر ہے اور نازک ادا ہے	یہ مفتون اسپہ وہ اسیر فدا ہے

پھر اُن دونون گلون کو رشتۂ مناکحت مین منسلک کیا افلاطون اُس خوشی سے پھولا نہ سمایا محفل کے پردہ مین دل کو دمساز عشرت کیا ستار ہاتھ مین لیا ساری محفل کو صورت دیوانہ محو کردیا ہرچند اُس شادی مین کسی کو مہمان نہ کیا تھا مگر اس کے نغمہ کی ایسی ہوا بندھی کہ دور دور کی خلقت حاضر ہوئی گل بادشاہ اور لال دیو آئے جوگی صاحب بھی تشریف لائے وحوش وطیور نے گرد اسکے حلقہ کیا افلاطون نے ہار اپنے گلے کا ایک آہو کی گردن مین ڈال دیا ستار ہاتھ سے رکھ دیا آہو چلا گیا اگر شاہ سے کہا آپ میرا ہار منگوا دین مین نے جانا تھا کہ یہ ہرن آپکا لایا ہوا تھا شہزادہ نے کہا تیری نغمہ پردازی اُسے کھینچ لائی تھی اُسی طرح پھر کشش رشتۂ شوق سے وابستہ کر اپنا ہار اُس سے منگوا اُس نے کہا اُس وحشی صحرائی پر کیا اختیار رہا ہے اب اُسکا بلانا اپنی طاقت سے دشوار ہے آپ اس فن مین مشاق اور اس کرتب مین طاق ہین میرے کار ناتمام کو سرانجام دیجیے شہزادہ نے ہرچند انکار کیا لیکن اُس نے نہ مانا چار و ناچار ناگوار گوارا کرکے وہ غیرت زہرہ نغمہ پرداز ہوا لب نازک کو اس غزل سے مترنم کیا۔

غزل میر درد

ساون کے بادلونکی طرح سے بھرے ہوے	یہ نین وہ ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوے
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک	لخت جگر کی لاش کو آگے دھرے ہوے

ہنوز وہ غزل تمام نہ ہوئی تھی کہ آہو رمیدہ آیا سر اپنا شہزادہ کے قدم پر رکھدیا
اُس نے افلاطون کا ہار گلے سے نکال کر اپنا ہار پہنا دیا وہ گُل کی طرح شگفتہ
ہوکر صحرا کو گیا گلُ بادشاہ اُس ہار کے رشک سے وحشی تازہ ہوا محفل مین
تحسین و آفرین کا آوازہ ہوا۔

عسکری پہلوان نے ہرن کے گلے مین اگر صاحب کا ہار دیکھا بیقرار ہوا سودائے عشق گلے کا ہار ہوا لشکر لیکر اگر صاحب کی خواستگاری کو آیا آخر ذلیل و خوار ہوکر پھر گیا

کہتے ہین کہ جب آہو ہار پہنے ہوئے چراگاہ کو گیا عسکری پہلوان ہم پنجۂ نریمان
رستم گرد اُسکے آگے گرد سہراب کا منھ نبرد مین زردزال پامال تہمتن ایک مشتمال
جسامت مین گنبد گردون درازی مین آسمان کا ستون ہفت سرا اُسکے آگے
بیسیر شیر نر ایک پشہ کے برابر اُسکی قوت کا ہر کہین افسانہ زور آوری مین
یکتائے زمانہ صحرا اُسکی وحشت سے پریشان اور شہر اُسکے ظلم و ستم سے
ویران وحشیون کی طرح جنگل مین رہتا تھا وہ آہو اُس سے بہت مانوس
تھا اُسکے پاس گیا اُس مردم آزار نے قرینے سے دریافت کیا یہ ہار اگر کے
گلے کا ہے کہنے لگا سبحان اللہ جس کے ہار کی خوشبو سے زمین و آسمان
مہک رہا ہے وہ گل اندام کیسی ہوگی دیکھا چاہیئے القصہ وہ دیو مست
شہوت پرست ایک لشکر ساتھ لیکر اُدھر روانہ ہوا چار طرف شور پڑگیا کہ
عسکری پہلوان لشکر فراوان ساتھ لیکر آیا ہے فتنۂ خوابیدہ نے سر اُٹھایا
ہے گل بادشاہ اور لال دیو مع وزیرون اور رفیقون کے آئے دیکھا کہ
عسکری پہلوان اگر شاہ صاحب کو احاطہ کئے بیٹھا ہی جب اگر کو خطاب کرتا
ہے جان من کہتا ہے گلُ بادشاہ کے بدن مین شعلۂ غیرت بھڑکنے لگا چاہا
کہ خنجر سے کام اُسکا تمام کرے اگر شاہ نے اشارہ سے منع کیا اور اُس سے
کہا اے بیہودہ باوہ گو کیا بکتا ہے آدمی کو چاہیئے زبان سنبھال کر بولے

تو اپنے زور پر نازان ہے نہین جانتا کہ اس سن مین بڑے بڑے رستم مجھ سے
عاجز ہوے ہین تو اس قابل ہے کہ مجھے اپنی دامادی مین دے عسکری نے کہا
مین جانتا ہون کہ تم عورت ہو تمھارے گانٹنے کے آرزومند ہین شہزادے نے
چاہا اس عقدۂ مشکل کو ناخن شمشیر سے کھولے جوگی صاحب نے شہزادہ سے
کہا یہ مہمان ہین انکی خاطرداری کا سامان کرو خاصہ کھلاؤ کوئی بازی چوسر کی
کھیلو عسکری بھی اس بات پر راضی ہوا کھانا کھایا چوسر بچھی اگر اور گل یکرنگ
ہوئے دونون نے جگ باندھا اُسوقت کا یہی داؤن تھا بازی مقرر ہوئی کہ جو
کوئی غالب ہو وہ اپنی بادشاہت کا ملک اُسے دے شہزادے نے تین بازیان
پے در پے اُس سے جیتین حریف نے کہا البتہ ملک اپنا مین تجھ سے ہار بیٹھا
لیکن سودائے وصل سے ہاتھ نہین اُٹھایا اگرشاہ نے کہا اب تو بندۂ سرکار ہے
ہم کو تیری ذلت و عزت کا اختیار ہے یہ گفتگو تھی کہ عسکری کی نگاہ فتح نامہ پر
جا پڑی اُسمین بالاجمال ہر ایک مہم کے سر ہونے کا حال لکھا تھا پہلی مہم چالیس
بادشاہ کا شہر خشخاش مین آنا اور عاجز ہوکر غاشیۂ اطاعت شاہی کو دوش پر
لینا دوسری مہم راجہ باسک کی بیٹی کے لیے اژدہا بنا تیل کے کڑاہ مین کودا
حمام گرم مین نہایا ان صعوبتون سے اُسے لاکر شہریار وزیر کو دے ڈالا تیس
ری مہم یہ کہ شاہ لالہ کے ملک مین گیا اسے سر کیا وہان سے عجوبہ پری کو لاکر جواہر کو
بخشدی چوتھی مہم یہ کہ سیمرغ سے شہباز کی خبر سنی تن تنہا اُدھر کا قصد کیا
سات دریا کو طے کرکے اسے دام مین لیا پانچوین مہم یہ کہ محمود وزیرزادے کی
شادی سے اُٹھکر اپنے مامون کے ملک کو عازم ہوا اور غنیم کو ہزیمت دے کر
سلطنت رفتہ کو قائم کیا چھٹی مہم یہ کہ سرد آسا کو بڑی دانائی سے قابو مین لاکر لطیفت
وزیر کے ساتھ کدخدا کیا ساتوین مہم یہ کہ روشن رائے پری کے واسطے چھ مہینے تک
پتھر کا بنا رہا اُس کوہ کنی سے وہ ہاتھ آئی منوچہر کو حوالہ کی پس اسکی برابری
پر وہ قدم مارے جو ایسے کارنمایان کر دکھائے جب اُسنے مضمون فتح نامہ کا
پڑھا ہوش اُڑ گئے نشے ہرن ہوئے دل مین کہنے لگا جسنے ایسی جوانمردی
کی ہے اُسے کیونکر گوارا ہوگا کہ کسی کو اپنے اوپر حاکم کرے یہ خیال خام ہے

یہ بات بدانجام ہے نہایت منفعل گستاخی سے خجل ہوا پیشاب کا بہانہ کیا
اپنے ویرانہ کو روانہ ہوا گل بادشاہ نے کہا سننے یہ سمجھنے کی بات ہے
آج تو یہ بلا جون تون سر سے ٹل گئی حکمت چل گئی ہر ایک کو ثابت ہو چکا
کہ آپ حقیقت مین عورت ہین ہر ایک اس عارض گلگون پر بلبل کیطرح
شگفتہ و مفتون ہر روز ہزارون کا خون ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ
کہین بیٹھیے ان باتون سے ہاتھ اٹھائیے اگر شاہ نے کہا تو سبحان اللہ مصرع

مینڈکی کو بھی اب زکام ہوا	

مین وہ شیرین نہین کہ کوئی فرہاد کی طرح منڈچراپن کر کے جان دے اور
وہ لیلی نہین کہ قیس کی طرح دیوانہ بن کے مجھے اپنے عشق سے بدنام کرے
جو سر اٹھائیگا وہ سزا پائیگا القصہ لال دیو اور گل شاہ رخصت ہوے
شہزادہ نے افلاطون سے کہا یہ بکھیڑا فقط تیری نادانی اور ہٹ کرنے سے ہوا
نہ وہ آہو آتا نہ میرا ہار لیجاتا اس نے کہا واقعی قصوروار ہون عفو کا امیدوار ہون

خبردار ہونا لال دیو کا گل شاہ کی بیقراری سے اور تدبیر کرنی اس کے وصل کی بہت ہوشیاری سے

جب گل شاہ اگر صاحب سے رخصت ہوا راہ بھر جوش رقت رہا دل مین قرار
دیا کہ آخر وصل یار کا کوئی سامان نہین اس بے مروت کو میری طرف بالکل
میلان نہین شعر

شکل امید تو کب ہم کو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے

شعر
اس جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے

غرض یہی ہے کہ جھگڑا تمام ہوجائے	اسی پہ کیون نہ مرین ہم کہ نام ہوجائے

وہ راہ روتے دھوتے کئی مکان مین آکر خلوت سرا مین جا بیٹھا دروازہ حجرہ
کا بند کر لیا جب کئی روز اسکو آہ زاری مین گذر گئے تا کجا شعر

آہ نے آہ نارسائی کی	تاب و طاقت نے بیوفائی کی

قریش نے خبر پائی اور حجرہ پر آئی ہر چند پکارا جواب نہ پایا سر ٹکرایا اسقدر

گریہ وزاری کی کہ ایک نہر خون کی جاری کی لال دیو نے یہ قصۂ سُنا قریش کی پیشانی مجروح پر سر دُھنا اور بیت الحزن توڑ کر گل پژمردہ کو باہر نکالا آغوش مین لیا دم واپسین پایا دیر کے بعد ہوش مین آیا تسلی و تشفی سے کہا اے گل تیرے غم نے دل کو بیقرار بلکہ زندگی سے بیزار کیا برائے خدا کچھ حال دل اظہار کر اُس نے کہا آپ کو کیا پروا ہے لعل شہزادہ کے مقابل مین مجھ سے پتھر کی قدر سوا ہے اُنکے واسطے آپ نے کیا کیا محنت و مشقت اُٹھائی ماہ پرور اُس سے ملائی ایک مدت سے اگر کے واسطے جان بلب گرفتار رنج و تعب ہون کیا کیا میری حالت تباہ ہوئی آپ نے اچھی طرح خبر بھی نہ لی بات نہ پوچھی لال دیو نے کہا اب مفصل معلوم ہوا آپ خلوت سے برآمد ہون ہنسیں بولیں کھائیں پئیں ہم بخوبی تدبیر اسکی کرینگے گل نے کہا آپ اس بات پر حضرت سلیمان کی قسم کھائیں لال دیو نے کہا اگر قسم کھائیں قابو نہ پائیں گل نے کہا اُسکے ماں باپ چاہتے ہین کہ اگر لعل شہزادہ سے وصل مدام ہو تو اس کام کا سر انجام ہو لال دیو نے بعد تامل کے کہا ہرچند اُسکی مفارقت کی تاب نہین رکھتا ہون خیر تمھاری ہلاکت کے خوف سے ناگوار گوارا کرتا ہون اُسی وقت وزیرون کو بلا کر لعل شہزادہ اور محمود وزیر کے سفر کا سامان مہیا کیا وہ اُس سامان مین اور کاروبار سب موقوف ہوا حمید نے یہ خبر سُنی کہ دو چار دن مین لعل شہزادہ اپنے شہر مین داخل ہوا چاہتا ہے اگر صاحب کے گوش گزار کی شہزادہ کماک متردد ہوا ظاہر مین ہنسا بولا باطن مین نہایت حزین آخر تنہا حجرہ مین خلوت گزین ہوا ہرچند حمید نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا پھر نقب کی کی راہ سے جوگی صاحب کے پاس گیا اسنے شفقت فرمائی آنکھین سوجی دیکھین رو رو کر استفسار کیا آج کیا صدمہ فلک نے دکھایا کہ یہ حال بنایا شہزادہ نے کہا آپ نے یہ افسانہ نہین سُنا کہ لعل شہزادہ دو ایک دن مین اپنے شہر مین داخل ہوا چاہتا ہے محمود کی شادی مین لال دیو اور خوشحال وزیر سے یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ جسوقت لعل شہزادہ تمھاری قید سے چھوٹ کر اپنی سلطنت پر تخت نشین ہوگا ہم اگر کو گل سے منعقد کر دینگے چنانچہ

وہی عہد و پیمان وفا ہوتا ہے کوئی دن مین اُدھر سے یہ پیغام ہوگا کہ ہم نے تم سے جو کہا تھا سو کیا تم بھی قید غم سے ہمین رہائی دو مین اس معاملہ مین نہایت متردد ہون ماں باپ کی اطاعت سے بجاو ذکر دن خدا اور رسول سے شرمندگی کھینچون اور اگر اطاعت کرون تو شرم آتی ہے کہ حاکم ہوکر محکوم ہون ناگوار کو گوارا کرون جوگی صاحب نے کہا اے فرزند مصرعہ

پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے	

اس کے رد کرنے مین سواے کشت و خون کے نتیجہ نیک نہین ہے شہزادہ نے کہا آپکی خدمت سے جدا ہونے کا بڑا رنج و الم ہے آپ کے تنہا ہونے کا بڑا غم ہے جوگی اس بات سے نہایت رویا پھر غبار ملال کو رو رو کر چہرہ سے دھویا بہت سمجھایا شہزادہ نے کہا اب ہمارے مکان کو میدان سے اُکھڑوا کر اپنے ایوان کے برابر نصب کر دیجئے دو تین دن مین عمارت وہان سے اُکھڑ کر یہان نصب ہوئی اگر صاحب نہایت ملول اور غمناک اُس صحرا کا دامن چاک چاک ہوا۔

جانا لعل شہزادہ کا مع محمود وزیر شہر خشخاش کو واسطے بود و باش کے

لعل شہزادہ مع ماہ پرور محمود مع گلنار بڑے کر و فر سے اپنے وطن کی طرف چلے لال دیو اور قریش نے اُنکی مفارقت پر دست تاسف ملے گل نے بھی حال اپنا غم دون کا بنایا دور تک انھین پہونچانے آیا جب وہ متصل شہر خشخاش پہونچے عرضی منصور شاہ کو بھیجی کہ الحمد للہ طالع ہمارا شرف سعادت سے سرفراز ہوا امیدوار ہین کہ اجازت قدمبوسی سے ممتاز ہون منصور شاہ نے وہ خط فرط اشتیاق سے دیر تک آنکھون پر رکھا جواب اُسکا اپنے ہاتھ سے لکھا اے نور بصر طاقت انتظار طاق اجازت طلبی مشتاق کو شاق ہے شعر

آؤ کرو آباد مرے کشور دل کو	اک عمر سے غم نے اسے برباد کیا ہے

بمجرد پہونچنے اِس پروانہ کے پروانہ کی طرح روانہ ہوئے یہان اگرشاہ نے سامان دعوت جیسا چاہیے مہیا کیا جب شہر مین آئے بادشاہ بڑی دھوم سے سوار ہو فرط شوق سے استقبال کیا بیٹے کو اپنے برابر محمود کو خوشحال کے ہاتھی پر بیٹھایا لعل شہزادہ نے شہر کے ہر کوچہ کو جنت کی روش دو راستہ آئینہ بندی سے ہر دیوار و در کو آراستہ دیکھا گلدستون مین گلہائے جنت کی بو باس رعیت خوش دِل و خوش لباس ہر قدم پر اگرشاہ کے حُسن سلیقہ کی تعریف کرتے آئے شاہزادہ اور ماہ پرور محل مین تشریف لائے اور مہربان کو بہو بیٹے کے دیدار سے شادی بے اندازہ حاصل ہوئی محمود اور گلنار کی آمد سے خوشحال مین جان آئی تصدق ہر جگہ سے آیا انعام واکرام امیدوارون نے پایا اگرشاہ نے بہت تکلف سے سامان دعوت بھیجا لعل شہزادہ نے کہلا بھیجا کہ ہم تمھاری نعمت دیدار کے بھوکے ہین آپ جب تک تشریف فرماتہ ہونگے مہمان لذت یاب نہ ہونگے حمید نے پیام اشتیاق بھیجا اگرشاہ یہ سُن کے اُنکی محفل مین آیا لعل شہزادہ نے کہا اے برادر تشریف لائیے ہم بغل ہو جیے اگرشاہ نے کہا مین جوگی بچہ ہون ہم بغل ہونا ترک ادب جانتا ہون دستر خوان بچھا کھانا کھایا ازبسکہ اگرشاہ کو انقباض اور دلبستگی تھی گھبرایا بغیر اطلاع نقب کی راہ سے روانہ ہوا دروازہ نقب کا بند کر دیا لعل شہزادہ نے کہا جوگی بچہ یہان سے گیا ارکان سلطنت اس سخن سے انگشت بدندان ہوئے بعض نے جرأت کر کے یہ عرض کیا یا حضرت ایسا حرف اُنکے حق مین نہ فرمائین اُنکے اقبال سے نام نشان سلطنت کا قائم ہے

نظم

اُسی سے گلستان مین ہے یہ بہار	نہین تو یہ گلزار تھا خار خار
نہ ہوتا جو وہ شاہِ والا ہمم	نہ یہ سلطنت تھی نہ یہ دم قدم

لعل شہزادہ نے کہا ہمین اسکا کب انکار ہے اُنھون نے خود اپنے تئین جوگی بچہ قرار دیا بہت تلاش کی نہ پایا شہزادہ نے کہا ہنوز اشتیاق ملاقات باقی ہے محمود نے کہا دِل بھر کے نہین دیکھا اب اُسکا آنا بطیب خاطر بہت دشوار ہے یہ ایک نامہ شوقیہ روانہ کیا جواب مین لکھا کہ جوگی بچہ کو بادشاہونکی

ملاقات سے کیا سروکار ہے۔

جانا لال دیو کا واسطے درخواست وصلت عاشق و معشوق کے منصور شاہ کی خدمت مین اور راضی ہونا بادشاہ کا مقدمۂ مناکحت مین

بعد چند روز کے لال دیو نے ایک خط منصور شاہ کو اس مضمون کا لکھا کہ یہ گنہگار بسبب لانے شاہزادہ والا تبار کے کہ حضرت اُنکی مفارقت مین زندگی سے بیزار رہے بہت شرمسار ہے آج تک حضور کی خدمت سے قاصر رہا اگر غبار ملال کو مشاہدۂ جمال نے آئینۂ قلب مبارک سے برطرف کیا ہو تو سعادت ملازمت حاصل کرون منصور شاہ نے وہ خط پڑھا شہزادہ سے جواب کو فرمایا عرض کیا کہ قبلۂ عالم جو صدمہ میری مفارقت سے حضرت کو تھا وہی حال بھائی صاحب کی پریشانی سے اُنکا تصوّر ہو بادشاہ نے کہا گُل کی پریشانی کا مجھ سے کیا چارہ اسمین کیا اشارہ ہے شہزادہ نے کہا ہماری رخصت اس اقرار پر ہے کہ اگر صاحب کے ساتھ گل شاہ کی وصلت ہو کہ وہ اُسکے عشق مین نہایت بیقرار ہے والا ہماری فوج کو اُنکے ایک سپاہی سے مقاومت دشوار ہے لہذا اُنکو ملاقات کی اجازت بہتر ہے آیندہ سامان اُنکے مطلب کا مدنظر ہے بادشاہ نے کہا اچھا شہزادہ نے بادشاہ کی طرف سے خط لکھا برادر من سلامت خط تمھارا پہونچا مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی طبیعت مواصلت کی مائل ہوئی مصرعہ

کرم نما و فرو و آکہ خانہ خانۂ تست	

بمجرد پہونچنے اس خط کے گل شاہ نے لال دیو کو ادھر روانہ کیا وہ آیا بادشاہ سے عذر تقصیر بہت سا کرکے کہا کہ خدا کے فضل سے آپ شادان و مسرور ہوے امیدوار ہون کہ میری پریشانی کو اپنی عنایت سے دور کیجیے یعنی میرے پیوند دل کو پیوند دیجیے بادشاہ نے کہا اگر شاہ کا مزاج ظاہر اور

مشہور رہے خاطر جمع رکھیے اپنی طرف سے قصور نہ ہوگا دیر تک صحبت رہی بہت سی خاطر داری کی بادشاہ سے رخصت ہوکر وزیر خوشحال کے گھر مین آگیا سمدھی نے بہت سی آؤ بھگت کی شربت پلایا چوبھا کھلایا گلنار نے سلام کیا سر اسکا چھاتی سے لگایا محمود کو پہلو مین بٹھایا سمدھی اور سمدھن کو بہو بیٹے کے ملنے کی مبارکباد دی اسی ضمن مین اپنی کہاتی بھی بیان کی وزیر نے کہا جو حضرت نے آپ سے ارشاد کیا ہے ہکو اسی مین انکار و اقرار کی محال کیا ہے جب دن سے محمود کی زبانی حال آپ کی پریشانی کا سنا ہے خدا شاہد ہے کہ ہمین آپ کے غم کا نہایت الم ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جو بات دل مین ہے وہ عرصہ ظہور مین آئیگی آپ پریشانی کو دور کرین خاطر جمع رکھیں لال دیو کمال بشاش ہوکر شہر خشخاش سے رخصت ہوا گل کو وہ مژدہ سنایا خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

طمانچہ مارنا اگر صاحب کا شغل چوگان بازی مین افلاطون کو اور ملال ہونا گستاخی افلاطون سے عاشق مفتون کو

کہتے ہین کہ جب سے اگر صاحب نے جوگی صاحب کے مکان کے قریب رہنا اختیار کیا اکثر محلسرا مین رہے سیر و تماشے سے انکار کیا ایکدن کا ذکر سنیے کہ شہریار بسنت جواہر منوچہر باریاب ہوئے شہزادے نے کہا تم کئی روز سے کہان تھے جواہر نے کہا خانہ زاد تو کل بھی حاضر ہوا تھا حضرت محل مین تشریف رکھتے تھے بہت انتظار کیا چلا گیا بادشاہ نے حکم کیا کہ بہت جلد زنانی پوشاک عروسانہ تیار ہونگا اسمین غفلت کی تو اس علت مین بہت بیزار ہونگا اگر صاحب نے کہا تمھارے بادشاہ کے پیچھے ایک نہ ایک علت لگی رہتی ہے وہ علتی ہوگیا ہے بسنت نے بھی کہا غلام بھی ان دنون مین بہت عدیم الفرصت ہے تیاری زیور کی مجھے خدمت ہے شہریار نے کہا کہ غلام روشنی و جلوس وغیرہ کے تردد مین ہے منوچہر نے کہا خانہ زاد کو اہتمام محفل اور بحیثیت طعام سپرد ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے

نامزد ہوا چاہتے ہین شہزادے نے کہا ایسا نہ ہو تمھارا بادشاہ شادی مرگ
ہو جائے وزیرون نے کہا آپ اپنی زبان سے یہ نہ فرمائین بلکہ اس کار خیر کی
خیر منائین القصہ باتین دیر تک رہین بعد ازان اگر شاہ چوگان بازی مین مشغول
ہوا کہ ناگاہ کلغی اگر شاہ کے تاج سے جدا ہو کر پڑی افلاطون اس لحاظ سے
کہ شاید کسی کا پانوٗن پڑ جائے اس طرح گھبرا کر اٹھانے کو دوڑا کہ شاہزادہ کے
گال سے اسکا گال ملگیا شہزادہ نے غیرت پاکدامنی سے ایک طمانچہ اُسے مارا
بڑا بھلا کہا افلاطون نے اس روئداد سے رو دیا اگر شاہ کے دل مین گل شاہ
کے خار رنج کا کھٹکا پیدا ہوا کہ شاید تخت ہوا پر سوار دیکھتا ہو حسب اتفاق
گل شاہ تخت ہوا پر سوار تھا اس امر سے نہایت منقبض ہوا اور آزردہ ہو کر
چلا گیا یہان شہزادہ بھی مکدر ہوا چوگان بازی سے باز رہا دریا کی طرف شکار
کھیلنے کو گیا بسنت سے کہا ہمارے واسطے مچھلی کے کباب اپنے گھر سے پکا لا
بسنت تو اُدھر گیا شہزادہ نے کہا اے جواہر میرا جی گھبراتا ہے اُسنے کہا گل بادشاہ
کی طرف چلیے دو چار گھڑی استراحت فرمائیے شہزادہ اُسکی طرف گیا صاحب خانہ
کو مکان مین نہ پایا اُسکی خوابگاہ مین سو رہا گل بادشاہ اُسکے آنے کی خبر سُنکر کام
ناتمام چھوڑ کر دوڑا آیا کئی بار نام لیکر پکارا اگر شاہ مطلق بیدار نہ ہوا افلاطون کی
حرکت سے شعلہ غصہ و غضب کا نون سینہ مین مشتعل تھا ضبط نہ ہو سکا آہستہ سے
ایک طمانچہ مارا شہزادہ خواب سے چونک اُٹھا گل رخسار سوسن کی طرح نیلگون
ہو گیا کچھ نہ کہا وہان سے اپنے مکان مین آیا حمید سے فرمایا کسی کو سوقت
آنے نہ دینا بسنت مچھلی کے کباب لیکر حاضر ہوا حمید نے عرض کی کسبنت کو خدمت
مین بلایا اُس نے کباب گذرانے پھر عرض کی ابھی رخسارہ قمر نقاجرم کلف
سے مبرا دیکھا تھا اور کل آپ نے افلاطون کو طمانچہ مارا تھا طرفہ ماجرا ہے کہ
نشان اُسکا چہرۂ اقدس پر آج تک ہویدا ہے شہزادہ نے اُسکو اور باتون مین
لگایا ٹالا بالا بتایا چند روز خلوت مین رہا کئی دن کے بعد جواہر اور شہریار آیا
حمید سے عرض کروایا کہا میرے پاس اُنکا پیام نہ لاؤ اُن سے کہو جاؤ اپنے
بادشاہ کی خبر لو اوّل منزل پہونچا دُ غرض بکمال منت و سماجت پردہ آگہی ہوئی

صحبت رہی دستر خوان بچھا کھانا کھانیکو فرمایا وزیرون نے عذر کیا اور کہا وہان بھی حضرت کی عنایت ہے اگر صاحب نے کہا کچھ کھو تو یہان کھانے مین کیا قباحت ہے کہا گیا عرض کرین کہ جس دن تک حضرت تشریف لے گئے تھے گل شاہ اچھی طرح کاروبار مین متوجہ تھے بعد حضرت کے تشریف لانے کے عجب عارضہ مین گرفتار ہین آب وطعام سے بیزار ہین خفقان کے بیمار ہین دو چار دن مین فی الحقیقت نصیب دشمنان مرقے کی صورت بن گئے ہین اصلا حال انکا سمجھ مین نہین آتا کچھ کھا نہین جاتا جب وہ نوش فرمائینگے تب غلام بھی کھائینگے شہزادہ نے کہا اے بھائی آؤ دو چار لقمہ کھاؤ وہ ایسے روز ہی فیل لاتا ہے کوئی کسی کے ساتھ مر نہین جاتا ہے پھر انھون نے عذر کیا فرمایا تمھارے رنج سے ہمارا بھی جی نہین چاہتا دستر خوان بڑھواؤ اور یہ خوان کھانے کے اپنے ساتھ لیجاؤ اور اس فاقہ کش کو کھلاؤ القصہ وزیر یہان سے رخصت ہوئے خوان خاصہ کے بادشاہ کی خدمت مین لائے عرض کی کہ شہزادہ نے آپ کے واسطے دعوت بھجوائی ہے رد کرنا مناسب نہین کچھ نوش فرمائیے بادشاہ نے کہا وہ تو مجھ سے خفا ہین وزیرون نے کہا نہین بلکہ بر سر لطف و عطا ہین۔

جانا اگر شاہ کا گل شاہ کی خوابگاہ مین اور عوض لینا طمانچہ کا اس رسم و راہ مین

کہتے ہین کہ ایکدن شہزادہ سیر چاندنی مین مشغول تھا کسی نے عرض کیا کہ اے شہزادہ دریا دل جی لہراتا ہے کہ آج چادر مہتاب پر روئے آب دیکھیے اور دامن کہسار قطع کر کے دریا کا پاٹ لیجیے شہزادہ نے گوہر مقصود کو صدف اجابت مین بھرا اور پار گیا وہ کنارہ دریا کا سرد ہوا سامان چاندنی کا بیان نہین ہو سکتا جوش خواب نے چشمۂ چشم پر شہزادہ کے عبور کیا شہزادہ کے حواس خمسہ کو تلاطم ہوا اگرداب غفلت مین پڑے شہزادہ نے رفع غنودگی کے لیے منھ ہاتھ دھونے کو پانی ملایا اور ہاتھ مین اٹھایا شعر

معطر اسکے اٹھانے سے بسکہ آب ہوا	حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

اُسوقت ماہتاب بھی اُسکے مقابلہ مین ٹھہرتا تھا پانی پانی ہوا جاتا تھا ہر ایک جانور دریائی دو مہتاب کے تماشہ کو نکلے اکثر مچھ تردد مین غوطہ زن تھے اکثر فرح و سرور سے اُچھلتے تھے ہر چند شہزادہ نے نیند کو ٹالا مگر غلبہ اُسکا کم نہ ہوا جواہر نے عرض کی کہ خوابگاہ گل شاہ کی یہان سے نزدیک ہے وہان چلیے استراحت فرمایئے شہزادہ نے کہا وہ حیوان خصلت مخل خواب ہوگا اُسنے کہا وہ تو کئی دن سے اپنے چچا کے گھر مین تشریف رکھتے ہین اگر شاہ وہان گیا اور اُسکے پلنگ پر سو رہا اتفاقاً گل بادشاہ اُسوقت آ گیا پوچھا کیا آپ آئے ہین جواہر نے کہا آئے ہین مگر اُسوقت آپکا تشریف لانا بندہ کے حق مین بُرا ہوا مین نے اُس سے کہا تھا کہ وہ مہمان گئے ہین غرضکہ گل شاہ خوابگاہ مین آیا اُسکے پہلو سے تکیہ اُٹھا کر برابر لیٹ گیا اُسنے تکیہ پہلو سمجھ کر نیند مین اپنے پہلو سے خوب لپٹایا **شعر**

کیوں نہ ممنون ہوں مین اپنے طالع بیدار کا	ہے میسر مجکو تکیہ پہلوے دلدار کا

القصہ گل بادشاہ نے اُس پری پیکر کی ہم آغوشی سے خوب حظ اُٹھایا نشہ عشق مین تمیز نیک و بد نہ رہی سینہ سے سینہ گال سے گال ملایا ایکبار اگر صاحب کی آنکھ کھل گئی بیباکی اُس کو نہایت ناگوار ہوئی ایک گھونسا پہلو پر تان کر ایسا مارا کہ وہ دل پہ ہاتھ دھر کر بیہوش ہو گیا یہ گھوڑے پر سوار ہو کر حمید کو ساتھ لیکر روانہ ہوا۔

خوش طبعی کرنا اگر صاحب کا گل شاہ سے تپلی طلسم کی لا کر اور حیران و متعجب ہونا گل شاہ کا اُس سے شرما کر

ایکدن شہزادہ نے رفیقوں سے کہا کون کون حاضر ہے آج شغل تیر اندازی مین دیکھین کون اسیر قادر ہے پے در پے ہر ایک نے شکر کیا کہ انکی شست سے ہماری طبیعت کو تسلی حاصل ہوئی تھی الحمد للہ کہ اُس چلہ نشین کے گوشہ خاطر مین بلندی اور بے جستگی آئی تیر کی طرح کمر بستہ دستہ آگئی جواہر نے نشانہ پوچھا کہا کوئی گل توڑ کر رکھ آ کہا اُسنے کیا ایسی خطا کی کہ ہمنام تک نشانہ بنا ہر چند وہ بیچارہ بار ناز سے شکل کمان ہو گیا ہے مگر آپ کی سخت گیری

نہین جاتی یہ باتین یقین ہے کہ گل بادشاہ بھی آیا دیکھا کہ اگر شاہ تیر کو کمان سے جوڑے کھڑا ہے نشانہ بنکر سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے شہزادے ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

گل حاضر ہے براے خدا نشانہ کرو شہزادہ کھل کھلا کر ہنس پڑا پھر گل شاہ نے کہا اے صاحب کچھ شرط بھی تجویز کی ہے اگر شاہ نے کہا جسکا تیر اس درخت کے پار ہو وہ دوسرے کا مختار ہو گل بادشاہ نے کہا کیون صاحب اگر میرا تیر نشانہ سے خطا کرے تو آپ مجھے کیونکر رکھین کہا ناک کان چھدواؤن زنانی پوشاک پہناؤن اُسنے کہا چھدواؤ ہم تو حاضر ہین دل سے ہارے ہین تمھارے حلقۂ بگوش ہین یہ کہکر اس انداز سے تیر اس درخت پر لگایا کہ خطا کی پھر شہزادہ نے تیر کو اُس درخت سے دوسار حریف کو شرمسار کیا مُنھ پھیر کر مسکرا کر کہا مین تم سے شرط جیتا گل نے کہا صدقے اس کہنے کے اور قربان شرما کے مسکرانے کے اب جلدی چلو مجھے عورت بناؤ مجھ سے خدمت لو پانوُن دبواؤ پھر میری تیراندازی کی سیر دیکھو غرض اسی طرح ہنستے بولتے رہے وقت رخصت گل سے کہا تم نہا دھو کے عورت بن رہنا ہم آئینگے وہ اُدھر گیا شہزادہ اپنے مکان مین آیا ماہ تابان سے کہا کوئی ایسا طلسم آپکے پاس ہے کہ جس سے مرد خجل ہو اُسنے کہا ایک تپلی طلسم کی ہے اگر مرد کے پہلو مین رکھدو وہ تپلی عورت بنجائے اور اپنے مُنھ سے وہ باتین کرے کہ مرد منفعل ہو شہزادہ وہ تپلی طلسم کی لے حمید کو ساتھ لیا گل شاہ کی خلوتگاہ مین آیا اُسکو سوتا پایا وہ تپلی اُسکے برابر لٹا دی اور آپ چھپ رہا دفعۃً وہ تپلی سو برس کی بڑھیا بن گئی سر سفید زندگی سے ناامید پشت خم چشم پرنم ہاتھ پانوُن مین رعشہ نوجوانون کا تماشہ بلا سے بدتر کریہ منظر صورت دیو لاحول الشیطان کی خالہ جو اُسے دیکھے زندگی پر تاسف کرے ؎

ضعیف اسقدر تھی وہ دیرینہ سال	ہوئے تھے سفید اسکے پلکون کے بال
جو لگتی بدن کو نسیم پگاہ	لرزتی تھی وہ مثل برگ گیاہ
کوئی دانت مُنھ مین نہ تھا زینہار	کمر دوتی ضعیفی کو وہ ڈنڈا زمار

ہوا جھریون سے یہ حال بدن	چنین جس طرح دامن پیرہن

مگر اسپر سُرخ کپڑے پہنے لُٹھا جانے کا حل مستی مہندی کا لگائے گل بادشاہ
سے وہ بلاکی طرح لپٹی مچھلیان لینے لگی گل اُسکی گرمی سے بیتاب ہوا کل
بھُن کے کباب ہوا کہنے لگا اے کمبخت تو کون ہے اُس نے کہا جان صاحب
آپ کاہے کو پہچانیے گا غرض کے آشنا تھے جب سے کہ تجھ سے سابقہ ہوا تیرے
عشق اور دام محبت مین گرفتار ہون تو اورون پر مرتا ہے مین تجھ پر مرتی ہون
آج بعد مدت کے پھر اکیلا پا کے سرگرم اختلاط ہوئی ہون گل نے گریبان پھاڑ ڈالا
وزیرون کو پکارا وہ چمٹی ہوئی تھی کہ اگر شاہ موجود ہوا گل نے چاہا کہ اس
آفتِ ناگہانی سے چھوڑا کر بھاگے وہ کب چھوڑتی تھی گھبرا کر شاہزادہ کا ہاتھ
پکڑا اُسنے کہا یہ گرمی اپنی نانی صاحبہ سے کیجیے یہ قدیم سے آپ پر عاشق ہین
گل شاہ شرم کے مارے عرق عرق ہوا آنکھین نیچی کرلین سر نہ اُٹھایا تلوار
کی طرف ہاتھ دوڑایا شاہزادے نے حمید سے اشارہ کیا اُسکو ہٹا دیا کہا لعنت ہے
اس اوقات پر تف ہے ان حرکات پر اُسدن چوگان بازی مین نادانستہ میرے
بھائی افلاطون سے وہ حرکت ہوئی اُسپر مین نے ہزار آدمی مین طمانچہ مارا
ذلت دی تو بھی آپکی بدظنی نہ گئی اور مجھ سے وہ حرکت ناشائستہ کی اب مین
اسکا آپ سے کیا عوض لون چاہیے کہ ہزار طرح سے ذلیل کرون بادشاہ نے
کہا حضرت سلیمان کی قسم ہے یہ بلائے ناگہانی ہے یہ آفت آسمانی ہے شہزادہ
نے کہا جھوٹی قسمین نہ کھاؤ بس باتین نہ بناؤ سبحان اللہ آنکھون مین خاک
ڈالتے ہو چندراتے ہو ٹالتے ہو گل اُسکے قدم پر گرا شہزادہ ہنس کر اُٹھا رخصت
ہوا گل بادشاہ اس امر سے نہایت متعجب ہوا۔

بیان تزویج و مناکحت طالب و مطلوب و عقد وصل حبیب و محبوب

لکھنے والا اس داستان شیرین بیان کا لکھتا ہے کہ لال دیو اور منصور شاہ مین
برسون پیام سلام رہا مگر بادشاہ سے وصلت کا انصرام نہ ہوا آخر

گل بادشاہ جوگی صاحب کی خدمت مین گیا نہایت منت وسماجت سے پیش آیا جوگی صاحب نے کہا اگرچہ بسبب اہلبیت آپ مجکو بزرگ جانتے ہین اور اس فقیر کو مانتے ہین مگر مین بہت تھوڑا تھوڑا ہوتا ہون کہ مجھ مین تم مین کیا مناسبت تم بادشاہ ہو مین گدا ہون بادشاہ نے کہا اللہ والے دیندار بادشاہ دین و دنیا ہین اور دنیا دار ہم ایسے سگ دنیا ہمیشہ ع

بادشاہ آتے ہین پابوس گدا کے واسطے

اور آپ تو میرے عمو بھی ہین باپ اور چچا مین کیا فرق ہے میرا سب طرح سے آپ پر حق ہے غرض ان باتون کے بعد بادشاہ نے شمۂ اپنی سوز نہانی کا ظاہر کیا اور پیام وصلت سے ماہر کیا جواب صاف دیا کہ یہ فقیر شوریدہ سر کوئی دختر نہین رکھتا اگر ہوتی انکار نہ کرتا اور طریقۂ شریعت سے باہر نہ ہوتا سب جانتے ہین کہ بارہ برس کی ریاضت مین حق تعالے نے ایک فرزند عطا کیا اسکے سوا یہ سرو آزاد کوئی ثمر نہین رکھتا بادشاہ نے کہا تقصیر معاف یہ تقریر اُنکے مناسب حال نہین خوشحال وزیر نے بشرط رضامندی آپکے انکی نسبت میرے ساتھ کردی ہے اگر وہ صاحبزادہ ہوتا وزیر اس امر پر کیون آمادہ ہوتا جوگی صاحب نے فرمایا کہ دریافت کیا جائیگا اُسکو اس کا جواب کل دیا جائیگا پھر جوگی ماہ تابان کے پاس گیا کہا تم اگر صاحب کو بُلاؤ گل شاہ کا آنا اور یہ گفتگو اُنکو سُناؤ اور پوچھو کہ شرع مین کیا حکم ہے فضل الٰہی سے بالغ عاقل ہو اگر تم کو تزویج مین اُس سے عذر نہ ہو تو طریقۂ مصالحت درمیان مین آئے اور نہین کلام منازعت پیش کیا جائے ہر چند جواب صاف مین خرابی ہے طرفین کی بربادی ہے اگر صاحب نے وہ پیام سُنا ماہ تابان سے کہا ہر چند یہ امر طبیعت پر بہت ناگوار ہے لیکن بخیال بربادی اس خاندان کے بشرطہا اختیار کیا جاتا ہے اول یہ لباس مردانہ نہ اُترے دوسرے میری رضا اپنی رضا پر مقدم سمجھے تیسرے ہر مقدمے مین اورونکو دخل نہ ہو جیتے جی جوگی صاحب کی ملاقات سے مانع نہو ماہ تابان نے جوگی صاحب سے وہ مقدمہ بیان کیا جوگی صاحب نے

سب نے کم و کاست گل صاحب پر عیان کیا فوراً اگر گل بادشاہ نے دستاویز لکھی
مہر کردی جوگی صاحب نے منصور شاہ کو مع خوشحال وزیر بلا بھیجا سب حال
مفصل بیان کیا اور گل بادشاہ کی اہلیت اور حسن تدبیر پہ ہزار آفرین بادشاہ
نے تحسین کی گل بادشاہ بامراد شاد و شاد رخصت ہوا لال دیو اور قریش
بیاہ کی تیاری میں مصروف ہوئے دولہا دولہن اچھے بیٹھے چند روز چھٹ
پٹ گذر گئے نوشاہ کیطرف سے سانچق بڑی دھوم دھام سے چلی ہزاروں
گھڑے چاندی سونے کے لاکھوں تخت مرصع آرائش کے شعر

ہر اک تخت تھا رشک تخت سپہر	ہر ایک پھول تھا غیرت ماہ و مہر

امیروں کا اژدہام وزیروں کا اہتمام آتشبازی کا چھٹنا ہاتھی گھوڑوں کا
بھڑکنا اور اناروں کا زور اور چرخیوں کا شور رسالہ سوار پیادہ قطار قطار
بڑی دھوم دھام سے سانچق گئی جوگی صاحب نے بعزت تمام دولہا کو
مسند پر بٹھایا شربت پلایا پان کھلایا خلعت پہنایا رفیقوں کو کشتیاں ہار
شاگرد پیشہ کو انعام بیشمار دیا بعد فراغت دولہا کو رخصت کیا ادھر سے
مہندی کے جانے کی تیاری ہوئی اپنی طبع رنگ میں رچی یہ مضمون رنگین
ہاتھ لگا اس رنگ کو شنجرف خوش رنگ سے لکھوں یا رنگ حنائی سے
رنگوں کہ دونا رنگ دیگا دوستان یکرنگ نے کہا کہ اور ہزار مضمون بستہ
حاضر ہیں انھیں و دحنا کی طرح باندھو یہ مضمون تو خود بخود رنگینی پیدا
کریگا فقط مہندی سے ہزاروں خوان معمور ہوئے آرائش اور حباب اور
کنول کے تختوں کا مہندی کی سینیوں اور گلکاری کی شمعوں کا چپہ پھونکا
چھڑیوں کا بیان ہو چاروں بہنیں اگر کی سرو آسا اور عجوبہ پری موتی رانی
اور روشن راے پری اربع عناصر کی طرح جمع ہوئیں مہندی لیکر چلیں
نہایت کروفر بڑے ٹھاٹھ سے دولہا کے مکان میں داخل ہوئیں القصہ
سرو آسا نے گل کے ہاتھ میں مہندی لگائی ایک چھلا اسکے ہاتھ پر رکھدیا
کہا یہ اسی کا چھلا ہے کہ جس کے لیے تم نے اپنے تئیں انگشت نما کیا ہے
عجوبہ نے کہا آخر تم نے پری کو شیشہ میں اتار لیا کہا روشن راے پری نے

کہا چشم بد دور دولھا تو خوب ہے لیکن اگر صاحب کے تلوے کی برابری نہین کر سکتے سوتی رانی نے کہا کہ خبردار خبردار یاد رکھنا اُنکی جوتی دیکھ کے کسی کا مُنھ نہ دیکھنا گلُ شاہ یہ باتین سُنتا تھا باغ باغ ہوتا تھا غرض اسیطرح ہنستیان بولتیان رہین ہزارون باتین رمز وکنایہ کی کہین ماہ پرور اور گلنار اُن چارون کا جواب دیکر ایک کے بدلے چار سنتی تھین خوب چھڑیان چلین پھر ہار پھول کی کشتیان سجین ریت رسوم سے فراغت کرکے رخصت ہوئین دن برات کا آیا گلُ بادشاہ کو دولھا بنایا موتیون کا سہرا باندھا گھوڑا بھی اسکی سواری کا پری بنا پھولونکی پاکھر سہرا بندھا سنہری زین سم اُسکے رنگین اگر مانی و بہزاد دولھا کی تصویر کھینچین تو چشمون مین لگائین شرمائین اور گھوڑے کی تصویر کے تصور مین کوسون ہوش وحواس اُڑجائین غرض بڑے تجمل وتکلف سے سُسرال مین پہونچا اُدھر اہتمام بڑی تیاری اُدھر تکلف سے بیزاری ہر ایک سے ہر ایک بات مین رُکاوٹ بگاڑ اُسکا لاکھ بناوٹ گورے گورے بلوری ہاتھ موتی کی لڑیان دانت جو بات تھی حسرت ویاس کے ساتھ ماہ تابان نے تبدیل لباس کی سو سو طرح سے ترغیب دی منظور نہ ہوئی ریت ورسم بھی خلاف رسم کے کی خاطر نازک کا ہر ایک کو لحاظ اور پاس ان باتون سے سوائے دولھا کے ہر ایک اُداس دولھا کو اندر بھی نہ بُلایا آرسی مصحف بھی نہ دکھایا مشہور کیا کہ اگر صاحب کی بہن کے ساتھ گلُ صاحب کی شادی ہے جب نکاح سے فراغت ہوئی شربت پلایا ہاریان بٹے جواہرات تصدق مین لٹے برات کی رخصت کا وقت آیا سرو آسا کو دولھن بنایا سکھ پال مرصعی مین سوار کرکے رخصت کیا جہیز اس قدر دیا کہ دبیر چرخ بھی اسکی تعداد وشمار مین قاصر دیوان قدر شتے سوا نیشان کائنات کے احاطۂ تحریر سے باہر دولھا کی فرط خوشی دیکھ کے جوگی صاحب کو بڑا تردد اور پس وپیش تھا کہ دشمن اس کے شادی مرگ نہ ہو جائین دانستہ طرح طرح کے کلام نا ملائم پیش کرتا وہ عاشق سُنتا بھی نہ تھا بجز قبول اور بہت خوب کے اور جواب کیسا برھے

سامان سے برات چلی دولھا کے دروازے پر پہونچی سواری خود اُتاری فوراً زمین نیاز پر گرا سجدۂ شکر کو طول دیا پھر چند بار شکھ پال کے گرد پھرا تصدق ہوا بسنت نے کہا اے بادشاہ برائے خدا ایسا نہ گھبراؤ ایک ذرا ہوش مین آؤ آج سب مرادین حاصل ہین دولھن پہلے سے علیحدہ مکان مین داخل ہین جلدی جائیے اپنے تئین وہان پہونچائیے یہ عجب تماشہ ہے شکھ پال مین سرو آسا ہے گل شاہ جلدی جلدی وہان پہونچا گرد پھرنے لگا تصدق ہونے لگا دیکھا کہ رات کی بیداری سے دولھن کے کشور غم پر لشکر خواب نے غلبہ تام کیا روتے روتے آرام کیا قطرے پسینے کے گویا مہتاب پر الماس جڑے ہین اور بہت سے موتی آنسوؤن کے گل تکیون پاس پڑے ہین یہ حال دیکھکر ضبط نہ ہوسکا گل شاہ بھی بیساختہ رونے لگا اگر صاحب کی آنکھ کھل گئی کہا مجھے تم نے ساری خدائی مین شرمندہ کیا ہمین دیکھکے ایک ایک آنکھ بچا کے ہنستے ہین کچھ لوگ سرگوشی کرتے ہین کچھ اشارے کرتے ہین کچھ بولیان بولتے ہین خیر جو کچھ کیا اچھا کیا کسی کو کیا منھ دکھائین یہ جان لو اپنی یہین تک تھی اب ہم بھی اپنی جان پر کھیلتے ہین یہ کہکر زہر کی گولی رومال سے کھولی گل شاہ نے ڈھوکا دیا یہ چھپا یہ زہر ہلاہل کہان پایا باتون مین لگایا پھر جھپٹ کے وہ گولی ہاتھ سے لے لی کہا حق بجانب ہے تمھارا رنج بجا ہے آپ نے مجھ ڈوبتے کو سنبھالا مرے کو زندہ کیا تمام عمر تابع فرمان ہون بندۂ احسان ہون سمجھایا نہ چھایا غرض دیر تک بہت سی منت اور خوشامد کرتا رہا پھر گھر مین تاکید کی خبردار سوائے شہزادے کے انھین کوئی کچھ نہ کہنا اور انکے غضب سے خوفناک رہنا گل بادشاہ کی ایک دائی عمال ناک چڑھی بوڑھی بڑھی ہوا سے لڑتی اگر صاحب کی بے لطفی اور بدمزاجی پر اُسے غصہ آیا کسی بات مین دخل دیا اُسکو بڑا بھلا کہا نکال دیا روتی ہوئی اپنے صاحبزادے کے پاس حمایت کی آس مین گئی وہ اور بھی جھنجھلایا ملزم کیا کہ تم نے انکی بات مین کیون دخل دیا

ہمنے تو پہلے ہی منع کیا تھا کہ کبھی دخل نہ دینا اچھا ہوا جیسا کیا ویسا پایا
بعد عرصہ کے ایکدن خود اگر صاحب نے بادشاہ سے کہا تمھین اس دیو ا
نے پرورش کیا گود مین کھلایا مین نے اسے بڑا بھلا کہا نکال دیا لوگ کیا
کہینگے مجھے بدنام کرینگے غرض اُسے بُلایا اسکی خاطرداری بہت سی کی
سمجھایا کہ میرے انکے درمیان کبھی دخل نہ دیا کیجیئے یہ بازوبند مرصع لیجیے
اُسنے وہ زیور طلائی لیا اور پہنا اُس بات کو تسکر گوہر نایاب کی طرح
گرہ مین باندھا۔

جوگی صاحب کو غنیم سے شکست فاش ہوئی اگر صاحب نے اس مُلک مین آن کر اُسکی پاداش کی

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک خواجہ سرا جوگی صاحب کے خدمتگذارون
مین سے اگر صاحب کی خدمت مین باریاب ہوا اُسنے پوچھا میان صاحب
جوگی صاحب کی خیر و عافیت بیان کرو خواجہ سرا نے کہا کیا عرض کرون
اُنپر تو عجب طرح کا حادثہ پڑا ہے حریفون نے چار طرف سے نرغہ کیا
مُلک چھین لیا لشکر منتشر مفقود الخبر ہوا

تیر اقبال اُن کے آپ بھتے
آپ کیا آئے مقدر پھر گیا

اس خبر وحشت اثر سے طاقت ضبط نہ رہی حمید کو مع اسپ طلب کیا
ہر چند گُل بادشاہ نے بہت سمجھایا کہ مین اپنی فوج بھیجتا ہون نہ مانا
فوراً روانہ ہوا اُس طرف کو ہوا اثنائے راہ مین حمید کی نظر صحرا مین ایک طرف
جا پڑی جوگی صاحب کو دیکھا کہ خار غم مین ایک طرف اُلجھا پڑا تھا
زمین سے اُٹھا کر فیل فلک شکوہ پر سوار کیا شہزادہ کی آنے کی خبر سُنکر
ہمایون بوقلمون دونون وزیر جوگی کے اُسکی رکاب ظفر انتساب مین حاضر
ہوئے حقیقت حال مفصل عرض کی شہزادہ نے کہا وہ عالی گہر خاک
چھاننے سے دستیاب ہوا خاطر جمع رکھو قصہ کوتاہ حریف سے مقابلہ ہوا
اگر صاحب کے آفتاب جمال کے آگے لشکر غنیم ستارون کی طرح درہم برہم ہوا

اُس رستم زمانہ نے اپنے بیگانہ کا انتظار نہ کیا مردانہ وشیرانہ حریف سے سرگرم بیکار رہوا

ابیات

ہوا اس طرح رو کش زہم نبرد	پریشان کیا سب کو مانند گرد
گیا جبہ تلوار وہ تول کر	سپر اُسنے رکھدی وہین کھول کر
جوانمرد عاجز ہوئے مثل زن	نہین تھی وہ زن بلکہ تھی تیغ زن

وہ لڑائی فتح کی مگر دو زخم تلوار کے اسکے بدن پر لگے کہا انھین ہارون کے اشتیاق وانتظار مین آج تک پھولون کے ہار سے انکار رہا گل شاہ نے سُنا کہ اگر شاہ نے زخم کاری بدن پر کھایا حریف کو بھگایا جواہر سے کہا دیکھتے ہو مجھے نشانہ تیر ملامت کا کیا جب تک مین تدبیر کرون اپنے تئین بہو بچاؤن اپنے واسطے سامان ہلاکت کا کیا اس بات کا گلُ نے ہر ایک سے شکوہ کیا اور اس جرأت کا اُسسے ملال رہا اگر شاہ نے کہا آپ خفا نہ ہون آج عہد کیا ہے کہ تا زندگی قدم باہر نہ رکھون اپنے بیگانہ کے سامنے نہ ہون وہ تو یہی چاہتا تھا دل مین شاد شاد ہوا ظاہر مین کہا اسواسطے آزردہ ہوتا ہون کہ خدانخواستہ اگر آپ کے دشمن ضائع ہوئے ہم تصدق تو ہوتے مگر بدنام ہوکے ہوتے پھر سرو آسا سے کہا کہ مرہم سلیمانی کے بچائے بنا کر زخمون پر رکھدو اس مرہم کی تاثیر سے دو تین روز مین زخم اچھے ہوگئے غسل صحت کیا ہر ایک جگہ سے تصدق آیا جشن ہوا۔

وصل کی داستان اور اُسکے سامان کا بیان

کہتے ہین کہ گلُ بادشاہ کو اسکی آرزو اور حسرت تھی کہ وہ زہرہ جبین پوشاک زنانی پہنے ہمیشہ وہ انکار رہی کرتی تھی اور بسبب نازک مزاجی کے دُنیاداری بھی نہ ہوتی تھی کسی روز مہربان پایا گلے سے لگایا اور جو اسپر بھی رُخ نہ کیا دور ہی سے دیکھ لیا شعر

معشوق نمی شود بفرمان	گر بندۂ زر خریدہ باشد

ایک روز اسکی ددا نے خوشامد کی سر سے قدم تک بلائین لین دعادی

اگر صاحب نے کہا کہو کیا کہتی ہو کہا اگر رد نہ کرو تو کہوں کہا رد نہ ہوگا دوا
کہا جی چاہتا ہے آپ کو زنانی پوشاک پہنے دیکھوں کہا پہنے وہ لباس
کبھی نہین پہنا مگر تمھارے کہنے سے پہنتے ہین وہی جوڑا بیاہ کا کہ بڑے
تکلف سے بنا تھا آراستہ کیا

نظم

کروں دفتر حسن کو اُس کے باز
اعانت کرین شب کی گر اُسکے بال
سیاہی درازی مین تھی بے بدل
قدم تک گئی تھی وہ زلفِ صنم
جبینِ صنم لوح روے کتاب
مژہ دستۂ تیرہاے خدنگ
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
کیا دل نے یہ وصف بینی قبول
ڈمک اُسکے عارض مین تھی اس طرح
یہ نازک تھا لعلِ لبِ دلستان
مرصع تھے زیور سے یون اُسکے گوش
بنائے جو وہ دستِ قدرت نے ہاتھ
یہ بازو تھے گول اور شانہ بھرے
کلائی کا یہ رنگ تھا ہر دو سو
کہوں اُسکے پنجہ کو گر اسم ذات
نہ دیکھا کوئی عضو مین نے کرخت
وہ اُبھری ہوئی چھاتیان دونوں آہ
زبس آئینہ سان تھی تن کی صفا
پسینے کے قطرون مین بوے گلاب

سراپا تھی سرمایۂ حسن و ناز
طلوعِ سحر تا قیامت محال
شب ہجر عمر خضر فی المثل
سر فتنہ تھا اُس کے زیرِ قدم
ہر ابرو تھا اک مصرعۂ انتخاب
نگہ برق شمشیر الماس رنگ
اجل کا مکان غمزۂ خشم مین
کہ اک شاخ مین ہین دو نرگس کے پھول
مطلا ہو مصحف کا رو جس طرح
کہ دندان ہوے پشتِ لب سے عیان
پری کا ہوا بال طاوس جوش
لیے چوم صانع کے صنعت نے ہاتھ
پھسل جاۓ گر چشم بھی تل دھرے
نہ ہو شمع مین جس طرح پشت و رد
لکھوں آبِ زر سے وہ رنگین نکات
مگر ایک سینہ تھا البتہ سخت
کہین دیکھ کر جس کو اہلِ نگاہ
کہ سینہ پہ پڑتا ہے عکس آنکھ کا
صفائی شکم سے تخجل ماہتاب

درخشندہ ناف اُس دُرِ پاک کی
وجودِ کمر کی لطافت گواہ
وہ رانین بنائین بھتین سانچے مین ڈھال
نہ ہو ساق کیون روکشِ شمع طور
وہ نازک قدم جسکو مژگان ہو خار
قدو قامت اُسکا وہ آفت تمام

مگر زہر بھتی پردۂ حناک کی
نہان چشم سے مثلِ تار نگاہ
پھسل جائے جس پر نگاہِ خیال
کہ بھی پشت پا رشک رخسار حور
رکھے چشم پر گر کوئی بے قرار
قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

خموشی بھی اُن چتونون سے پدید
بنازم کہ مارا چنین آفرید

جسوقت وہ پری بن ٹھن کے آراستہ ہوئی ناگاہ گل بادشاہ آیا یہ اُسے دیکھہ کر خلوتگاہ مین آئی آنکھہ بچا کر کترا تا ہوا وہ بھی پیچھے پیچھے چلا ہر چند وہ نہین نہین کرتی رہی اُسنے آغوش مین اُٹھایا چھپر کھٹ مین لٹایا اور کہا

شعر

ملادے شبِ وصل مین شرم کیسی
دہن سے دہن کو زبان سے زبان کو

غرض بہت سا چھیڑا گدگدایا ستایا اور رولایا اُٹھایا لٹایا

شعر

آغوش تمنا مین اُس گل نے اگر مسکا
بہائے نزاکت سے ایک شور تھا بس بس کا

ہر چند منہ بھائے منڈ یا ہلائے تیوری چڑھائی ناک بھون بنائی مگر وہ نشۂ شوق سے چور بادۂ ذوق مین مخمور آج کب سنتا تھا۔

نظم

ہوا پھر وہ گل اُسکی گردن کا ہار
ملادیر تک گال سے اُسکے گال
لیا خوب سیب و ذقن کا مزا
ہوا پھر تو پوشیدہ سب آشکار
ہوا سفتہ الماس سے اُسکا دُر
اُٹھے بستر خواب سے پھر شتاب

نکالے جو تھے ہجر کے دل مین خار
لیے بوسۂ لب علی الاتصال
عجب ہاتھ اک تار پستان لگا
نہ عقدے کو چھوڑا وہان زینہار
صدف کو کیا آبِ نیسان سے پر
ہوا ایک کو دوسرے سے حجاب

اُس نا ... ا اس کمبخت
نے مہ ... کل آیا
پھر تو و ... گا ہر وقت
ہر ایک ... ن کے
واسطے ... ہ سے
مکمل ... ستان میں
ہر ایک ... صرام
نیک

للہ الح ... ۱۹۲۹ء

... ہوا ہے واللہ ...
فقط

نام کتاب	قیمت
قیمت سات جلدون کی حسب ذیل ہی	
جلد اول طلسم ہوشربا	سے
جلد دوم "	سے
جلد سوم "	سے
جلد چہارم "	للعہ
جلد پنجم "	زیر طبع
جلد ششم "	للعہ
جلد ہفتم "	للعہ
صندلی نامہ- اسمین شہر فرعونیہ کی تباہی کا نہایت دردناک منظر تھا گرفتاری کا سین کفر کے حرکات پرستالون کی ناراضی وغیرہ کی حالت	سے
توزج نامہ دو جلد امیر العین کی نقاب دار زرین پوش سے کشتی اور کشتی کے بعد ایک دوسرے کا بیہوش ہو جانا- اور امیر العین کو خواب مین بشارت-	للعہ
توزج نامہ جلد ۲- رستم ثانی فرزند ایرج نوجوان کی داستان جرات وہمت کے زبردست نمونے-	عہ
لعل نامہ- اسمین بھی بہت ہی عجیب و غریب داستانین ہین کفار مقتول معہ کر بار گذشتہ کی اولاد کا خروج ... کا نمودار ہونا عشق	

نام کتاب	قیمت
وصال کے سین جادوگرون کے بہت سے خداؤن کا جمع ہونا- امیر العین کی دربار رسول خدا مین حاضری	عہ
لعل نامہ - صاحبقران ثانی کی روانگی اور لشکر کی شوکت طلسم خونخوار کے پیچیدار راستے- اور فتح طلسم فیروز مین مدد طلب کرنا- امیر العین اور صحرائے کاج باج اور آتشزدگی کا نہایت خوفناک نظارہ-	للعہ
. تقیہ طلسم ہوشربا- اس داستان کا طلسم ہوشربا سے کوئی سلسلہ نہین ملتا- بلکہ یہ بذات خود نہایت ہی عمدہ داستان ہے افراسیاب کے قتل کے بعد نئے نئے کافرون کا پیدا ہونا ملکہ مہ رُخ سحر چشم کے عجیب عجیب سحر عیارون کی داستانین دوز بردست جادوگرون کے مقابلے کے حالات اور موقع بموقع نظمین-	
جلد دوم تقیہ طـ... جلوہ گر...	

نام کتاب	قیمت
آفتاب شجاعت جلد اول لعلہ کی دوسری جلد سے اسکا سلسلہ ملتا ہے جسمین صاحبقران کی خانہ کعبہ کی طرف روانگی اور پہلوالغون کے ونگل کی کیفیت خانہ طلسمی کے ملنے کا حال اور شاہانہ جشن کی رنگینین دکھائی گئی ہین۔	چہر
دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم ایک زبردست جادوگر کا پیدا ہونا اور جادوگری کو ترقی دینا۔ مصورون کی سحرکاریان اور متفرق داستانین	سے
دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم وحدانیت پر منصفانہ اور فلسفیانہ لیکچر۔ عیارون کا جمگھٹ۔ کفار کا ایمان لانا۔ دریاے ذخار کا نقشہ دریا کا چڑھاؤ۔ اور ڈوبنے والون کا منظر اسم اعظم کے کرشمے نہایت عمدہ اور رنگین داستانین۔	سے

نام کتاب	قیمت
ایضاً جلد چہارم - ایک جادو کا شکست کھا کر ایک طلسم کیطرف بھاگنا۔ صاحبقران بدیع الملک کے لشکر کا جاہ وجلال ایک پر بہار جنگل کا نقشہ۔ جادوگرون اور دیوونکی جنگ از بوت جادوگر کے جادو کے نمونے مسلمانون کے لشکر کی مصیبت کوہ قاف کے پریزاد اور انکی لڑائیان عشقیہ داستانین۔	عہ
ایضاً جلد پنجم شاہزادہ بدیع الملک کے نوجوان لڑکے کی بہادری کا نمونہ محبوب کا کل کشا اور شاہزادے کے عشق کے فسانے۔	
گلستان باختر - تین حصہ آفتاب شجاعت کے پانچوین دفتر سے اسکا سلسلہ ملتا ہے اسمین کوہ عجائب کا نقشہ ہے اور ایک درویش خدا پرست کی ریاضت اور دعا۔	سے لعہر